يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا

بنالِ بلبل اگر بامنت سرِ یاریست   کہ ما دو عاشقِ زاریم و کارِ ما زاریست

دیوان مسکین مسمّیٰ بہ روضۂ رضوان

محبّان

اہلِ بیتِ کرام اور عزاداران امام

حسین سید الشہدا علیٰ جدہ و علیہ السلام کے

ملاحظے کی خاطر بتایید موید الاسلام میر

روشن تدبیر

نواب حسین منو خان المخاطب بہ منور جنگ دام اقبالہ

شہر مدراس مطبع عظیم الاخبار میں باہتمام غلام حسین منشی کالج کمپنی ماہ ذیقعدہ میں قالب طبع میں آیا

۱۲۷۴ھ

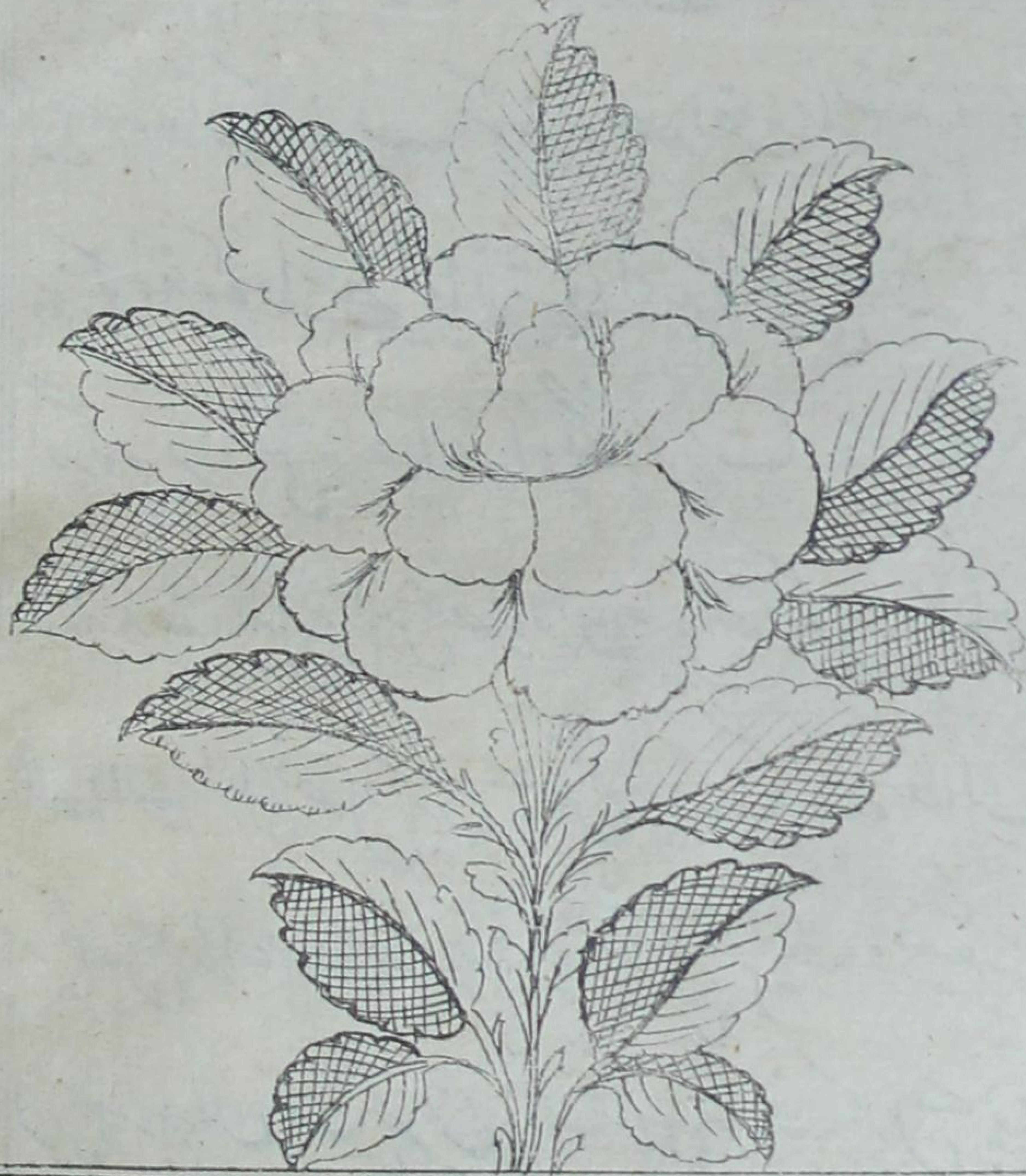
ای شمع بیا تا من و تو زار بگرییم   کاحوالِ دلِ سوختہ را سوختہ داند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روضۂ رضوان کا عندلیبِ ہزار داستان روح الامین ہے جس کا ترنم اور زمزمۂ مدح وثنائے سرورِ دین ہے یہہ ایسا سرورِ عالی مرتبہ ہے جسکے گہوارے کو جبرئیل علیہ السلام نے طفلی میں ہلایا اور روزِ میلادِ شریف تہنیت کی خاطر آکے شہادت کی خبر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنایا اور لال مٹی مشہدِ مقدس سے لاکے سیدِ عالم کو بتلایا تو اعجاز امام کو دیکھئے کہ قبل از قتل امام کے وہ مٹی رنگین ہوگئی تھی اور فضل واحسانِ ہے خدا کا جس نے حسینِ سرور کو مرتبہ امامت ودرجۂ شہادت بخشا اور جوانانِ بہشت کی سرداری اس عالی جناب کو دیا صلاۃ وسلام نازل ہو اُس رسول آخر زماں علیہ السلام پر جسکے نواسے کی شہادت سے فتح بابِ شفاعت ہوا اور خونِ امام کی بدولت گلزارِ اُمید عاصیوں کا شاداب ہوا اب سخنورانِ نازک خیال اور فاضلانِ صاحب کمال کی خدمت میں گذارش یہہ ہے کہ یہہ بندۂ ضعیف مداح آل رسول

اور اصافِ فرزندانِ بتول متخلص بہ مسکین باشندہ مدراس کا جو چند سال سے
بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں مقیم ہے چاہتا ہے کہ اسی خطۂ اسلام کی خاک
ہو اور ایک شکوۂ مزمن دماغی میں مبتلا ہو کے خدا کا زندانی بنا تمنا اسکے
دل کی یہہ ہے کہ جلد اس خاکدان ظلمانی سے نکلے اور حضوری اس بادشاہِ
کونین کی حاصل کرے اگرچہ بہت سی تالیفیں اسکے آفاق میں مشہور ہوئیں لیکن
اسکے دل میں اب یہہ خواہش ہوی کہ ایک اقوی ذریعہ اور وسیلۂ قوی تر
اپنی مغفرت کے واسطے ڈھونڈھے تب اسکو ہاتفِ غیب سے الہام ہوا کہ
جنابِ امامِ ہمام سید الشہدا سرورِ کونین اور خداوندِ بہشت ہیں دل وجان سے
اُنکے آستان کی طرف متوجہ ہو بصداقتِ تمام تسلیم اور مجرا عرض کر اور جواہرِ
سخن کو نثار کے واسطے لیجا تو تیری اُمید کا گلشن ہمیشہ تازہ و خرم رہیگا
اور گوہرِ مُراد بھی تیرے ہاتھ آویگا اس بشارت سے خوش و بشاش
ہو کے مدتِ قلیل میں اس مختصر دیوانِ جلیل القدر کو جس کا نام روضۂ رضوان ہے
لکھا اب اہلِ فضل و کمال سے توقع یہہ ہے کہ اسکے مطالب کو امعانِ نظر سے
دیکھیں اور آیات و احادیث اور مسائلِ شریعت و حقیقت و معرفت کا خیال
کریں اور جہاں بات فہم میں نہ آوے کسی عارفِ کامل سے پوچھیں کہ فوق کلّ

ذی علم علیم خدا نے فرمایا ہے اور اگر بہ تقاضائے بشری میرے کلام میں
کہیں سہو و خطا نظر آوے تو اصلاح بخشیں کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ
الْمُؤْمِنِ حدیث شریف میں واقع ہے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ
وَالْمُعِیْنُ ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۰ سنہ ہجری
میں اس تالیف کا اتفاق ہوا





بسم اللہ الرحمن الرحیم

دشتِ بلا میں نقشہ ہی اک لالہ زار کا	داغِ سیاہ جس کا ہی گردہ بہار کا
کیوں کر گلِ پیادہ نہو دے رکابدار	اب معرکے میں جلوہ ہی اک شہسوار کا
سُنتے تھے چو طرف سے صدا مار مار کی	قُدرت نما رہا تھا جو دم ذوالفقار کا
شیرِ خدا کے ڈر سے تھے رو بتوں سب حما	تھا بُزدلی سے اُنکا ارادہ فرار کا
مرکب بنا کے کردیا ابلیس انکو رام	پیتے ہیں خون سیدِ عالی تبار کا
اک شاخِ گُل کے رنگ سے گلگوں ہی ہارو دشت	درکار عندلیب ہی یہاں چشمِ زار کا
ہو ویگا اسکے جسم کے زخموں کا تب بیاں	پیدا ہو زخم اپنے جو جانِ فگار کا
صیدِ حرم کے زخم سے دل چور چور ہی	صحرا سے آخر ہو گیا رمنا شکار کا
زخم اسکے جسم پر جو لگے بے حساب تھے	نزدیک وہاں ظہور تھا روزِ شمار کا
نیزے کا مبتلاے الم بند بند ہی	ہی سوچ اسکو اُس سرِ ذوالافتخار کا

کرتا ہی سوزِ غم کا طباشیر سے علاج
خواہاں ہوا ہی خاک پر اب انکسار کا

آخر کمالِ درد سے جگر ٹکڑے ہو کٹ گیا
نالوں میں اسکے سوز ہی پیکر شرار کا

مزمار ہو کے سینے کو سوراخ کر دیا
نوحہ سُنا رہا ہی شہِ کامگار کا

اِس نوحے کے اثر کا کروں کس طرح بیاں
خارا کے دل میں زور ہی اس خار خار کا

پتھر بھی غم سے روتے ہیں انساں کو کیا ہوا
مستی سے اسکے دل پہ ہی پردہ خُمار کا

دل کو جلا کے خاک کرے غم کی آگ میں
آنکھوں میں دیوے سُرمہ اگر اعتبار کا

جوں رشتۂ نگاہ میرے دل کو پیچ و تاب
مسکین کس امام کے ہی انتظار کا

یارو جگر خراش ہی نشتر ہلال کا
ناخن ہی یہہ جراحتِ درد و ملال کا

بیتاب دل ہی روزِ قیامت کے سوچ میں
ہرگز نہیں ہی فکر مجھے ماہ و سال کا

سبطِ نبی کے قتل کا دن ہی روزِ حشر ہی
دائم مُجھے خیال ہی وقتِ زوال کا

ڈھلتا ہی آفتاب تو کٹتا ہی شہ کا سر
تختہ زمیں کا لیتا ہی وہاں رنگ آل کا

کیا پاک ذات ہی الف اسمِ ذات ہی
مرنا کسی نے دیکھا ہی ایسے جلال کا

سیدھے پڑے ہیں خاک پہ گُلگوں ہی سر
ہی سرو قد سے انکے الف انفعال کا

روے زمیں پہ آج قیامت نمود ہی
نیزے پہ سر چڑھا ہیں زہرا کے لال کا

شرمندہ آفتاب تھا اسکے جمال سے — دیکھا کہیں بشر بھی ہے ایسے کمال کا

کیوں کر ہو صاف مجھ سے بیاں داستانِ غم — دل میں مگر بچا رہے آبِ زلال کا

پانی بغیر اشک کے دیکھا گیا نہ وہاں — پژمردہ کیوں نہو بدن اس نونہال کا

تھا تشنگی سے سوزِ جگر خوب جلوہ گر — سنبھال سے بھرا تھا وہاں لب سوال کا

پانی کے بدلے دیتے تھے شہ کو جواب صاف — افسوس یہہ جواب تھا اس سوال کا

شیشوں میں بھر کے پانی بتاتے تھے ظالمان — ہر گز انھیں خیال تھا ابتذال کا

ہر حال میں نثار کرے اپنا جان و مال — وہ شخص جسکو فکر ہو حال و مآل کا

دولت کے جو ہیں مست نہایت بے تمیز ہیں — نشہ بہت خراب ہے دنیا کے مال کا

دنیا کے واسطے دیئے دین کو خراب — کسکو ہے عشق مملکت بے زوال کا

مرشد بنا ہے اسکو جو رکھتا تھا مال و زر — رہبر بنا تھا انکو زمانے کی چال کا

دنیا سے منہ پھرائے مردانِ راہِ حق — دامِ فریب دیکھے ہیں اس پیرزال کا

مسکیں تو اپنے نقصِ سخن کا ہے اعتراف
نقصان بھی علاج ہے عین الکمال کا

ہو کے مرقد مجرئی سبطِ شہِ لولاک کا — خاک کا گرا ہوا بیشک گرہ افلاک کا

کربلا کا دشتِ غربت باغِ جنت ہو گیا — معجزہ ظاہر ہوا جب شہ کے جسمِ پاک کا

ہیں چراغاں شہ کے مرقد پر نجومِ آسماں	فیض یہاں درکار ہے کچھ شعلۂ ادراک کا
بجلیاں تلوار کی چمکیں لہو جاری ہوا	منہہ گلابی ہے مگر اُس ابرِ آتشناک کا
رنگِ خونیں سے قبائے سبز نافرمان ہے	خازنِ جنت تھا شیدا شاہ کی پوشاک کا
جب سے اک خورشید کا وہ مطلعِ انوار ہے	چرخِ چارم سے کہیں بالا ہے خطہ خاک کا
بادۂ دولت کے مستاں تک رہے ہیں شاہ کو	دردِ سر کافر ہے اک قاتل اثر اس تاک کا
ای یزید یاد رکھو نعرۂ ھَل مِن مزید	دل جلا ہے جو یوں جانِ شہِ لولاک کا
خونِ دل پیتے ہیں اور خونِ جگر کھاتے ہیں ہم	جب خیال آتا ہے صحرا میں کسی سفاک کا
مارے جب صیدِ حرم کو اشقیائے سنگدل	نیزۂ خطی ہوا ہمسر وہاں فتراک کا
وہاں خدا ترسی تھی اور نہ بھی تھا خوفِ رسول	کیا کہیں احوال ہم اُس ظالمِ بیباک کا
دشت میں پھرتا ہوں میں اور شورِ محشر سر میں ہے	چشمۂ خورشید ہے مطلع مرے ادراک کا
جیب و دامن ہو گیا یہاں دستِ غم سے چاک چاک	صبحِ محشر ہے مگر تارِ شعاع اس چاک کا
خاتم سرور سے اکبر کی ہوئی کم تشنگی	تا قیامت نام ہے دنیا میں اب حکاک کا

گہ جلے ہے آگ میں اور گہ بہے ہے خون ہو
کچھ عجب احوال ہے مسکیں دل غمناک کا

۴ روئے زمیں پہ سجدہ ہے کس کے نیاز کا	مظہر ہے فرشِ خاک بھی گردوں کے ناز کا

سجدے میں سر قلم ہو سعادت رقم ہوا / کوتہ نہیں ہے سلسلہ عمر دراز کا
نیزے کا مار کیوں نہو اس سر کا یار غار / واقع میں تھا وہ مخزن و گنجینہ راز کا
جو دیکھتا تھا اسکو ہوا عاشق خدا / سرمایہ تھا وہ عشق کے سوز و گداز کا
نزدیک صاحبانِ حقیقت کے لاکلام / آئینہ ہو گیا تھا وہ عشقِ مجاز کا
سجدے میں ہو بدن سے جدا سر بلند ہے / احوال اسکے کیا کہوں ناز و نیاز کا
سجدے میں تھے حسین دو عالم سے بے خبر / سیکھے تھے اپنے باپ سے طرز اس نماز کا
مولا میں اور حسین میں کیوں کر ہو تفرقہ / یہاں حوصلہ ہے کسکو بھلا امتیاز کا
عارف کے پاس صورت و معنی کا بھید ہے / سبطِ نبی تھا آئینہ مولا کے راز کا
دنیا کو چھوڑ دولتِ عقبیٰ کیا قبول / مردار پر نہو ویگا دل شاہ باز کا
بیعت کا اہلِ شام سے پیغام سن کہا / میں جانشیں ہوں سرور گردن فراز کا
نانا کو میرے دیکھو یداللہ سے فیض ہے / میں دل سے ہوں مرید اُسی بندہ نواز کا
دنیا کا مکر کچھ نہ چلے اہلِ بیت پر / فضلِ خدا سے پردہ ہے یہاں احتراز کا
اے شاہ میاں سیہ کرو نامۂ عمل / چھوڑو خیال عابدِ گیسو دراز کا
یہ جانشیں حسین کا اک آفتاب ہے / معمور جسکے فیض سے کشورِ حجاز کا

مسکین تو بھی شہ کی جماعت میں ہو شریک

عابد کے بزم میں ہے تہیہ نماز کا

مجرئی رتبہ تیرا خلق میں بسیار ہوا
سوزِ غم یہاں سببِ گرمیِ بازار ہوا

کونسے مہرِ جہاں تاب کا ہے یہہ اعجاز
پردۂ چشم مرا ابرِ گہر بار ہوا

لختِ دل سے ہے یہاں تختۂ لالہ کا ظہور
لال دامن مرا اب دامنِ کہسار ہوا

عشق کے باغ میں اطراف جو دیوار بنی
مژہ چشم سے خارِ سرِ دیوار ہوا

ہے مرے باغ میں اک سروِ خراماں دلجو
حسن کا شعلہ وہاں گرمیِ رفتار ہوا

گلبدن غنچہ دہن رشکِ دہِ سرو و سمن
لعلِ لب آئینۂ خوبیِ گفتار ہوا

سر جدا تن سے جو تھا منھ سے ہلتے تھے لب
کہف کے یاروں کی آیات کا اظہار ہوا

راہِ مولیٰ میں دیا سر تو ہوا وہ سرور
اس سے اسلام کا بھی رونقِ بازار ہوا

کیوں نہ ہو جلوہ نما مستیِ عشقِ مولیٰ
خون سے کاسۂ سر ساغرِ سرشار ہوا

چاہتا ہوں کہ کروں اپنا سر اُس پر قرباں
عشق میں شاہ کے مرنا مجھے درکار ہوا

مجلس اُس شاہ کی کر یاد ہوں بےچین مدام
ایسے جینے سے بخت دل مرا بیزار ہوا

سرخروئی تھی شہادت سے نصیبِ شہدا
لشکرِ شام شقاوت سے سیہ کار ہوا

اشقیا غرق ہوئے خواب میں غفلت کے تمام
پردۂ خواب وہاں پردۂ پندار ہوا

اب بزرگی سنو اس سر کی کہ ہو حق جو
باغِ رضوان کا مالک ہوا مختار ہوا

عبد بازارِ عبادت میں سدا بکتے ہیں — یہہ وہ سر ہے کہ خدا جس کا خریدار ہوا

بحرِ عصیاں میں جو ڈوبا تھا مسکین عاجز
شاہ کے صدقے سے بیڑا اب پار ہوا

سلامی دیدہ جب نیساں بنیگا — تو دامن بھی گہر افشاں بنیگا

کہو جب تم صدف بن کیوں ہو موتی — جواب اسکا کہیں ہم ہاں بنیگا

مؤثر اس قدر ہے شہ کا ماتم — کہ پتھر دیدۂ گریاں بنیگا

مجھے جس کیمیا کی اب طلب ہے — شفا کی خاک سے ساماں بنیگا

غلط تھا وہ جو سمجھا شامیوں نے — کہ رنگِ آل نافرماں بنیگا

یہہ سر ہے سالکِ راہِ خدا کا — جدا تن سے جو ہو سلطاں بنیگا

اثر سے خونِ سبطِ مصطفیٰ کے — شفق گردوں پہ خوں افشاں بنیگا

جہاں پھولا ہو گلزارِ شہادت — وہاں بلبل دلِ نالاں بنیگا

نہو کیوں شورِ محشر اس سے پیدا — یہہ طفلِ اشک اک طوفاں بنیگا

ہے غم پروردۂ شبیرؑ و شبر — جواہر اشک کا الواں بنیگا

کدھی ہوگا زمرد اور کدھی لعل — نگیں خاتم کا تب شایاں بنیگا

سمندر غم کا لہریں مارتا ہے — جگر بھی پنجۂ مرجاں بنیگا

اگیگا شہ کے مرقد سے جو سبزہ — نبی کے باغ کا ریحاں بنیگا

اسیر قید ہیں بیمار عابد — کہاں تدفین کا ساماں بنیگا

بدن جو خاک پر غلطاں ہوا ہے — مطہر خون درِ غلطاں بنیگا

جسے اِس درد کی توفیق ہو گی — تو دردِ دل وہاں درماں بنیگا

طفیلِ سید ابرار مسکین
یہہ دیواں روضۂ رضواں بنیگا

سلامی یہہ مصیبت کون دیکھا — خدا جانے قیامت کون دیکھا

حسین ابن علی کے بعد یارو — شجاعت اور سخاوت کون دیکھا

ولی اللہ کی دلبند کی نسی — ولایت اور کرامت کون دیکھا

ہی سر نیزہ پہ اور پڑھتے ہیں قرآں — کہو ایسی تلاوت کون دیکھا

گلا کٹتا ہی اور سجدے میں سر ہی — بھلا ایسی عبادت کون دیکھا

شہادت کی سی ای اہل صداقت — قیامت کی علامت کون دیکھا

خدا کی راہ میں کئی سالکاں تھے — یہہ محنت اور ریاضت کون دیکھا

رعیت پروری تھی ختم اُن پر — یہہ رحمت اور شفقت کون دیکھا

تو مسکیں مانگ حسن خاتمہ کو — شقاوت اور سعادت کون دیکھا

سلامی دل مرا ہے خوشہ چین ابر بہاری کا
تہیہ کر غم سرور میں تو اب اشکباری کا

مجھے سبزی باغ عزا منظور ہے ہر دم
ترے آنکھوں سے بر آویگا عہدہ آبیاری کا

عوض کوکو کے جاری ہو زباں پر اسکے نت یاہو
جو دیکھے حسن قمری تیرے سرو جویباری کا

ہیں تیرے شاخ گل سے دل قرباں سارے نافرماں
گل عباس رکھتا ہے ارادہ جاں نثاری کا

ہے سوسن کی زباں پہ ذکر خیر اس شاہ کا جاری
ہے نرگس کی نظر میں جلوہ اب اسکی سواری کا

سدا ہیں زرد یا یاد درد سے اسکے گل صد برگ
کمال عشق سے کھلا ہے دفتر سوگواری کا

گل خورشید اور شبو نہیں یک آن ہیں غافل
ہے مقصد انکے دل میں ذکر لیلی و نہاری کا

بنفشہ کے بدن پر ہے لباس ماتمی ظاہر
ہوا ہے وہ عزاداری میں مظہر خاکساری کا

ایاغ لالۂ خود رو لبالب خون دل سے ہے
بنا ہے محرم سرور ہے دعوی رازداری کا

مجھے ریحان احمد کی محبت دل میں آئی ہے
مرا دل بن گیا سبزہ زمین خاکساری کا

کسی کے زلف کا سودا سمایا ہے مرے سر میں
تو سنبل کی طرح ساماں ہے یہاں بیقراری کا

میں دیکھتا ہوں چمن میں جب سے مسلسل اشک بلبل کو
مرے دل میں ہوا ہے بیشتر اب شوق زاری کا

سلامی چاہتا ہوں میں طواف اس قصر عالی کا
کنایہ طاق کا جسکے ہے اک دیوان ہلالی کا

شہادت اسکی ہے اک دولت سرمد کا شرمایہ
بجا ہے اسکو کہیے چشمہ فیض لایزالی کا

شجاعت اور سخاوت میں ہے اسکی ذات بے ہمتا | ہوا تھا نیرِ اعظم کمالِ بے مثالی کا
وہ وارث اپنے نانا کا ہوا علم فصاحت میں | زباں کی تیغ سے مالک تھا ملکِ خوش مقالی کا
خفا ہوتا تھا امت پر کرم کرتا تھا رحمت سے | عجب مظہر ہوا اسمِ جلالی اور جمالی کا
زلالی اور خیالی تھے نیازی اسکی مجلس کے | خیال اسکو رہا کرتا تھا تب نازک خیالی کا
جو باتیں اس سے ہوتی تھیں وہ سچ موتی تھیں لڑیاں | دہانِ پاک گویا درج تھا سلکِ لآلی کا
وہ تھا ابنِ ولی اللہ امامِ شرق و مغرب | اٹھایا دل جو دنیا سے اثر تھا طبعِ عالی کا
نکلنا یوں وطن سے اور بشاشت غربت میں | حقیقت کی نظر میں ہے نشاں فرخندہ فالی کا
لہو سے لال ہیں کپڑے چلے ہیں باغِ رضواں کو | ہے مقنع چہرۂ تاباں پہ اک بالوں کی جالی کا
بدن تھا شاہِ دیں کا نونہالِ باغِ محبوبی | کہاں پروا ہے ایسے جسم کو فرشِ نہالی کا
قد اُس کا شاخِ گل تھا اور چہرہ جو گلِ خنداں | بھلا رضواں سے پوچھے پتا پھر ایسی ڈالی کا
جو دیکھا اسکی گردن عشقِ مولا سے ہوا بیخود | عجب کچھ فیض تھا صحرا میں اس سے مینا خالی کا
جو طوفاں بے تمیزی کا ہوا اس دشت میں ظاہر | سنو یارو نتیجہ تھا شرابِ پرتگالی کا

مرے دل میں ہے جب سے شوق ریحانِ محمد کا
مرا دیدہ ہے **مسکین** پر وہ ابرِ برشکالی کا

کعبہ کس شاہ کے ماتم سے سیہ پوش ہوا | بجز غم عرشِ الٰہی کا بھی پرجوش ہوا

جس

جب سے ہی نالۂ بلبل میں غم سبط رسول
باغ میں عشق سے گل بھی ہمہ تن گوش ہوا

ہاے وہ تن جو تھا پروردۂ آغوشِ بتول
خاکِ مرقد کے لئے زینتِ آغوش ہوا

جب ہوا اُس سر عالی پہ فدا چترِ سحاب
آسماں اُس تن پرنور کا سرپوش ہوا

ہو گیا سرورِ دیں مظہر اسمِ غفار
ظلم ظالم کا سہا پھر بھی خطاپوش ہوا

خونِ بط اسکو کیا تھا یقیں خونِ سرور
حاکمِ شام اسی واسطے مے نوش ہوا

دوش پر جسکو لئے پھرتے تھے سالارِ رسل
جا کے فردوس میں رسول اکا ہم آغوش ہوا

قید بابا نے ہیں میرے آنکھوں میں آنسو سکیں
غم کے دریا کو مرے آج بہت جوش ہوا

خلد پائیں باغ ہی اُس قصر عالی شان کا
جو ہوا صحرا میں گھر اک دین کے سلطان کا

سایۂ مژگاں سے اسکا نقش جوہر بن گیا
آئینہ مظہر ہی اپنے دیدۂ حیران کا

یا الٰہی کس کے رخ اور زلف کی تاثیر ہی
جلوہ گر ہی کفر کی ظلمت میں نور ایمان کا

ہی سوادِ لشکرِ اسلام کس کی گردِ راہ
پایہ مسجد ہوا ہی سنگ کفرستان کا

خرمنِ دولت سے اسکے روم و چیں ہیں خوشہ چیں
کیوں نہو پایہ بلند اب قیصر و خاقان کا

سر جدا اسے ہوا تن بے سر و ساماں ہی
کارخانہ ہی شہادت کا عجب ساماں کا

بھید اسکا چشمِ ظاہر بیں کو کب آوے نظر
دیکھئے آنکھوں میں دل کے سر اس عرفان کا

جو شہید راہ حق ہیں زندۂ جاوید ہیں
عشق مولی ہی جہاں میں حافظ انکی جان کا

اہل دنیا کو ہی اس دار فنا سے دوستی
الفت عقبی ہی شیوہ صاحب برہان کا

گنج مخفی سے جو واقف ہوا ہی مذہب اس کا عشق
رشتہ رکھتا ہی بقا سے رشتہ اپنی جان کا

ملک عقبی میں ہی رایج سر بسر نقد رواں
خازن جنت ہی شیدا ایسے نقد جان کا

آب خنجر سے شہادت کا چمن سرسبز ہی
اب گل اقبال دیکھو یار و اس بستان کا

خون کا دریا جو لہراتا ہی اس میدان میں
ہی حنائی رنگ اسکے پنجۂ مرجان کا

کیوں نہو وے پنجۂ مرجاں میں اسکے دست غیب
فی الحقیقت ہی سمند قدرت رحمان کا

بھید اک نازک ہی یارو عاشق و معشوق میں
طی خبرداری سے کیجے مرحلہ عرفان کا

عشق مولی میں کٹایا اپنا سر سبط نبی نے
جان جاں مطلوب تھا پروا ہو کیوں کر جان کا

صف بصف سارے ملائک منتظر ہیں جا بجا
عالم بالا پہ اب شہرہ ہی کس مہمان کا

کیوں نہ یہہ دیوان **مسکیں** روضۂ رضوان ہو
عرش اعظم پایۂ رفعت مرے سلطان کا

جلوہ کس ماہ کا اس کلبۂ احزاں میں ہوا
منقلب قلب مرا سرو چراغاں میں ہوا

کس کے زلف اور خط سبز کا سودا ہی مدام
اپنا دل محو جو یوں سنبل و ریحاں میں ہوا

آب خنجر سے ہی شاداب وہ سرو آزاد
ایسا اعجاز کسی سرو خراماں میں ہوا

حرف رنگیں سے لب لعل جو دمساز ہوے — شور اس بات کا سب ملک بدخشاں میں ہوا

خرق عادت سے یہ مشہور جہاں ہوتے ہیں — گنج مخفی کا اثر گنج شہیداں میں ہوا

کسکے ریحان کے غم میں ہے جگر خون میرا — سبزہ جنگل میں ہوا لالہ گلستاں میں ہوا

یاردو کس برج کرامت کا ہے یہہ ماہ منیر — جلوۂ ماہ جو یوں شام غریباں میں ہوا

ابر نیساں میں ہے جس طور سے موتی کا ظہور — اس طرح لولوے تر دیدۂ گریاں میں ہوا

شام کے قافلے میں ڈھونڈھے اسکو یارو — اپنا دل قید کسی زلف پریشاں میں ہوا

آیت نور سے ہے سورۂ یس پیدا — جلوہ مہتاب کا کس کے لب و دنداں میں ہوا

عشق کے بحر میں تھا دل کا سفینہ جاری — آخرش اس کا گذر چاہ زنخداں میں ہوا

بحر پر شور ہے اس رخ کے ملاحت کا بیان — زور و شور اس کا بہت کشور کنعاں میں ہوا

سلسلہ بات کا ہے زلف مسلسل مشکیں
جلوہ کس سرو کا اس روضۂ رضواں میں ہوا

یارب یہہ خط سبز کا کسکے اثر ہوا — سبزہ جو میری خاک سے یوں جلوہ گر ہوا

تردامنی کا خوف نہیں اپنے دل میں اب — اشک رواں سے جیب و گریباں تر ہوا

ازبسکہ بحر غم ہے مرے دل میں جوش زن — پانی پیا جو میں نے تو خون جگر ہوا

ای اہل شام فتح تمھاری شکست ہے — اپنا امام صاحب فتح و ظفر ہوا

تھرا گیا تھا گاوِ زمیں اسکے ہول سے
رن میں جو ابنِ شیرِ خدا کا گذر ہوا

زخمی ہوے ہیں چشمہ و دریا کی مچھلیاں
غم کی چھری کا اسکے کہاں تک اثر ہوا

سرور ہمارا تارکِ دنیا ہے لاکلام
اقبال سرمدی کا وہ صاحب نظر ہوا

دو کام اک کرشمے سے اسکے ادا ہوے
جب سر دیا تو سرورِ جن و بشر ہوا

قاتل ہیں اہل بیت کے مردودِ دو جہاں
دنیا سے آخرت کا ضرر بیشتر ہوا

نخلِ بلند باغِ شہادت سے جب اُگا
نیزہ تھا شاخ فرقِ مبارک ثمر ہوا

واقع میں آفتابِ قیامت ہے اسکا سر
زہرا کے دل میں سوز سے پیدا شرر ہوا

کیا بولوں یار روتے ہیں دیکھ اسکو مصطفیٰ
شیرِ خدا کا درد سے پر خون جگر ہوا

روے زمیں پہ جب سے قیامت نمود ہے
افلاک کا گرہ جو تھا زیر و زبر ہوا

مسکین مجھکو شہ کی زیارت کا شوق ہے
دانے سے اشک کے یہاں برگِ سفر ہوا

مجرئی باپ سے ہے عابدِ بیمار جدا
کوہ پرغم کے ہے زنجیر کا یہاں بار جدا

فرقتِ شاہ سے سجاد ہیں مثلِ مجنوں
پیرہن تن سے جدا سر سے ہے دستار جدا

نیشِ زنبور ہوا اسکے بدن پر بنِ مو
بن گیا شانِ غسل بھر دلِ پُر خار جدا

پردۂ خواب میں ہے جلوہ گر اک ماہِ منیر
خواب سے کیوں نہ ہے دیدۂ بیدار جدا

نشترِ غم کا اثر ہائے بیاں کیونکر ہو
جانِ مجروح جدا اور دلِ افگار جدا

نالہ و گریہ سے برپا گئے شورِ محشر
چشمِ بیمار جدا عابدِ بیمار جدا

آتشِ غم سے جلے دامنِ کہسار میں سب
گل جدا لالہ جدا داغ جدا خار جدا

سوزِ دل کیونکہ فزوں ہو کہ ہیں غارتگر صبر
مہرِ رخسار جدا گرمیِ رفتار جدا

حجرۂ حضرتِ سجّاد کا کیا تھا کہوں
اسکا ہر گوشہ ہے اک مطلعِ انوار جدا

شمعِ عرفان کا فانوس دلِ حیران ہے
سینۂ صاف ہوا مخزنِ اسرار جدا

کیوں نہ عاشق دل و جاں دیوے کسی جاناں کوں
یہہ وہ سودا ہے نہیں جس سے خریدار جدا

مشتری آپ ہر اک شی کی بہا ہوتا ہے
یار و اسباب محبت کا ہے بازار جدا

کیوں نہ معشوق سے زخمی ہو دلِ عاشقِ زار
مژہ خنجر ہے جدا ابرو ہے تلوار جدا

اپنے من سے نہو کیوں رات کو یہہ من موہن
بن گیا مارِ سیہ زلف کا ہر تار جدا

زخمی تیرِ نگہ جب ہوا میداں میں سکا
اسکا فتراک بنا طرّۂ طرّار جدا

شوق رکھتا ہے حضوری کا یہہ مسکین مدام
اس سے ہرگز نہ ہو یا شہِ ابرار جدا

ہے اشک اپنا برنگِ طوفاں گہر میں دریا کو کس نے دیکھا
ہے قطرۂ شبنم کا مہرِ تاباں گہر میں دریا کو کس نے دیکھا

سخن میں اپنے نگاہ کیجے کہ بحرِ غم کا ہے جوش کیسر
قسم ہے تجھکو کہہ اے سخنداں گہر میں دریا کو کس نے دیکھا

در نجف کا مجھے شغف ہی اُسی سے اپنے ہو حل مشکل
یہہ دُر ہی واقع میں بحرِ عرفاں گھر میں دریا کو

مثالِ گوہر دہن ہی شہ کا کلامِ نگیں بھی موجِ زن ہی
یہہ طرفہ اعجاز ہی نمایاں گھر میں دریا کو کس نے دیکھا

چمکتے دندان جو موتیاں ہیں ہی نظمِ قرآں کے سب مخارج
اُنھیں سے پیدا ہی سوزِ الحاں گھر میں دریا کو کس نے دیکھا

ہی میم احمد میں سب خدائی اسی کے گھونگھٹ میں نورِ حق ہی
لطیف نکتہ ہی العزیزاں گھر میں دریا کو کس نے دیکھا

ہی گنجِ مخفی میں کئی جواہر ہر ایک جوہر میں بحرِ معنے
خدا کے اسما تھے اُس میں پنہاں گھر میں دریا کو کس نے دیکھا

یہہ دانہ سُمرن کا میرے **مسکیں** خزانہ سائیں کی یاد کا ہی
جو رشتہ اسکا ہی جارگِ جاں گھر میں دریا کو کس نے دیکھا

خورشید فیض یاب ہی جس شہ کے نور کا
خلوت میں شغل ہی مجھے اسکے حضور کا

روضہ ہی اسکا روضۂ رضواں مرے لئے
کب دل میں میرے شوق ہی حور و قصور کا

موئے سرِ امام پریشاں تھے دشت میں
اِس نشر میں نشان ہی یوم النشور کا

دریائے غم کو ربط ہی طوفانِ نوح سے
دل اپنا بن گیا ہی سفینہ عبور کا

یا رو ہلالِ غم جو افق پر نمود ہی
باعث فلک کی ہوا ہی یہہ اُسکے ظہور کا

حقیتِ امام جو دستور رہ گئی
بیشک وہاں قصور تھا فہم و شعور کا

مثلِ کلیم خاک پہ بیخود گرے حسین
دامن ہوا ہی دشت بلا کوہ طور کا

سبطِ نبی کے سر سے ہوئے سرخرو خلیل
دیکھو کتاب میں ہی یہہ مضمون دور کا

و فدیناہ بذبح عظیم

ای قرآن مجید

لکھتا ہوں جب ثنا میں کسی گلعذار کے
ہے زیر مشق صفحۂ رخسار حور کا

مقدور کیا مرا جو لکھوں مدح شاہ دیں
مسکین معترف ہوں میں اپنے قصور کا

جوہر ہے ثنا جسکی مری تیغ زباں کا
ہے دل میں مرے عشق اُسی جان جہاں کا

جب سے چمن آل نبی ہو گیا تاراج
سنتے ہیں زمانے میں فقط نام خزاں کا

ہے گنج شہیداں میں نظر گنج خفی کی
ہے سر شہادت میں اثر راز نہاں کا

کرتا ہوں فدا اسکے قدم پر دل و جاں کو
آتا ہے مجھے دھیان جو اک سرو رواں کا

تھی پاؤں میں اُس سرو کے اک آہنی زنجیر
سیلاب بھی جاری تھا وہاں اشک رواں کا

یہاں خار ہے غم کا گل راحت سے جو توام
ہے باد بہاری میں اثر باد خزاں کا

ہیں اہل ستم دشمن جاں پیر و جواں کے
بازار بہت گرم ہے اب تیر و کماں کا

مسکین مجھے پیری میں ہوئی مدح کی خواہش
بے شک یہ ہے فیضان مرے بخت جواں کا

روضۂ رضواں نگارستان ہے شبر کا
برگ گل کے ہر ورق پر نقش ہے تصویر کا

سنگدل ایسا کوئی ہو گا نہ اصغر کو آب
کوہکن پانی ہوا جنگل میں ہے جو شیر کا

گلبدن ایسا کہ تھی جسکی غذا بازو کا شیر
ہائے اسکو پھل کھلاتے ہیں ستمگر تیر کا

جام جسکے غم کا بھرتا ہی باآبِ بقا | اسکو کب پرواہی یار و شیر یا شمشیر کا
کیوں نہ عابد کی سپر ہووے سرِ تسلیم سے | کھینت ہی تلوار کا سیلاب ہی زنجیر کا
خاک کو کرتے ہیں گلِ سجاد آبِ اشک سے | شوق ہی دل میں مساجد کے مگر تعمیر کا
شامیاں تم کھولکر کہدو کسی بے پیر سے | آسماں پر ہی لواء الحمد میر پیر کا
کیوں نہ رکھے خاک پر اپنا سرِ ابن ابوتراب | سبھ لگن ہی وصل کی یہ وقت ہی تکبیر کا
ایک سجدے پر قناعت تھی وہاں بار ضرور | شوق تھا شبیر کو اس گنج کی توفیر کا

سید شہدا کے لب میں علیسوی اعجاز ہی
کیوں نہ عاشق ہووے دل مسکین اُنکی تاثیر کا

اُمت پہ ہیں رسول کے احساں ہزارہا | بدلے میں اسکے کرتے ہیں عصیاں ہزارہا
اپنی نظر ہی آمر و مامور کی طرف | قاتل حسین کے ہیں مسلماں ہزارہا
یارب یہ کس کے زلف و خطِ سبز کا ہی فیض | پیدا ہوے جو سنبل و ریحاں ہزارہا
لعلِ لبِ امام کا کچھ اور ہی ہی رنگ | دیکھا ہی ہیں نے لعل بدخشاں ہزارہا
اس سید شہید کا احوال ہی عجیب | روے زمین پر تھے شہیداں ہزارہا
کیونکر اُگے نہ خاک سے تختہ گلاب کا | زیر زمیں ہیں چہرہ خنداں ہزارہا
بحرِ غمِ امام کا اعجاز کیا کہوں | آباد اس سے ہیں دل ویراں ہزارہا

کہتا ہی عندلیب کو گل بوستاں میں یوں
شبنم میں دیکھ دیدۂ گریاں ہزارہا

اکبر علی تھے یوسفِ مصرِ کمالِ حسن
چاہِ ذقن میں جانِ عزیزاں ہزارہا

ای اہلِ شام دیکھو گئے لیل و نہار تم
دورِ قمر میں گردشِ دوراں ہزارہا

آلِ نبی کا قید نہایت شدید تھا
دیکھے ہیں ہم زمانے میں زنداں ہزارہا

باندھے کمر خروج پہ باغی ہوئے مرید
مرشد کے سامھنے تھے مریداں ہزارہا

مشہد میں اب امام کے پھولا ہی گلستاں
کیوں کر نہووے بلبلِ نالاں ہزارہا

دامن کو شاہِ دیں کے پکڑتے تھے عشق سے
دشتِ بلا میں خارِ مغیلاں ہزارہا

مجلس عزا کی شب کو ہی عیسیٰ ہیں روضہ خواں
دیکھو فلک پہ یارو چراغاں ہزارہا

اک اشک انشا غم کا کرشمہ میں کیا کہوں
نالاں ہزار جس سے ہیں گریاں ہزارہا

وحدت نبی ہی عالمِ کثرت کا آئینہ
زلفِ سخن ہی سنبلِ پیچاں ہزارہا

سکیں نہیں جواب بجا دیوان کا تیرے
موجود ہیں جہان میں دیوان ہزارہا

دل جب سے ہوا اسیر ابرار کا شیدا
بلبل کی طرح رہتا ہی گلزار کا شیدا

گویا میرا ایمان کی یہہ حصن حصین ہی
ہوں گنبدِ شبیر کی دیوار کا شیدا

کرتا ہوں بہا نقد روا خوردۂ گل میں
جب سے ہوں میں اس گوشۂ دستار کا شیدا

ہی شہ کے بنا گوش کو گیسو سے محبت
یہہ گنج رہا کرتا ہی نت مار کا شیدا

ہیں رشتۂ تسبیح رگِ جاں سے بنایا | دل خلوت و جلوت میں ہے اذکار کا شیدا

سکا میری سُمرن کا کسی من سے منا ہے | جب سے میں ہوں اُس طرۂ طرار کا شیدا

اس چشم کا مشتاق ہے نت یہہ دلِ رنجور | بیمار ہوا نرگسِ بیمار کا شیدا

دل بستگی مہتاب سے ہے خرمنِ مہ کو | خط کیوں نہ ہو شہ کے مہِ رخسار کا شیدا

وہ گوہر شہوار جسے کہتے ہیں ایماں | بازار خدا میں ہے خریدار کا شیدا

وہ مرد جو سمجھا ہے شہادت کی فضیلت | دیوانہ سپیر کا ہوا تلوار کا شیدا

بلبل کو مبارک رہے نت گُل کی محبت | صحرائے ریاضت میں ہوں میں خار کا شیدا

تکبیر سے اسکے ہے عیاں عشقِ الٰہی | محراب ہوا عابدِ بیمار کا شیدا

مسکین کی تسکین ہے اس بات سے ہر دم | ہے فضل خداوند گنہگار کا شیدا

ہے غبارِ دل محیط اک مطلعِ انوار کا | آنکھ کا پردہ جو تھا پردہ ہوا پندار کا

کیوں نہ ریحانِ محمدؐ کو ہو اُس سے دوستی | شامیوں کے ہاتھ میں اب کھیت ہے تلوار کا

خوابگاہِ ابنِ حیدر کیوں نہ فرشِ خاک ہو | شوق ہے دل میں نہایت دولتِ بیدار کا

کفر ہوتا ہے نہاں اب شوکتِ اسلام میں | رشتۂ تسبیح اب رشتہ ہوا زنار کا

ابرِ رحمت سے سیہ نامہ مرا دھویا گیا | جب سے ہے سودا مجھے شہ کی سیہ دستار کا

ہر سخن اُس شاہ کا اک گوہر شہوار ہے | لعل لب ہے آئینہ رنگینیٔ گفتار کا

لالہ گوں جب سے بنا ہے مشہدِ آلِ رسول | اور کچھ ہی رنگ ہے اب دامنِ کہسار کا

تیرباراں سے ہوا سرسبز یہ خاصہ چمن | حوصلہ کوتہ نہو کیوں ابرِ دریا بار کا

وہ تنِ بے سر ہیں جسکے فیض کے ممنون سب | کب اُٹھاوے بارِ منت سایۂ دیوار کا

وسعتِ دریاے قدرت سے شہِ دیں دنگ تھے | قفل ہوتا تھا تحیر وھاں لبِ اظہار کا

عارفوں کے پاس یوں سرِ شہادت سے کھلا | مرتبہ حق کو تھا منظور احمدِ مختار کا

نامزد جاگیر اسکی کیوں نہو فردوس میں
ہو گیا مسکین فدوی سید ابرار کا

جو مہ جبیں سوار تھا دوشِ رسول کا | سرو رواں تھا باغِ اُمیدِ بتول کا

بارِ امانت اسنے لیا اپنے دوش پر | زیبا لقب ہے اس کو ظلوم و جہول کا

روپوش تھا امامِ زماں سے رئیسِ شام | زہرہ تھا آب خوف سے ابن الفضول کا

دشتِ بلا امام کا تھا موعدِ وصال | سالک کو شوق کیوں نہو ہردم وصول کا

صحراے حشر سامنے ہوتا ہے جلوہ گر | مجلس میں ذکرِ درد ہے کس دل ملول کا

دل میں ہے انحراف خدا و رسول سے | ثمرہ یہی تھا مالِ جہاں کے حصول کا

دیکھا ہے میں نے معنئے ذبحِ عظیم کو | مضموں بہت عجیب ہے شانِ نزول کا

حاصل طفیل سید ابرار کیوں نہو
مسکین کے کلام کو درجہ قبول کا

کربلا میں جب سے آباد اک ولی کا گھر ہوا
گلشن فردوس کا اس دشت میں منظر ہوا

عقل ظاہر بیں کو یہاں حیرت نہو کیوں شاہ دیں
تشنہ لب یہاں سے گیا وہاں ساقی کوثر ہوا

دیکھئے اہل عزا کی کامیابی عارفو
اشک کا قطرہ جو نکلا آنکھ سے گوہر ہوا

اس سیادت پر شہادت ہی دلیل استوار
راہ مولیٰ میں دیا سر خلق کا سرور ہوا

سجدۂ شکر الٰہی کیوں نہو واجب یہاں
آب خنجر سے گلو اب شاہ دیں کا تر ہوا

بغض سے آل نبی کے وہ کریگا دل کو پاک
آیت تطہیر کا جسکو سبق ازبر ہوا

سید شہدا کی یارو سرخروئی کیا کہوں
خون کا غازہ بہار چہرۂ انور ہوا

لا بٹھائے مصطفیٰ منبر پہ جب حسنین کو
پایۂ عرش بریں اس شاہ کا منبر ہوا

کرتے ہیں روباہ بازی شیر حق سے اشقیا
جان پر اب کیوں نہ کھیلیں چرخ بازیگر ہوا

اس شمیم زلف سے جنگل ہوا صحرا چیں
نافۂ مشک ختن اعجاز سے عنبر ہوا

کس کے سوز غم سے دل میں یوں دہکتی آگ ہے
اشک کا قطرہ جو ٹپکا آنکھ سے اخگر ہوا

کیا عجب تر دامنی سے چھوٹ جاؤں بعد ازیں
اشک غم سے دوستو دامن جو میرا تر ہوا

کیا شرف ابن علی کے واسطے یہہ بس نہیں
آسماں چادر ہوا اور خاک کا بستر ہوا

حق دیا ہے اسکو منصب شاہی کونین کا
سر چڑھا نیزے پہ جب شہ کا بلند اختر ہوا

ابر کا گر ابا تھا چتر اس کا دشت میں
معجزہ اُس شاہِ دیں کا شمس سے اظہر ہوا

آفتاب دین کی یہاں سر بسر تائید ہے
روضۂ رضوان کو جو دیکھا سخن پرور ہوا

چشمِ کم سے جو اسے دیکھے بہت نادان ہے
یہہ چمن فیضِ امامِ پاک کا مظہر ہوا

جان شیریں کا مزہ پاتے ہیں ہم اس نظم میں
رشتۂ جاں سے مگر اوراق کا مسطر ہوا

شوکت ممدوح سے مداح کی بڑھتی ہے قدر
مرتبہ **مسکین** کا اہل سخن برتر ہوا

سمجھے تجھے مسلماں جو قرآن کا معنے
افسوس جاں اُنھیں ظاہر تھا ریحان کا معنا

شاہد مری تقریر پہ ہے سورۂ طٰہ
یٰس میں ہے ثناے حب فرقان کا معنا

اسلام کے ارکان کو ان سے ہوی تائید
ہے پنجتنِ پاک میں ایمان کا معنا

شبیر کے روضے پہ فدا کیجیے دل کو
سمجھے ہو اگر روضۂ رضوان کا معنا

یا روضۂ سرور کو اگر غور سے دیکھو
ہوتا ہے عیاں قدرتِ سبحان کا معنا

دریاے شہادت میں مراد دل ہے شناور
ہے اک تنِ غلطاں در غلطان کا معنا

اک تختِ مرصع میں جو فردوس سے آیا
ہے جلوہ نما تختِ سلیمان کا معنا

گویا خطِ تقدیر مرا ہے خطِ ریحاں
جو نقش ہے دل پر کسی ریحان کا معنا

دل اپنا جو گرداب سے نکلے تو عیاں ہو
غرقاب میں ہے چاہِ زنخدان کا معنے

دریا سے بھی ہوتے ہیں علم شاہ کے پیدا
ہے پنجۂ مرجان کی یہہ جان کا معنے

اس سر کو فدا کیوں نکروں شہ کے قدم پر
ہے سر میں مرے گردشِ دوراں کا معنے

زنجیر کو عابد جو دامن میں چھپایا
اس شرم کی ہے شاخ میں ایمان کا معنے

مقصود ہے اس صبح سے یہاں صبحِ قیامت
ہے صبح مرے چاک گریبان کا معنے

اب نکہتِ عنبر سے بنا دشت ہے دریا
کیوں کر نہ کھلے زلفِ پریشان کا معنے

یارب ہے یہہ کس ماہِ شب افروز کی منزل
ایوان سے نمودار ہے کیوان کا معنے

مسکین کی رنگیں سخنی شہ کی ثنا میں
تبلاتی ہے اب لعلِ بدخشان کا معنے

میں صورتِ شبیر میں قرآن کو دیکھا
ریحان میں سب روضۂ رضوان کو دیکھا

بحرِ غمِ شبیر کا اک جوش ہے اُن میں
امعانِ نظر سے میں دل و جان کو دیکھا

آنکھوں میں مرے نقشِ ید اللہ سمایا
ہیں بحر میں جب پنجۂ مرجان کو دیکھا

تاریک مری رات شبِ قدر بنی ہے
میں خواب میں کس زلفِ پریشان کو دیکھا

یاد آیا مجھے سجدۂ سردارِ دو عالم
قرآن میں جب سورۂ رحمان کو دیکھا

تھا خاک کے بستر پہ تنِ سیدِ ابرار
اس فرش میں میں تختِ سلیمان کو دیکھا

سنبل میں کسی زلف کے پیچاں ہوا دل
جب اک گل رخسار میں بستان کو دیکھا

سرسبز ہوئی میری بصیرت سے بصارت
جب سبزۂ خط میں خط ریحان کو دیکھا

وھاں شعلۂ ادراک ہوا سرو چراغاں
اک شمع میں میں مجلس حیران کو دیکھا

خون دل عشاق سے ای اہل عزا میں
لبریز کسی چاہ زنخدان کو دیکھا

مولی کا جو ہو جاؤں میں بندہ تو بجا ہے
اس نام میں میں صوت رحمان کو دیکھا

ہے نور کے پردے میں ہر پیر کی صورت
میں دور سے اک گوشۂ دامان کو دیکھا

پردے میں بھی آنکھ اسکی نظر فیض کی جاری
میزان نہ دیکھا مگر اوزان کو دیکھا

کس مرشد کونین کا یہ فیض ہے یارو
مسکین کے دیوان میں عرفان کو دیکھا

ہے قبلۂ دیں سید ابرار ہمارا
خاوند ہے ہمارا وہی سردار ہمارا

کر یاد مصیبت کو جو ہم کھاویں غم اسکا
ہوویگا قیامت میں وہ غمخوار ہمارا

صادق جو ہو عاشق نہ رکھے غیر سے الفت
محبوب محمد کا ہے دلدار ہمارا

بخشایش امت کے لئے رنج اٹھایا
منظور اسے کب ہویگا آزار ہمارا

قربان کریں جان و دل اپنا تو بجا ہے
سرکار سے اسکی ہے سروکار ہمارا

اب چاہیے دل زاری بلبل کو بتاوے
روضہ ہے اسی شاہ کا گلزار ہمارا

مولی کی عنایت پہ نظر کیجیے یارو
مربوط ہی یہاں نادِ علی یادِ علی سے
پردیں ال وجان کے دلدار کو دیکھیں
لازم ہی کہ الفت رکھیں محبوب سے انکے

مختار ہوا ملک کا سالار ہمارا
سینہ نہو کیوں مخزنِ اسرار ہمارا
اُٹھ جاوے جو یہہ پردۂ پندار ہمارا
ہی راہ نما احمدِ مختار ہمارا

رضوان کو جنت میں یہہ کہدیوینگے سرور
مسکین ہی مداح پرستار ہمارا
بندہ

جسنے غمِ سالار کو مشکور نہ سمجھا
ہدیہ گہرِ اشک کا بیں شاہ کو بھیجا
جلاد جو پانی نہ دیا شہ کو دمِ ذبح
مجروح جو اکبر کو کیا تیر و سناں سے
اُس فرقِ مطہر کو رکھا طشت میں جسنے
ہنستا ہی مسرت سے وہ روئیگی جگہ میں
اُن پردہ نشینوں کو جو زندان میں بھیجا
پانی نہ دیا شہ کے عزیزوں کو جو ناداں
مولی کا جسے دھیان ہی ہر آن شب و روز

ناداں ہی وہ جسنے مغفور نہ سمجھا
سالار نے اس طفل کو کچھہ دور نہ سمجھا
افسوس زمانے کا بھی دستور نہ سمجھا
تصویرِ محمد کی تھی منظور نہ سمجھا
وہ آیتِ تطہیر کو مشہور نہ سمجھا
جو ماتمِ سالار کا مذکور نہ سمجھا
عصمت کے انھیں پردیں مستور نہ سمجھا
اس نعمتِ پامال کو موفور نہ سمجھا
وہ جان کو دلدار سے مہجور نہ سمجھا

مدّاحی سے سرورِ کے وہ مقبولِ خدا ہے
ہے کون جو مسکین کو مغفور نہ سمجھا

جس شاہ نے یہہ روضۂ رضوان بسایا
یک شہر خموشاں کو باین شان بسایا

یارب تیری درگاہ کے دعوے ہیں عزیزاں
یہہ دشت بلا کوفہ جہان بسایا

تھا طولِ امل کا سبب اس زلف رسا میں
مین دل کے جو ویرانے میں ارمان بسایا

صندوق میں سینے کے ہیں سی پارۂ قرآں
اس رخ سے میں اک خانۂ ایمان بسایا

خط شاہ کا اور مہر دہن غور سے دیکھا
میں از سرِ نو ملک سلیمان بسایا

اسلام کے ارکان کو یوں توڑ کے افسوس
یہہ کوفہ کا وہ ہے جو زندان بسایا

وارث ہے محمّد کا ترا صاحبِ اعجاز
یثرب سے جو نکلا تو بیابان بسایا

اپنے تنِ گلفام سے اک کنج لحد کو
معمور کیا منزلِ ویران بسایا

مسکین تو کر خانۂ عقبیٰ کبھیں آباد
دنیا کے عمارات کو ناداں بسایا

ہے جان میری شمع شبستانِ تولّا
ارکانِ طبیعت سے ہے بنیانِ تولّا

جو صاحبِ ایماں ہیں تبرّا سے بری ہیں
ہے حبِّ علی اہلِ صفا جانِ تولّا

کرتا ہے یہی چہچہے بلبل مرے دل کا
ہاں گلشنِ بے خار ہے بستانِ تولّا

یہہ شعلۂ ادراک خدا اس لئے بخشا
تا اس سے بنے سرو چراغانِ تولّا

آراستگی اسکی ہی آئینۂ دل سے
دنیا میں بنا جب سے ہی ایوانِ تولّا

ریحانِ محمد کا ترا فیض ہی اس میں
آباد ہوا جب سے گلستانِ تولّا

جو شرع کا تارک ہی محب اسکو نہ کہیئے
اسلام کے ارکان ہیں ارکانِ تولّا

مولیٰ کا جو بندہ ہی خدا کا وہی بندہ
کیا شانِ الٰہی سے ہی یہہ شانِ تولّا

محکوم ہوں مولیٰ کا دل و جان سے مسکیں
دل اپنا ہوا تابعِ فرمانِ تولّا

غم شہدا کا گلستاں میں سمایا
جنگل سے جو نکلا گلِ ریحاں میں سمایا

کیا طفلِ سرشک اپنا ہوا صاحبِ اقبال
شوخی سے نکل شاہ کے داماں میں سمایا

تفصیل سے مولا کی کمالات کا معنے
قرآن ہوا اور خطِ ریحاں میں سمایا

دریائے غمِ شاہ کا پانی بھی لہو ہی
جو نامِ خدا غنچۂ مرجاں میں سمایا

وہ گوہرِ غلطان جو ڈوبا تھا لہو میں
دریا سے جو نکلا تو بیاباں میں سمایا

افسوس کہ فرزندِ سلیمانِ مدینہ
غربت میں ہوا شہرِ خموشاں میں سمایا

مولیٰ ہی مرا نالۂ پرسوز کا شایق
یہہ شیر مرے دل کے نیستاں میں سمایا

چشمہ نہو کیوں آبِ بقا کا یہہ مری جاں
دل آب ہوا چاہِ زنخداں میں سمایا

آئینے سے رہتی ہے حسینوں کو محبت
دیکھا جو مجھے دیدۂ حیراں میں سمایا

وہ یار خموشی کا گہر جسکو ہے مطلوب
حیران ہوں کیوں کر دلِ نالاں میں سمایا

ہوگا خطِ تقدیر مرا خطِّ شعاعی
خورشید سے مرے چاکِ گریباں میں سمایا

یارو میں اثر کیا کہوں عاشق کے لہو کا
گلگونہ ہوا چہرۂ خنداں میں سمایا

عشق اسکا مرے دل میں ہوا دانۂ تسبیح
رشتے سے محبت کے رگِ جاں میں سمایا

دل فیض سے کس کے یہہ بنا تا ہے کرشمہ
سینے سے نکل زلفِ پریشاں میں سمایا

کس عشق کا جذبہ ہے یہہ حیران ہوں مسکین
صحرا کے جو یوں خارِ مغیلاں میں سمایا

جو باغ نبی کے گلِ ریحان کو توڑا
افسوس محمد کی رگِ جان کو توڑا

دنیا دو روزہ کی یہہ عشرت پہ جو بھولا
کافر ہوا اسلام کے ارکان کو توڑا

معنی کو اولی الامر کے ہرگز وہ نہ سمجھا
جو سیدِ ابرار کے پیمان کو توڑا

بیش ڈنگ تغافل میں ہوا اب پہ فلک کے
کافر کو جو چھوڑا تو مسلمان کو توڑا

فرمانے نبی شرم ہے ایمان کی ڈالی
جو شرم کو چھوڑا تو وہ ایمان کو توڑا

ظالم جو کیا خون حسین ابن علی کا
شداد ہوا روضۂ رضوان کو توڑا

افسوس ہے جنگل میں پیاسے کو نہ آب
کیسا ہے شقی خاطرِ مہمان کو توڑا

برسات سے تیروں کی نیستاں اگا ہے
سردار مرا گر پڑا اب خانۂ زیں سے
کس شیر نے اس شاخ نیستاں کو توڑا
کافر ہے جو اس خانۂ ایمان کو توڑا

مولا کی اطاعت میں ہے مسکین سعادت
ناداں خداوند کے فرمان کو توڑا

جو عشق سے امام کے دیوانہ ہوگیا
وہ مقتدائے مردم فرزانہ ہوگیا

دایم میری زبان پہ مولا کا نام ہے
زلف سخن کا اپنے یہی شانہ ہوگیا

بس ہے میرے صفحۂ دل پر جو نقش ہے
کونجی کا باب عشق کی دندانہ ہوگیا

کیوں کر بتاویں حشر کے دن منھ امام کو
غفلت سے دل کا عکدہ میخانہ ہوگیا

پروا نہیں ہے جان کا جلتا ہے آگ میں
کس شمع رو پہ دل میرا پروانہ ہوگیا

دردانہ میرے اشک کا ہے صاحب نصیب
تسبیح ذکر شاہ کا یک دانہ ہوگیا

ریحان مصطفیٰ جو موا اس زمین پر
آباد کربلا کا بھی ویرانہ ہوگیا

دریائے غم کو نا پیے دل بھر کے روئیے
اس چشم تر کا جام بھی پیمانہ ہوگیا

کس چشم نیم مست سے غم کا یہ فیض ہے
گریہ جو میرا گریۂ مستانہ ہوگیا

مولا علی کا بندہ ہے بندہ علی کا ہے
مسکین کا کلام بھی رندانہ ہوگیا

کیا غم تجھے محشر کا یاور ہی ترا مولا
مت سر کو جھکا غم سے سرور ہی ترا مولا

خورشید قیامت کا اندیشہ نہ رکھ دل میں
ہاں سایۂ رحمت سے افسر ہی ترا مولا

حلقہ تو کیا دل کو مخلوق کے در کا حیف
شاہوں سے زمانے کے بہتر ہی ترا مولا

پہچان سخن میرا باریک یہہ نکتہ ہی
بندہ ہی تو مولا کا چاکر ہی ترا مولا

یہہ گوہر نورانی کونین میں لاثانی
دریائے عنایت کا گوہر ہی ترا مولا

مت بھول حفاظت کو اسکی کہ یہہ ہی غفلت
جوشن ہی ترا مولا بکتر ہی ترا مولا

مولا کی نوازش کے خیمے میں تو رہتا ہی
چادر ہی ترا مولا بستر ہی ترا مولا

مسکین محبت کے دریا کا شناور رہ
ساقی ہی ترا مولا کوثر ہی ترا مولا

عابد کی یاد سے میں زلف سخن کو کھولا
زنجیر اک بنایا بیت الحزن کو کھولا

جنت کا شیر ہووے دل کی مراد یاوے
پھل تیر کا جو کھایا اصغر دہن کو کھولا

شامی سے اسکے دل میں شام و سحر ہی کینہ
چاک جگر سے جسنے صبح وطن کو کھولا

یکساں ہیں مرتبے میں آل عبا کی فردیں
جو ایک تن کو پایا وہ پنج تن کو کھولا

وحدت کے بوستاں کا کشاف ہی محمد
نسرین و نسترن اور سرو و سمن کو کھولا

زنجیر جو لٹکالا عابد کے دست و پا سے
اولاد مرتضیٰ سے اک صف شکن کو کھولا

کوفے کے ساکنوں کی برگشتگی نہاں تھی
پیچیدگی خط میں مستور آفتیں تھیں

نقشِ قدم سے قاصد آگے چلن کو کھولا
نامہ جو شہ نے کھولا باب الفتن کو کھولا

۵

منظوم تھے جواہر سلکِ بیاں میں اسکے
مسکین جوہری سا درجِ سخن کو کھولا

اپنا خاوند ہی احمد کے شمائل والا
شامیاں جاے ادب ہی نہ جلاؤ قرآں
بے دلیل اُس سے کرو بات تو ہو جاؤ ذلیل
یہہ ہی وہ ذاتِ مقدس نہیں جس کا نظیر
تاے سجاد کو جب دور سے دیکھا ظالم
اہل درجات کے احوال کو کب درک کرے
جاے عبرت ہی کہ قاصد کی طرح جاتا ہی

دیکھو تو ہی کوئی پھر ایسے فضائل والا
مُصحفِ فاطمہ کا یہاں ہی حمائل والا
دیکھو آیا ہی یہہ فرقاں کے دلائل والا
ماہ یثرب تھا مگر اسکے خصائل والا
بولا پوچھو تو یہہ ہی کون سلاسل والا
وہ شقی جو ہی جہنّم کے منازل والا
رہنما اپنا شریعت کے رسائل والا

دیکھ مسکین تو سجّاد میں ہی سرِّ حُسین
ہی خلافت میں طریقت کے مسائل والا

چمنِ عشق ہوا دوستو مسکن شہ کا
کیوں نہ بیہوش ہو گھوڑے سے گرے قبرِ کلیم

گلشن کرب و بلا کیوں نہو گلشن شہ کا
دامنِ دشت ہوا وادیِ ایمن شہ کا

شہ کی تائید سے کیوں گنج شہیداں بنتے
ہے اُسی دولتِ بیدار میں مخزن شہ کا

خون سے اسکے بیابان بدخشاں ہوگا
معجزے سے ہو لبِ لعل کے معدن شہ کا

دل میں خورشید قیامت کا مجھو کیا فکر
چترِ مقصود ہے یہاں سایۂ دامن شہ کا

دشت میں آتشِ فتنہ ہے امام اپنا خلیل
گردشِ دہر سے بنتا ہے فلاخن شہ کا

نورِ احمد کا ہے مسکیں جبیں میں اسکے
کب جلے آتشِ نمرود سے دامن شہ کا

سرورِ اہلِ جناں اپنا عجب نام کیا
سر دیا بہرِ خدا دشت میں آرام کیا

ایسے جنگل میں جہاں کفر کا یوں زور ہوا
اپنی بستی کو بسا خانۂ اسلام کیا

خوں بہا اپنا کیا نامۂ اعمال سپید
دنگ ہیں اہلِ نظر یارو عجب کام کیا

گلِ نرگس نہو کیوں اسکی محبت میں اسیر
آنکھ یا دام کیا زُلف کتیں دام کیا

اسکو ہم اوجِ عبادت کا کہیں شمس و قمر
رات کو صبح کیا صبح کتیں شام کیا

نام لیوا ہوئے اس شاہ کے ہندو مسلم
کیا خداوند ہے سب خلق کتیں رام کیا

خاص و عام اسکے نظر میں ہوئے یارو یکساں
لطف کو اپنے خداوند میرا عام کیا

بوتراب آج نہوں خلد میں کیوں کر دلشاد
بسترِ خاک کو زیبِ تنِ گلفام کیا

خاتمہ میرے عمل کا ہوا مسکیں محمود

شکر حق ہے کہ مرا خیر سے انجام کیا

نشترِ شہ رگ ہوئی جب آہ خنجر کی صدا
شہ سے تب تھی گوش زد اللہ اکبر کی صدا

کس ولی کے واقعے سے ہے قیامت جلوہ گر
گنبدِ گردوں سے آتی ہے پیمبر کی صدا

فی الحقیقت وہ چھری اک عشق کی تلوار تھی
شہپرِ خنجر میں تھی جبریل کے پر کی صدا

تشنہ لب سرور کو بخشا مصطفیٰ نے جامِ آب
تھی لبِ ساغر سے پیدا آبِ کوثر کی صدا

ہے رگِ ابرِ بہاری تار اپنے اشک کا
مردماں سنتے ہیں ہر دیدۂ تر کی صدا

ہم سمجھتے ہیں کہ اس رن میں ہوا خون ہے
تیر باراں میں سنی جاتی تھی جوہر کی صدا

بند پانی جب ہوا اس دشت میں اطفال پر
سنتے تھے آلِ نبی ساقیِ کوثر کی صدا

میں بتاؤں کس طرح کا گل شگفتہ ہو گیا
لے چلی سرور کو رن میں ہائے اکبر کی صدا

دیکھ ہم شکلِ پیمبر کو زمیں پر رو دیا
غور سے دیکھا تو آتی تھی پیمبر کی صدا

خانۂ زیں اب ہوا تابوت اس شہزادے کا
کیوں نہ ہو اہلِ حرم میں شورِ محشر کی صدا

ہاں سنی جاتی ہے مسکیںؔ صاحبانِ ذوق کو
بحرِ غم کے جوش میں شبیر و شبر کی صدا

ص

جب مرے دل میں غمِ سید ابرار نہ تھا
دینِ اسلام سے کچھ مجھکو سروکار نہ تھا

ہائے غفلت میں کٹی عمرِ عزیز اپنی تمام
الفتِ آلِ نبی سے میں خبردار نہ تھا

قدح کیا کام کرے سرمۂ عرفاں کے عوض — آنکھ پر میرے بجز پردۂ پندار نتھا

خواب غفلت سے اچانک جو ہوا میں بیدار — دیکھتا کیا ہوں کہ مجھ سا کوئی ہشیار نتھا

تیرے عاشق کے قدم تلے جو سبز کھا — دامن دشت میں ایسا تو کوئی خار نتھا

مجھے اس روز سے ہی اک گل خودرو کا خیال — پا سے سیار نتھا دامن گلزار نتھا

گنج مخفی کے تقاضے سے یہاں میں آیا — ورنہ یہہ نقد رواں کچھ مجھے درکار نتھا

میں ہوں وہ در یتیم اہل نظر مجھ سا کوئی — بحر میں عشق کے اک گوہر شہوار نتھا

ساتھ اپنے جو یہاں گرد غریبی لایا — راز سے میرے ہر اک شخص خبردار نتھا

کل جو بازار محبت میں ہوا اسکا گذر
دیکھا مسکیں کے سوا کوئی خریدار نتھا

ہے صورت شبیر میں قرآن ہمارا — معنا ہے تولا میں ہے ایمان ہمارا

مشہد شہ ابرار کا ای اہل حقیقت — گلزار ہمارا ہے گلستان ہمارا

ہم روضۂ شہدا کی کریں سیر شب و روز — واقع میں ہے یہہ روضۂ رضوان ہمارا

کس شاہ کے چہرے سے ہے اس دل کا تعلق — آئینہ ہوا دیدۂ حیران ہمارا

خاک قدم پاک میری آنکھ کا سرمہ — دل کیوں نہو اس شاہ پہ قربان ہمارا

ریحان محمد کے اگر نور سے بھر جائے — ہوویگا چمن یہہ دل ویران ہمارا

اس عشرے کے آخر ہی شبِ قدر شہادت | عشرہ ہی محرم کا بھی رمضان ہمارا
محشر میں عزاداروں کو فرماوینگے سرور | موجود ہی یہاں سایۂ داماں ہمارا
احسان ہوا کرتا ہی احسان کا بدلہ | اُمت پہ محمد کی ہی احسان ہمارا
بیعت سے میر پھر گئے کوفے کے مسلماں | دولت کے لئے توڑے ہیں پیمان ہمارا
نا مال کا پروا مجھے نا جان کا خطرہ | مولا ہی مُصیبت میں نگہبان ہمارا
منزل ہی بہت دور نہیں زادِ سفر پاس | سرکار سے یا شاہ ہو ساماں ہمارا

خازن سے کہیں شاہ کہ دے اسکا وظیفہ
مسکین پریشان ہی دربان ہمارا

جان و دل ہم صدق سے سرور پہ کرتے ہیں فدا | اس سرِ پُرشور کو اس در پہ کرتے ہیں فدا
گنج ہوویگا مضاعف یہاں میں تصدیق کا | نقدِ ایماں اپنا ہم منبر پہ کرتے ہیں فدا
قصۂ منبر سے یوں ہوتا ہی یارو جلوہ گر | جان اپنی مصطفیٰ سرور پہ کرتے ہیں فدا
صفحۂ دل کو کیا ہیں محضرِ خونِ امام | عاشقاں آنکھ اپنی اس محضر پہ کرتے ہیں فدا
آیت تطہیر سے آلِ عبا ہیں مُقتدا | دین کو اپنے ہم اس چادر پہ کرتے ہیں فدا
تاجِ درویشی جو تھا سر پر شہ ابرار کے | جان و مال اپنا ہم اس افسر پہ کرتے ہیں فدا
نا مُسلماناں جو اکبر کو کئے رن میں شہید | آبرو اپنی وہ کب اصغر پہ کرتے ہیں فدا

یوں خبر عیسیٰ کے سُم کی بات سے ہم پر کھلا — عیسوی جاں اپنی پیغمبر پہ کرتے ہیں فدا

جب ہدایت کا دیا انساں کی شمعِ راہ ہو — اجنبی بھی اپنا دل سرور پہ کرتے ہیں فدا

معجزہ خونِ دلی کا دیکھ اپنا سر یہود — مُرغِ فرخ فال کے اِک پر پہ کرتے ہیں فدا

مرتبہ آنسو کا اپنے دیکھ مسکیں غور سے

مردماں جاں اپنی اس گوہر پہ کرتے ہیں فدا

ہیں اشک سے اس گوشۂ داماں کو پایا — بلبل جو گیا دل کو گلستاں کو پایا

دریائے غمِ شاہ سے مطلب ہوا حاصل — ہاں نامِ خدا بچہ مرجان کو پایا

ہے گیروا بستر مرا اب خاکِ شفا سے — درویش ہوا درگہِ سلطان کو پایا

کب رزق کا ہو شکر زباں میری ہے قاصر — ویراں کو جو پایا تو لبِ نان کو پایا

حیران ہے اب عقل مسبب کی ثنا میں — جب بے سروساماں ہوا ساماں کو پایا

نومیدیِ مقصود میں اُمید نہاں تھی — اِس عجز میں میں قدرتِ سبحان کو پایا

پہنچیں گے نظر والے مری جانِ سخن کو — جاناں کو میں پہچانا جو اس جان کو پایا

دل میں مرے کچھ آرزو باقی نہ رہی ہے — درگاہ کا واصل ہوا ارمان کو پایا

المنۃ للہ کہ مسکین بصد سعی

مولا سے ملا دولتِ عرفان کو پایا

میری آنکھوں سے اشک خوں رواں ہوتا تو کیا ہوتا
یہہ پردہ دل کا ابر خوں فشاں ہوتا تو کیا ہوتا

ہوا تھا مبتلا دشت بلا میں سید ابرار
مدینے میں جو ایسا امتحاں ہوتا تو کیا ہوتا

جو سید تھا تیر اک آکے لگا سینے میں اکبر کے
ندامت سے وہ خم مثل کماں ہوتا تو کیا ہوتا

رفیقوں میں سے میر شہ کے نہیں ہے کوئی اکبر سا
نبی کی شکل کا اور اک جواں ہوتا تو کیا ہوتا

وہ چہرہ جس پہ تھا پردہ فقط نور الٰہی کا
نگاہ چشم کافر سے نہاں ہوتا تو کیا ہوتا

لب شمشیر لیتا ہے جو بوسہ شہ کی گردن کا
ثنا میں شاہ دیں کے تر زباں ہوتا تو کیا ہوتا

وہ ٹکڑا خاک کا جس پر تن بے سر ہوا غلطاں
غبار درد و غم سے آسماں ہوتا تو کیا ہوتا

عزیزو دانۂ زنجیر عابد سے بدر دشہ
وہاں اک نخل ماتم بھی عیاں ہوتا تو کیا ہوتا

چمن میں عشرت اعدا کے بھی قہر الٰہی سے
ارم کے باغ سا باد خزاں ہوتا تو کیا ہوتا

وہ محبوب الٰہی جسکی صورت عین قرآں ہے
گنہگاروں کے دل کا حرز جاں ہوتا تو کیا ہوتا

موے خویش و برادر کوئی نہیں یاور تھا سرور
کوئی غمخوار شہ کا مہرباں ہوتا تو کیا ہوتا

زباں قاصر ہے مسکین اب ثنا میں شہ کی سوسن سا
دہن گویا میرا صد زباں ہوتا تو کیا ہوتا

خون سے شاہ کے جب دشت بلا لال ہوا
گلشن فیض کا وہ سر گل اقبال ہوا

عشق سے اس لب میگوں کے ہے اس دل کا نشاط
دور پیمانہ یہاں گردش احوال ہوا

اسکے چہرے کا ہی گلگونہ میرا خونِ جگر
جو سویدا تھا میرے دل کا وہاں خال ہوا

شکنِ زلف میں ہی سالگرہ جاناں کی
زلف اور ابرو سے تعدادِ مہ و سال ہوا

سایۂ لطف سے ہی اسکے میرا طول امل
تارِ اس زلف کا یہاں رشتۂ آمال ہوا

میں نے خلوت میں کیا جب لبِ خنجر کا خیال
کٹ گئی میری زباں اور دہن لال ہوا

جب مدینے میں شہادت کی خبر لائے رسول
حشر قائم ہوا عالم کا عجب حال ہوا

سرمۂ پیرِ فلک ہو گئی اسکی کفِ خاک
جب سے مسکین تری راہ میں پامال ہوا

شہِ ابرار کا سر قبلہ نما ہوویگا
لعلِ لب آئینۂ ذکرِ خدا ہوویگا

حق شناس ایسا کہ جسے حسین پہ فدا دل سے رسول
کیوں نہ وہ امتِ احمد پہ فدا ہوویگا

وہ خداوند جو ہی دشتِ بلا میں قیدی
حشر میں خلق کا سب عقدہ کشا ہوویگا

اس عنایت کا جو سرور ہوی عالم پر
سجدۂ شکر بھلا کس سے ادا ہوویگا

غرقِ عادات میں ممتاز ہی ریحان رسول
اس سے گلزار جہاں دشتِ بلا ہوویگا

عقدۂ شرطِ شہادت کو وہ کھولے بے شک
سر جو شہ کے تنِ گلگوں سے جدا ہوویگا

جانشینِ احمدِ مختار کا بر روئے زمیں
مرتضیٰ ہوویگا اور شیرِ خدا ہوویگا

جسکو اللہ نے فیروز کیا ہی مسکیں

اُس کا دل بہرہ ورِ حبِ ولا ہووےگا

سرورِ گلِ عالم میں یداللہ کو پایا
تابع جو ہوا اس کا مرے شاہ کو پایا

توحید میری شرک و ضلالت سے بری ہے
سر خاکِ شفا پر جو رکھا راہ کو پایا

ہے حسنِ ارادت میں مرا قبلۂ مقصود
کعبے میں مرے پیر کی درگاہ کو پایا

حرمت شہِ ابرار کی ہے ماہِ محرم
ابرو میں مرے شاہ کے میں ماہ کو پایا

صورت شہِ ابرار کی روشنگرِ دل ہے
تاثیر میں خورشید سا اس ماہ کو پایا

ہندو وہ برہمن ہیں مرے شاہ کے سب رام
اس بوالعجبی میں میں تری جاہ کو پایا

دیکھو تو کرشمے کا ہے کہاں کچھ بھی ٹھکانا
اس راہ میں میں سیکڑوں گمراہ کو پایا

ہے آبِ بقا عشق میں سالار کے ہمسگیر
سرچشمۂ عمرِ ابد اس چاہ کو پایا

دل میں میرے جو غمِ حیدر و اولاد آیا
جو ترانہ تھا مسرت کا وہ ناشاد آیا

موج میں بحرِ الم کی تھی صدائے زنجیر
جب مدینے کی طرف حضرتِ سجاد آیا

نام لے احمدِ مختار کا کرتا ہوں فغاں
کیا کروں اکبرِ مظلوم مجھے یاد آیا

جامِ آب اصغرِ معصوم سے رکھا ہے دریغ
کون ظالم ہے جو یوں بر سرِ بیداد آیا

دیکھ ہم شکلِ پیمبر کو کہے اہلِ عناد
دیکھو جی کون دلاورِ پری زاد آیا

دیکھئے اس کے صحیفے کو بصد صدق و صفا
عابد راہ نما صاحب اوراد آیا

ہے مسکیں قیامت میں وہ غم سے آزاد
مجلس شاہ میں جو شوق سے دلشاد آیا

عمدہ سید شہدا کا جو مسکن ہو گا
شعلۂ آہ پہ آنسو میرا روغن ہو گا

مجلس شاہ میں جاتا ہوں بیاباں سے
گردباد اپنے لئے یارو فلاخن ہو گا

سر میرے شاہ کا ہے مظہر اعجاز عجیب
قبلۂ آرزوئے شیخ و برہمن ہو گا

طفل اشک اپنا جو گرتا ہے مجھے خوف نہیں
دامن اسکا بیقیں شاہ کا دامن ہو گا

گلستاں میں نظر آتا ہے جو سنبل یارو
فی الحقیقت وہ کوئی طرۂ پرفن ہو گا

شہ ابرار کی الفت سے بھرا ان ہو دل کو
دل ویران میرا گنج کا مخزن ہو گا

ہاتھ دھو جان سے ہو جاؤں غبار دامن
راہ میں شاہ کی جب اپنا نشیمن ہو گا

صفت لعل لب شاہ ہے اس میں مسکیں
اپنا دیوان بدخشاں سا روشن ہو گا

ہے نور نظر سید ابرار نبی کا
محبوب نبی کا وہی دلدار نبی کا

ریحان ترا نام ہے یا سید شہدا
آباد تیری ذات سے گلزار نبی کا

کاندھے پہ اگر تجھکو بٹھاوے تو عجب کیا
سینہ ہے ترا مخزن اسرار نبی کا

اسلام کی دیوار کو پشتی ہوئی تجھ سے — سر کو تیرے ہم سمجھے ہیں معمار نبی کا

ثقلین کو چھوڑا ہوں میں دیکھو انھیں لوگو — افراد سے امت کے تھا اظہار نبی کا

دریائے ولایت میں خدا اسکو بنایا — ہے ابن علی گوہر شہوار نبی کا

تائید شفاعت کی جو ہے ابن علی سے — گرم اسکے لہو سے ہوا بازار نبی کا

صورت ہے تیری آئینۂ نور الٰہی — رخسار تیرا مطلع انوار نبی کا

کیوں پار نہو حشر میں مسکین کا بیڑا
ہے سید مظلوم مددگار نبی کا

درد امام دل کو جو معمور کر دیا — مستان عشق سا مجھے مخمور کر دیا

ملنے نہ پاؤ اس سے کدھی شاہ مراد — دامن سے تیرے جس نے مجھے دور کر دیا

اس غم کی شاخ جاویگی ہفت آسمان پر — مولیٰ و مصطفیٰ کو بھی رنجور کر دیا

کس ماہ دلفروز کا جلوہ تھا رات کو — کاشانہ مجھ فقیر کا پر نور کر دیا

سرور نے ایک سجدہ پہ قانع تھا بالیقین — اس گنج لازوال کو موفور کر دیا

شامی کو امتیاز نہیں نار و نور میں — کیا حب جاہ دیکھئے مغرور کر دیا

جب تک ہے زندگی مجھے قصہ ہے بخت سے — اس قبلۂ مراد سے مہجور کر دیا

مسکین ذاکرین میں داخل ہوا ہے اب

دل میں جو اسکے بات تھی مذکور کر دیا

سرمایۂ نجات ہی ماتم حسین کا | ہی باعثِ نشاطِ ابد غم حسین کا

زندہ ہوں اسکے فیض سے بندوں کے جسم و دل | ہوگا دمِ مسیح یہاں دم حسین کا

کیوں کر نہووے علمِ لدنی سے بہرہ ور | سجاد پاک ذات ہی ہمدم حسین کا

نیزے پہ سر چڑھا شماتت سے اشقیا | چمکا فلک پہ نیرِ اعظم حسین کا

رو ویگا اِس قدر کہ لہو چشم سے بہے | یاد آوے جسکو دیدۂ پرنم حسین کا

ہی مصدرِ کمالِ نبی جس طرح ربیع | مظہر ہوا ہی ماہِ محرم حسین کا

نورِ نظر نبی کا ہی محبوبِ کبریا | یادِ خدا سے کم نہیں کچھ غم حسین کا

مسکین اِس عزا میں ہے بخشائشِ گناہ
لوح و قلم بھی کرتے ہیں ماتم حسین کا

تھا غم میں مصطفیٰ کے جو رونا بتول کا | فرشِ زمیں ہوا تھا بچھونا بتول کا

ہوتا ہی رنگِ آل سے ثابت کہ فرض ہی | گلشن میں کائنات کے ہونا بتول کا

زنجیر جو طلا کی تھی فقرا کو بخش دین | فضہ سے بھی ذلیل تھا سونا بتول کا

نعمت خدا کے فضل کی اِس پر تمام ہی | شیریں حسن حسین سلونا بتول کا

ارقا کو سمجھی تھی وہ پیکھنے کا کھیل | دنیائے بے ثبات کھلونا بتول کا

دامان پر گہر ہے حقیقت میں کم نہ تھا
آنسو سے آستین بھگونا بتول کا

مولا کے پاس سلک جواہر ہو شبیہ
تارِ نظر میں اشک پرونا بتول کا

حُبِّ نبی کے تخم سے نکلی عمل کی شاخ
مسکیں نہال فیض ہی بونا بتول کا

روضۂ شاہ کا گدا ہو جا
بینوائی سے بانوا ہو جا

سر فدا کر تو راہِ مولیٰ میں
تابعِ سبطِ مصطفیٰ ہو جا

تو محبت علی سے پیدا کر
طالبِ صادقِ خدا ہو جا

سیکھ شبنم سے گریہ زاری
بلبلِ گلشنِ عزا ہو جا

چھوڑ دے تو طریق کبر و ریا
خاکِ درگاہِ کبریا ہو جا

خاکساری میں سرفرازی ہے
بندۂ خاصِ مرتضیٰ ہو جا

ہو فنا راہِ عشق مولیٰ میں
گہر معدنِ بقا ہو جا

فدوی بوتراب ہو مسکیں
بوریا چھوڑ بے ریا ہو جا

محبوبِ حق ہے شاہِ شہیدانِ کربلا
رشکِ چمن ہے اس سے بیابانِ کربلا

جنت بتول کے لئے زندان کیوں نہ ہو
آلِ نبی ہیں ہائے اسیرانِ کربلا

نیزے کو تم خیال کرو اُس کا پاے تخت
جاتا ہے آسماں پہ سلیمانِ کربلا

گردش سے ہیں فلک کی محتاجِ آب و ناں
واقع میں ہیں امیر فقیرانِ کربلا

اے آشنایاں لحاظ کرو انکی جاہ کو
یثرب سے آئے ہیں غریبانِ کربلا

رشک آسماں کو کیوں نہو اُس خاکِ پاک کا
روضہ ہوا امام کا بستانِ کربلا

پانی نہ دیا اُسکو نشانی ہے کفر کی
دلبند مصطفیٰ کا ہے مہمانِ کربلا

صیدِ حرم شہید ہوا جب سے اُس جگہ
حرمین سے شبیہ ہے میدانِ کربلا

مسکیں دلمیں جوش کے عزادار رو دیکھے
طوفانِ نوح ہوویگا طوفانِ کربلا

دلبندِ مرتضیٰ ہے سلطان کربلا کا
ہے صاحبِ ولایت مہمان کربلا کا

جبریل کی زباں سے ظاہر ہوا نبی کو
میدانِ حشر ہوگا میدان کربلا کا

آلِ نبی کے تن پر برسیگا تیر باراں
خونِ رواں سے ہوگا بستان کربلا کا

آنسو سے عاشقوں کے داماں اسکا تر ہے
انسانِ عین ہوگا انسان کربلا کا

علما کے قول سے ہے ثابت سفینۂ نوح
کچھ جانتا ہے یارو طوفان کربلا کا

ریحانِ مصطفیٰ کے اعجاز کو نظر کر
ہوتا ہے باغِ رضوان زندان کربلا کا

ہر ہر قدم عزیزو درکار ہے زمیں بوس
اشکِ نبی سے تر ہے دامان کربلا کا

مسکین ہیں جہاں میں جو صاحبِ بصیرت
خاکِ شفا سے یاد ہیں احسان کربلا کا

جس شاہ کا گہوارہ جبریل ہلاتا تھا
آغوشِ زمیں میں آہ تن اسکا سمایا تھا

ایوب اگر دیکھے یعقوب سا رو دیوے
سرور کی سمائی میں محشر کا سماں آیا تھا

اس غربت و کربت کا احوال بھی نادر ہے
تھے آشنا بیگانے اور دیس پرایا تھا

مسجد میں کٹا سر کو اب بوجھ سے فارغ ہے
جو بارِ امانت کو گردن پہ اُٹھایا تھا

خورشیدِ قیامت سے بے خوف تھا وہ ظالم
جو فرقِ مطہر کو نیزے پہ چڑھایا تھا

دیوارِ شریعت کی رفعت تھی اُسی سر سے
ہستی پہ تنِ پُرخوں اسلام کا پایا تھا

واہ میں محمد کے الطاف کا سایہ ہے
اُس سر پہ بیاباں میں جو ابر کا سایا تھا

گل باغِ شفاعت کا اس کا سرِ انور ہے
دریائے شہادت میں جو خون بہایا تھا

مانندِ دُرِ غلطاں ہے خاک پہ وہ غلطاں
مسکین جسے احمد کاندھے پہ بٹھایا تھا

جس شاہ نے اسلام کے ارکان بنایا
وہ اپنے محبوں کو مسلمان بنایا

نسبت تیری درکار ہے اولادِ علی سے
اِس واسطے مولا تجھے انسان بنایا

ریحانِ محمد کے لئے خالقِ عالم
فردوسِ بریں روضۂ رضوان بنایا

پانی کا بہتا تھا جو گیا سطح زمیں کو
قدرت سے وہی تحفۂ مرجان بنایا

کیا پرورشِ طفلِ یتیم اسکو ہی منظور
آنسو کے لئے گوشۂ داماں بنایا

تو لینگے تیرے اشک کے گوہر بھی یقیناً
محشر میں جو حق پلۂ میزان بنایا

غم سیدِ ابرار کا کیا فیض رساں ہے
قطرے کو میرے اشک کے طوفان بنایا

کیا مرتبہ یہہ بس نہیں کونین میں مسکیں
مولانے تجھے ست کا ثناخوان بنایا

سرورِ عالم سے ہے اس دردو ماتم کی بنا
بٹتی ہوگی اُسی پر حضرتِ آدم کی بنا

حق تعالیٰ جب زمین و آسماں پیدا کیا
چار عنصر کی طبیعت میں رکھا غم کی بنا

بولتا ہے یوں زبانِ حال سے لختِ جگر
ریزۂ الماس سے دنیا میں ہے سم کی بنا

زخمِ دل لب کھول کر کہتا ہے اہلِ درد سے
سنگدل لوگوں سے ہے عالم میں مرہم کی بنا

سمجھینگے میرے سخن کو وہ جو ہیں صاحب قدم
یادِ مولا ہوئی ہے بٹتی دم کی بنا

زخمیِ تیغِ ستم جب سے ہوا صیدِ حرم
آہوؤں کی طبع میں پیدا ہوئی رم کی بنا

ہوویگی زاری تیری صبح سعادت کا سبب
چشمۂ رحمت سے ہے مسکیں شبنم کی بنا

شب جو میں اُس جناب کو دیکھا
چشمۂ آفتاب کو دیکھا

زلف تھی عنبرین میرے شہ کی
چین میں مشک ناب کو دیکھا

خال میں اس بیاضِ گردن کے
نقطۂ انتخاب کو دیکھا

اسکی ابرو ہی مطلعِ انوار
موشگافو کتاب کو دیکھا

جبسے دل میں خیال ہی اسکا
کب میں آرام خواب کو دیکھا

طے کیا بار نامۂ حاتم
شہ کے جسنے خطاب کو دیکھا

شام کے ملک میں اندھیرا ہی
کون راہِ صواب کو دیکھا

شیرِ حق اُس کا ہمرکاب ہوا
شہ کے جب اضطراب کو دیکھا

خونِ سرور نظر کیا مسکیں
نیں لہو میں گلاب کو دیکھا

سیدِ خستہ جگر شافعِ محشر ہوگا
یہہ جو ہی تشنہ دہن ساقیِ کوثر ہوگا

کربلا میں جو پریشان تھا بے یار و دیار
صفِ محشر میں گنہگاروں کا یاور ہوگا

کیا عجب دشتِ بلا رشکِ ختن ہو جاوے
جنگل اُس زلفِ معنبر سے معطر ہوگا

دور سے آتی تھی آوازِ حزیں سرور کو
اُسکے یوں کہنے لگے اپنا یہہ اکبر ہوگا

ایسے اعجاز کا ہی کون جواں صحرا میں
شہ کا فرزند یہہ ہمشکلِ پیمبر ہوگا

یہہ جو کرتا ہی فغاں پیاس کا مارا معصوم
جاں بلب تشنہ دہن ہی علی اصغر ہوگا

شہ کے مقتل میں کھڑے رو دیں سالار امام — کیوں نہ اب پیر فلک دیکھ انھیں تر ہوگا
کو تہی مت کرو ای اہل عزا رونے میں — قطرہ اس اشک کا میزان میں گوہر ہوگا

عمل خیر کا بانی جو ہوا ہی مسکیں
رحمت حق کا یہہ دیوان بھی مظہر ہوگا

سبط نبی ہی سرور ہمارا — ہوویگا فردا یاور ہمارا
تردامنی کا پروا نہیں ہی — جب سے ہی دیدہ یہہ تر ہمارا
مولا کے بندے ہو جاویں اسدم — جب خاک سے ہو بستر ہمارا
محتاج شمع عرفان ہی بے شک — یہہ گھر ہمارا وہ گھر ہمارا
یاد علی ہی ناد علی ہی — حصن حصین اور بکتر ہمارا
مولا کے بندے بندہ علی ہیں — یاور ہمارا داور ہمارا
شہ نے کہا یوں نانو سے رو رو — مارا گیا ہی اکبر ہمارا
اس زخم دل کا ہوتا وہ مرہم — زندہ جو رہتا اصغر ہمارا

کیا خوف ہمکو محشر کا مسکیں
مشکل کشا ہی حیدر ہمارا

فصل الباء

بھری دریائے غم میں دل اپنا شکلِ حباب
موجیں اس دریا میں اپنے جگر کا پیچ و تاب

ہند ہے افسوس پانی سیدِ ابرار پر
کیوں نہ یہہ عنصر ہو مارے شرم کے اب غرقِ آب

تشنگی سے ساقیِ کوثر کی ہے حالت تباہ
کیوں نہو وے ظالموں کی عاقبت یارو خراب

خاک بر سر کیوں نہو اس درد سے جوئے فرات
چشمۂ کوثر بھی رکھتا ہے فلک پر اضطراب

ابنِ حیدر دشت میں اک جام کے محتاج تھے
پیتے تھے ندی کا پانی جانور سارے دواب

ہاں مگر پانی کا تھا وہاں دل پہ لوگوں کے گراں
بات یہہ ایسی تھی جس کا وہاں نتھا ہر گز جواب

ضعف کے مارے جو ڈوبا اصغر و اکبر کا جی
ڈوبتے ہیں مشرق و مغرب میں ماہ و آفتاب

کیوں نہو گردِ یتیمی انکے رخ سے جلوہ گر
تھے دے دریا امامت کے عجب گوہر خوشاب

خیمۂ آلِ نبی اس دشت میں تھا آسماں
آہ کا شعلہ تھا پہرا شقیا تیرِ شہاب

حضرتِ روح الامین حاجب تھے اس درگاہ کے
آیتِ تطہیر کی چادر ہوئی تھی وہاں حجاب

سورۂ انّا فتحنا اترا انکی شان میں
سبطِ احمد ملکِ عقبیٰ پر نہوں کیوں فتحیاب

دولتِ دنیائے فانی کی حقیقت کچھ نہیں
اس لئے طالب ہوے عقبیٰ کے ابنِ بوتراب

کیوں نہ کہئے آپ کو ملکِ یقیں کا بادشاہ
نقدِ جاں کر نذرِ مولیٰ ہو گئے صاحب نصاب

ورد تھا شہ کی زباں پر وہاں رضینا بالقضا
تھا خدا خوشنود اس سے اور محمد کامیاب

مصطفیٰ کی کامیابی کا بیاں کیا میں کہوں
ہے شہادت سے شفاعت کا عزیزو فتح باب

پنج تن سے مخلصی ہوویگی سارے خلق کی
جلوہ گر فردوس کے در فوق سے ہیں پنج باب

صدق دل سے پڑھہ یہاں مسکین درود اور سلام
حل مشکل ہوویگی اپنی طفیل بوتراب

آتش کا کس کے غم کی بنا مجمر آفتاب
رکھتا ہے اشک گرم میں جو آ جگر آفتاب

مغرب میں جا کے واسطے انکے الٹ گیا
شیر خدا کا دل سے بنا چاکر آفتاب

چشمے کا اسکے نور ہے نور جہان سے
کوزہ بنیگا جا کے لب کوثر آفتاب

ہے پنجتن کے فیض سے یارو بلا کلام
چارم فلک کا رکھتا ہے جو منظر آفتاب

دل میں ہے اسکے دشمن سبط نبی سے بیر
نکلے ہے نت جو با سپر و خنجر آفتاب

آتا ہے یاد اسکو مگر جور اہل شام
جو کھا رہا ہے خون جگر اکثر آفتاب

شام غم اسکے حق میں ہے ہر شام بالیقین
دریا ے غم کو اپنا کیا خاور آفتاب

اکسیر اسکے ہاتھہ میں خاک شفا کی ہے
ہے کیا عجب بناوے جو سیم و زر آفتاب

مسکین بدل کے قافیہ لکھہ اور اک غزل
ہا گوہر سخن کو کرے افسر آفتاب

پھرتا ہے لیکے ہاتھہ میں شمشیر آفتاب
گویا بنا ہے چاکر شبیر آفتاب

زیبا لقب ہے اسکے لئے شاہ نیمروز
کرتا ہے ملک شام کی تسخیر آفتاب

ثنا یہ ہے اسکے دل میں غم آلِ مصطفیٰ
حیران گشت میں ہے جو دلگیر آفتاب

بنتے ہیں اس سے لعل و گہر اور سیم و زر
پایا ہے کس نگہ سے یہہ تاثیر آفتاب

چشمے سے اسکے سبزی ہے نخلِ امیدِ خلق
کرتا ہے باغ دہر کی تعمیر آفتاب

خطِ شعاع اسکا ہے پیکاں سے تیز تر
پرتاب کیا عجب جو کرے تیر آفتاب

فنِ مہوشی میں عدیم المثال ہے
بتلا رہا ہے گنج کی توفیر آفتاب

ہے صبح و شام خونِ جگر اس کا جلوہ گر
کرتا ہے کس ملک کے غم کی یہہ تشہیر آفتاب

طاقت نہیں نظر میں جو اس سے لگی رہے
ہے کس ولی کے چہرے کی تصویر آفتاب

ہے مستفید کونسے ماہِ منیر کا
جو یوں بنا ہے مرکزِ تنویر آفتاب

مسکیں علم کا شاہ کے یہہ ہمرکاب ہے
کرتا ہے ہاں امام کی توقیر آفتاب

جو دیکھتے ہیں سینۂ بریانِ آفتاب
چشمے سے پاویں دیدۂ گریانِ آفتاب

چشم تر اور سوزِ جگر ہے نشانِ عشق
بزمِ عزا میں دیکھئے سامانِ آفتاب

جو عاشقِ امام ہیں روتے ہیں وہ مدام
سوزِ جگر کا انکے بنا جانِ آفتاب

جب سے جہاں میں واقعہ کربلا ہوا
ہم دیکھتے ہیں حال پریشانِ آفتاب

یہہ واقعہ قیامتِ کبریٰ کی ہے دلیل
ثنا ہے اس کلام پہ برہانِ آفتاب

اس گنبدِ شریف کا مطلوب ہے طواف
ہے پست جسکے سامھنے ایوانِ آفتاب

ہے آفتابِ اوجِ شرف وہ امامِ دیں
روضہ ہے اس کا روضۂ رضوانِ آفتاب

گھیرا ہے شش جہت سے اُسے نورِ کبریا
ایسا مکان کیوں نہو شایانِ آفتاب

ریحانِ مصطفیٰ کی ہے یہہ رنگ کا اثر
یارو شفق بنا ہے گلستانِ آفتاب

کس گلبدن کے حسن سے پُرنور ہے چمن
بلبل بنا ہے آج غزلخوانِ آفتاب

محتاج تھے امامِ جہاں آب و نان کے
اس سوزِ غم سے کیوں نہ جلے جانِ آفتاب

بے قید چشمۂ چرخ پہ تھا آفتاب کا
سفرے پہ آسمان کے تھی نانِ آفتاب

مسکین اس میں سیدِ شہدا کی ہے ثنا
دیوان اپنا کیوں نہو دیوانِ آفتاب

رکھتا ہوں میں اب سیدِ ابرار سے مطلب
فردا ہے مرا احمدِ مختار سے مطلب

غنچے میں کسی گل کے مرا دل جو نہاں ہے
شاید ہے کسی گوشۂ دستار سے مطلب

وھاں چشمۂ قدرت سے مگر آبِ بقا ہے
ہے شاہ کو جو تیغ ستمگار سے مطلب

تلوار میں آئینہ سکندر کا ہے موجود
کیوں کر نہو پیکاں سے جلوۂ دلدار سے مطلب

عاشق دمِ شمشیر میں دیکھا دمِ عیسیٰ
اس آب میں ہے شربتِ دیدار سے مطلب

تو رشتۂ تسبیح سے کیوں دل کو اٹھایا
رہتا ہے برہمن کو بھی زنار سے مطلب

خورشید قیامت کی نہو گرمی بازار
ہے سایۂ رحمت کو گنہگار سے مطلب

ہوں بیخبر اب نامۂ اعمال سے اپنے
ہے زلف سیہ کے مجھے طومار سے مطلب

ہے صدق و عدالت میں حیا اور شجاعت
ہے پنجتن پاک کو ان چار سے مطلب

بیتاب ہوں طاقت نہیں مرشد کی نظر کی
ہے دل میں مرے سایۂ دیوار سے مطلب

دایم میں خموشی کی ہوں تقریر کا شیدا
حیرت کو نہیں ہے لب اظہار سے مطلب

دیوانہ مرے شاہ کا عریاں نہ رہیگا
مجنوں کو بھی ہے دامن کہسار سے مطلب

میں گلشن دیدار سے مہجور ہوا ہوں
اب دل میں ہے خار سر دیوار سے مطلب

سودے کا محبت کے عجب طور ہے مسکیں
بازار کو رہتا ہے خریدار سے مطلب

فصل التاء الفوقانیہ

سلامی کس طرح ہووے بیاں شبیر کی قدرت
نہیں ہے اس جگہہ انسان کو تقریر کی قدرت

پر جبریل نقاش کا جو ہو قلم ہووے
تو شاید اس کو ہو اس زلف کی تصویر کی قدرت

میں اک آئینہ حسن الہی کی تمنا میں ہوں
نہایت حیراں ہوں مجھکو نہیں تحریر کی قدرت

تھے عابد قید غم میں سید شہدا کے زندانی
کہاں تھی طوق کی طاقت کہاں زنجیر کی قدرت

وہ قتل سبط احمد نا مسلمانوں سے کروایا
تاسف ہے ہوئی اتنی تھی اک بے پیر کی قدرت

علی کی سیف جسکے ہاتھ میں ہو وہ شگفتہ ہی | نہو کیوں ملک دنیا کی اُسے تسخیر کی قدرت

ظہور اس کا ہی انساں سے نمود اُس کا ہی رحماں سے | کہاں تدبیر کی طاقت کہاں تقدیر کی قدرت

شریعت کا جو مالک ہی کمالِ کسبی میں یہ ہی | نہیں تہدید کا یارا نہیں تعزیر کی قدرت

کیا نقدِ رواں قُرباں اپنے قبلہ گاہی پر

ہیں مسکین کیا کہوں اب اکبرِ دلگیر کی قدرت

ہیں ابنِ علی سروِ گلستانِ شہادت | خوں اُنکا ہوا لعلِ بدخشانِ شہادت

راضی برضا کیوں نہ ہیں سیدِ ابرار | ہوتا ہی خُداوند سے سامانِ شہادت

وہ رفعِ یدین آپکا تکبیر کی خاطر | آتا ہی نظر پنجۂ مرجانِ شہادت

اس جنس کا واقع میں خریدار خُدا ہی | ہی نقدِ رواں رائج دوکانِ شہادت

شبیر کی گردن سے ہوی اُسکی بلندی | کیوں کر نہو قامت کا الف جانِ شہادت

درکار رہی سرور کو یہاں اب سرِ تسلیم | اُترا ہی خُداوند سے فرمانِ شہادت

سنبل سے ہو جلوہ نُما ہووے مبارک | تھا وہ سرِ انور گلِ بُستانِ شہادت

سرور سے میں سر دیوینگے پر اُسکو نچھوڑیں | انگشتِ شہادت میں ہی دامانِ شہادت

تصویرِ شہادت کی مرے دل پہ لکھی ہی | پُرخون ہی ہاں چہرۂ خندانِ شہادت

اس جام کے بھرنے میں نہیں شک سر سو ہی | ہی عمر کے پیمانے سے پیمانِ شہادت

یہہ عمرِ ابد کے لئے ہاں آبِ بقا ہے
عرفانِ شہادت میں ہے برہانِ شہادت

مشتاق بھی اس سر کا مشتاق رہیگا
مسکین کا دیوان ہے بستانِ شہادت

صورت ہے تیری مطلعِ انوارِ امامت
سینہ نہو کیوں مخزنِ اسرارِ امامت

دریائے ولایت سے ترا نشو و نما ہے
کہتے ہیں تجھے گوہرِ شہوارِ امامت

اُس ہستِ سیہ کا زِ پہ یہہ بات تھی مخفی
ہے سر سے ترے پشتیِ دیوارِ امامت

جوں گلشنِ جنت یہہ ہے محفوظ خزاں سے
پھولا ہے ترے خون سے گلزارِ امامت

محکوم نہیں اسکے کہو اہلِ دول کو
مختار ہے کونین میں سرکارِ امامت

شیر دل سے بھلا کس کو ہے پرخاش کا یارا
ہے حیدرِ کرار مددگارِ امامت

داغِ دلِ عشاق ہے اسکی سیاہی
زیبا ہے میر شاہ کو دستارِ امامت

سرِ سید شہدا کا ہوا قبلۂ حاجات
محتاج تھا غازہ کا جو رخسارِ امامت

مسکین جو اس دشت میں اک روضہ بنا ہے
تعمیرِ امامت میں ہے معمارِ امامت

فصل الثاء المثلثة

مصطفی ہیں جا کے ہر الغیاث
ہاتھ میں ہے جامِ کوثر الغیاث

درد سے سرور کے سارے خستہ تر — روتے ہیں صحرا میں یکسر الغیاث

رہ گئے ابنِ علی تنہا فقط — کوئی نہیں خویش و برادر الغیاث

اُس قدِ رعنا کی ہمراہی میں ہے — سایہ ساں روحِ پیمبر الغیاث

لیکے اپنے ساتھ تیغِ ذوالفقار — پشت پر ہیں اُنکے حیدر الغیاث

بیکسی کے دشت میں بیبس ہوا — وہ جو تھا شیرِ دلاور الغیاث

وے جو ہیں روباہ طینت بزدلاں — اب ہوے ہیں اسکے ہمسر الغیاث

شام کا راہی ہوا ہے اسکا سر — وہ جو تھا خورشیدِ خاور الغیاث

دشتِ غربت میں ہے اب مسکین آہ

عاصیو لکا یار و یاور الغیاث

زخم ہیں سرور کے کاری الغیاث — اور لہو ہے تن سے جاری الغیاث

زندگیِ سیدِ ابرار کی — کم ہے بھاں امیدواری الغیاث

گلشنِ آلِ نبی کی یاد میں — زار ہے ابرِ بہاری الغیاث

کیا کروں میں قدِ سرور کا بیاں — تھا وہ سروِ جویباری الغیاث

حر نے اپنی جاں فدا سرور پہ کی — کس سے ہو ہے جاں نثاری الغیاث

حسرت سے سرور تشنہ لب مارے گئے — آہ ہے شمشیر ہماری الغیاث

سر جھکا خاک پہ ہے وقت وصال
دیکھئے کیا خاکساری الغیاث

سر کٹا ہی خنجر خونخوار سے
ہے زباں پر ذکر جاری الغیاث

نوجواں اکبر ہے رن میں شہید
لٹ گئی دولت ہماری الغیاث

تو بھی چل مسکین ہمراہ رکاب
آج ہے شہ کی سواری الغیاث

فصل الحکیم

تشنہ لب خستہ جگر حضرت شبیر ہے آج
شافع روز جزا اس لئے دلگیر ہے آج

ایک معصوم جو ہے نور نظر بانو کا
سخت بیتاب ہے بے چین ہے بے شیر ہے آج

کیا غضب ہے کہ ہے اب ساقی کوثر تشنہ
ہیچ در ہیچ مگر رشتۂ تقدیر ہے آج

صرف ہے نقد رواں سر بھی ہے نذر مولا
دین کے گھر کی بڑے زور سے تعمیر ہے آج

وہ جو تھا بوسہ گہ سید عالم افسوس
حلق پر اسکے سراسر لب شمشیر ہے آج

لفظ تکبیر زباں پر تھا جھکے سر بسجود
ملک جاوید کی اک بات میں تسخیر ہے آج

ہوئے کے ۳ نان لئے شیر خدا ہشت بہشت
انکے وارث سے ہوئی خاص یہ تدبیر ہے آج

جو گیا گنج شہیداں میں ہوا مستغنی
مفلسوں سے کہو کیا گنج کی توفیر ہے آج

کیا کہوں حضرت سجاد کی زیور کا بیاں
طوق گردن میں ہے اور پیر میں زنجیر ہے آج

دل ہے مسکیں کا پھنسا گیسوئے عابد میں مگر
سلسلہ بات کا یہاں زلفِ گرہ گیر ہے آج

کیوں کر فلک نہ ہووے زمیں کا غبار آج
مشغول کارزار ہے اک شہسوار آج

سر اشقیا کے بحرِ فنا کے حباب ہیں
جوہر بتا رہا ہے جو یوں ذوالفقار آج

سب بھاگتے ہیں دیکھ کے ابنِ علی کا منہ
باغِ ظفر میں آئی ہے یارو بہار آج

اے مومنو کہ ہیں جو تشنہ لب حسین
کوثر کا جام ہوینگے بے اختیار آج

حملہ ہے اک شیر کا لاکھوں کی فوج پر
میراث سے امیر کی ہے افتخار آج

کوری نظر سے دیکھتے ہیں شاہِ دین کو
چشمِ وفا میں جنکی بھرا ہے غبار آج

منصور ہیں امام جو حق کہکے مرگئے
نیزہ ہے انکے سر کے لئے مثلِ دار آج

گلشن رسول کا جو کہیں اسکو ہے بجا
پھولا ہے شہ کے خون سے اک لالہ زار آج

اس مجلسِ عزا سے نہ اٹھنا بغیر غم
مسکیں سر خرو ہے دلِ داغدار آج

فصل الحاء المهملة

ہے سبزۂ خط مطلعِ انوار کا شارح
لب اس کا بنا مخزنِ اسرار کا شارح

ہے سلسلہ گیسو کا مرے شہ کی مطول
کیوں کر نہ بنے یہ خطِ رخسار کا شارح

دراز

ہی سحرِ حلال اسکے ترنم سے نمایاں ۔ بلبل ہی مگر دفترِ گلزار کا شارح

یک نکتۂ سربستہ ہی خالِ اسکے دہن کا ۔ خورشید ہی اِس نقطۂ پرکار کا شارح

جبریل جو ہی خازنِ گنجینۂ حکمت ۔ ہی منقبتِ سیدِ ابرار کا شارح

المنۃ للہ کہ بجا پیرِ خرد ہی

مسکین ترے مجموعۂ اشعار کا شارح

میری آنکھیں ہیں تر صباح و رواح ۔ بہا ہی سوزِ جگر صباح و رواح

آسماں پر شفق بتاتا ہی ۔ کس کے غم کا اثر صباح و رواح

گلشنِ مصطفیٰ سے عشق ہی ۔ شورِ مرغِ سحر صباح و رواح

زلف و رخِ شہ کا ہوں شیدا ۔ آپ سے بے خبر صباح و رواح

طائرِ شوق اپنا ہجر میں ۔ ہو گیا نامہ بر صباح و رواح

ہی مجھے کربلا کی خواہش سے ۔ دل میں ذوقِ سفر صباح و رواح

ہی عبادت کے شغل میں سرگرم ۔ کس کا نورِ نظر صباح و رواح

اپنے مولا کی ہی خبر اسکو ۔ غیر سے بے خبر صباح و رواح

ہی وطن میں مراسفر مسکیں

غم ہی برگِ سفر صباح و رواح

فصل الخاء المعجمة

بحرِ پرشور شہادت ہی مسلماں فراخ
ہی شفاعت کا اُسی کے فیض سے داماں فراخ

کیوں نہو فرقِ مبارک گوے چوگانِ قضا
امتحانِ حق کا آتا ہی نظر میداں فراخ

سب پہ غالب ہی ارادہ حضرتِ قیوم کا
کب رکھے اپنا قدم یہاں رستمِ دستاں فراخ

بحرِ غم کے پنجۂ مرجاں میں دستِ غیب ہی
فیض کا اُس کے نہو کیوں دامنِ ایماں فراخ

نوح کی حالت پریشاں کیوں نہو مثلِ امام
تھا سفینہ مضطرب اور عرصۂ طوفاں فراخ

تنگ چشمی آسماں کی ہی ستاروں سے عیاں
کب سکینہ کا یہ بچھاوے سفرۂ مہماں فراخ

عندلیبو اس چمن میں بیوفائی عام ہی
اپنے تختے کو بنا رکھتا ہی نافرماں فراخ

تنگی جا سے اسیری میں بھی عابد تنگ تھے
ہو سبب راحت کا قیدی کو جو ہو زنداں فراخ

حلقۂ درکر مرے دل کو کسی درگاہ کا
یا الٰہی ہوویگا جب حشر کا میداں فراخ

صحن میں اسکے سماتے ہیں ہزاروں آدمی
یا الٰہی کس دلی کا یوں ہوا ایواں فراخ

ٹھیک ہی آپس میں انکی رشتہ داری عارفو
رشتۂ جاں ہی فراخ اور دامنِ جاناں فراخ

ای عزیزو کیوں نہو مسکیں کو حاصل شرحِ صدر
دیکھتا ہی صحنِ شہ کا روضۂ رضواں فراخ

قعرِ دریا سے نکلتی ہی جو مرجاں کی شاخ
غالباً اس کا ہی مقصد کسی ریحاں کی شاخ

ح مثل اهل بیتی کسفینة نوح من رکب علیها نجی ومن تخلف عنها غرق

تر ہوں کیوں طلب آب سے فرزند علی
چشمۂ فیض ہے دل اس میں ہے ایماں کی شاخ

شاخ در شاخ ہو امید جو اپنی ہے روا
سبزۂ خط سے ملی زلف پریشاں کی شاخ

سرو آزاد سے اپنے کد ھی ہوتا ہوں جدا
جب ثمر اپنا بتا دے ہیں ہمراہاں کی شاخ

گو قسمے مہر جہانتاب کا ہی یہہ فیضان
معدن قلب سے اگتی ہے ہیرا جاں کی شاخ

گلشن عشق میں آئے سے شک پاؤں اسکو
ہاتھ آجاوے جو شاہ کے داماں کی شاخ

بنیا ہے شیر خدا کی مجھے الفت ہے مدام
چاہئے گھر میں لگاؤں میں نیستاں کی شاخ

کیوں نہ حیران ہو اس پیچ سے ماہ کنعاں
چاہ کنعاں سے ہاں نکلی ہے زنداں کی شاخ

جلوہ گہ شاہ کی مسکیں ہے مرے دل کا چمن
عشق بیجا سے عجب اگتی ہے ریحاں کی شاخ

فصل الدال المہملۃ

ہیں مالک ریاض جناں سید شہید
سرور ہو بہشت کے ہاں سید شہید

ہے دل میں انکے تربت دیدار حق کا شوق
پانی سے تر کریں نہ وہاں سید شہید

محض اس لئے کہ آپکا غمخوار ہو خدا
کرتے تھے غم کو اپنے نہاں سید شہید

نیزے پہ سر چڑھا ہی مگر نیزے سوار ہیں
جاتے ہیں مثل سرو رواں سید شہید

سرسبز ہے جہاں میں چمن انکے فیض کا
دیکھے ہیں جب سے باد خزاں سید شہید

ایوب ہیں زمانے کے شاید کہ خون دل | پیتے ہیں مثل آب رواں سید شہید

خنجر کا آب پینے سے سیراب کبھو ہو | کھاتے ہیں تن پہ زخم سناں سید شہید

سرداری انکو حق نے دیا ہی بہشت کی | لائے تھے کیا یہہ بخت جواں سید شہید

خاک شفا سے گوہر مقصود ڈھونڈھیے | ہوتے ہیں کربلا میں نہاں سید شہید

سجاد شاہ دین کے اب جانشین ہیں | بتلاے انکو راز نہاں سید شہید

مسکین اگر سمجھ ہی تجھے دیکھ غور سے
جاتے ہیں اب کہاں سے کہاں سید شہید

آئینہ زانو سے بنا منظر سجاد | کھلتا ہی نظر کرنے سے یہاں جوہر سجاد

ہی سر پہ میرے پیر کے ہاں تاج فقیری | بنتا ہی سے قناعت کی ہوا افسر سجاد

جو تارک دنیا ہی وہ محبوب خدا ہی | تجرید کی خلعت ہی سجی در بر سجاد

تاثیر عجب کیا جو کرے سیرت مولا | ہی فرش زمیں نام خدا بستر سجاد

پایہ ہی حقیقت کا بلند اسکے بیاں سے | کرسی ہی طریقت کی مگر منبر سجاد

ہی عشق الٰہی کے سمندر کا وہ غواص | بے شک گہر اشک ہوا گوہر سجاد

دریا میں میرے غم کے ہی طوفان نمایاں | آتی ہی مجھے یاد جو چشم تر سجاد

درگاہ الٰہی کا وہ ہو ویگا مقرب

مسکین مجاور جو رہے بردر سجاد

سرور کی جدائی سے جو بیمار رہا عابد
محتاج دم شربت دیدار رہی عابد

نام اس کا دیا کیوں نہو اللہ کے گھر کا
سجاد ہی مولا کا پرستار رہی عابد

از بہر شفاعت وہ ہی مصروف عبادت
امت کا محمد کی مددگار رہی عابد

سرور سے لیا فیض کو وہ سینہ بسینہ
ہاں خازن گنجینۂ اسرار رہی عابد

اب معرفت نفس سے ہی اسکو سروکار
عرفان کی دولت کا طلبگار رہی عابد

طور اس سے عبادت کا جو پھیلا ہی جہاں میں
ہاں زمرۂ عباد کا سالار رہی عابد

مسکین تہجد میں جو پڑھتا ہی نوافل
اندر طلب دولت بیدار رہی عابد

ہم ہوشہ کے عزادار زہے بخت بلند
اپنی آنکھیں ہیں گہربار زہے بخت بلند

اس سعادت سے جو روتے ہیں یہاں حاصل ہی
ہو گئے آج خبردار زہے بخت بلند

بلبل گلشن عشق اپنا دل زار ہوا
دیکھا ہی اک گل رخسار زہے بخت بلند

نور رحمان ہی اس چہرہ روشن سے عیاں
ہم ہوا اسکے پرستار زہے بخت بلند

نرگس یار سے نسبت میری ہوتی ہی درست
دل میرا ابھی ہوا بیمار زہے بخت بلند

ہیں لب بام سے اسکے کیا کرتا تھا کلام
مل گیا سایۂ دیوار زہے بخت بلند

خاکِ عسکر میں گئیں چرخِ فلک جام گیا
ہو گیا ساغرِ سرشار زہے بختِ بلند

حسینؑ ہوئے ہیں گلِ ریحانِ محمدؐ
لازم ہے کہ عشق انسے رکھے جانِ محمدؐ

منبر کی حکایت سے کھلا ہم پہ کہ سبطین
تھے نورِ نظر اور درِ غلطانِ محمدؐ

زہرا سے بتول اور علی شبر و شبیر
ان چار سے ہیں دیکھئے ارکانِ محمدؐ

بیٹے کو کیا اپنے فدا ابنِ علی پر
آزاد ہے امت کی یہ احسانِ محمدؐ

امت کے گناہوں کا بڑا درد تھا دل میں
خونِ شہِ مظلوم ہے درمانِ محمدؐ

سرور کے لہو سے جو وہ شیشے میں بھرا تھا
ہمرنگ ہوا دیدۂ گریانِ محمدؐ

دریائے شہادت کا جو ہے رنگ گلابی
بلبل نہ بنے کیوں دلِ نالانِ محمدؐ

جب صیدِ حرم زخموں سے وہاں چور ہوا تھا
پر خون تھا یہاں سینۂ بریانِ محمدؐ

اے مومنو تم آلِ نبی کی کرو تعظیم
فرمانِ خداوند ہے فرمانِ محمدؐ

احساں کی تلافی ہوئی احسانِ عسکر سے
سر ابنِ علی کا ہوا قربانِ محمدؐ

فصل الذال المعجمة

ہے نادِ علی جب سے میری جان کا تعویذ
ہیں اسکو بنایا ہے ایمان کا تعویذ

اشارہ ہے باین قصہ کہ روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین را رضی اللہ عنہما بر منبر سوار کردند از فرط شفقت چنانکہ در حدیث شریف آمدہ ١٢ منہ

مولا ہے میرے مظہر ہیں عجائب کے تو انکا
ہیں نام میرے پاس تری شان کا تعویذ

کرتے ہیں وہ دہشت میں آفت زدگوں کی
جلوہ ہے اسی شہ کا بیان کا تعویذ

لکھوا ہوں لقب انکا میں دل کی زمیں پر
سمجھا ہوں میں اسکو کسی سلطان کا تعویذ

ہیں پنجتن پاک کے میری جان حافظ
ہے پنج گہر سے میری ارمان کا تعویذ

تختی ہے گلے میں میرے اک خاک شفا کی
یہ ریشم کی تختی میرے خفقان کا تعویذ

جوشن کی دعا ہے میرے لئے حصن حصین ہے
کیوں کر نہو یہ حال پریشان کا تعویذ

دریائے شہادت کی کرامات کا ہوں قائل
مطلب ہے میرا پنجۂ مرجان کا تعویذ

فکر و غم دنیا نہو کیوں دل سے میرے دور
ہے حرز میرا روضۂ رضوان کا تعویذ

شیطان کے ہوں کید سے میں **مسکین** ہیں عاجز
مطلوب ہے اب مجھکو سلیمان کا تعویذ

فصل الراء المہملة

خسرو دین کا میں ہوا دل سے فضائل دیکھ کر
دل میرا فرہاد ہے شیریں شمائل دیکھ کر

سید شہدا ہے میرے مرشد ہیں میں انکا مرید
شہ کا میں شیدا ہوا انکے خصائل دیکھ کر

حیف ہے جو نا مسلمان شہ سے رو گرداں ہوئے
مصحف زہرا کا گردن میں حمائل دیکھ کر

بولتے تھے آبرو اپنی ہے جام آب میں
ساقی کوثر کو پانی کا وہ سائل دیکھ کر

ہو گیا دل اہلِ ایماں کا برنگِ گرد باد — کربلا کے دشت میں سرور کی محمل دیکھ کر

اَنتَ حُرٌّ یعنی تو دوزخ سے آزاد ہے — شہ نے یوں حُر کو کہا الفت میں کامل دیکھ کر

شامیوں سے بولے یوں سرور میں ہوں ابنِ رسول — اہلِ کوفہ کے یہاں آیا رسائل دیکھ کر

مثل ہے دل میں تمھارے اور سینے میں غبار — دل میرا تو چاہتا ہے یارو تمکو مائل دیکھ کر

بولے ای بیٹا تو میرا جانشیں ہے صبر کر — عابدِ بیمار کا شہ نے بڑا دل دیکھ کر

روحِ شبیرِ حق کا کرتا تھا فغاں اس دشت میں — پاؤں میں سجاد کے بھاری سلاسل دیکھ کر

شامِ غربت کو کئے روشن چراغ آہ سے — کاروانِ اہلِ بیت اپنے منازل دیکھ کر

ہاں عزا کی مجلس اسکے دل میں ہو گی جا بجا — جسنے آیا کربلا سے شہ کی محفل دیکھ کر

پوست کندہ بیاں کرتے ہیں اپنے حال کو — کیوں نہ رو دیں وائے اُڑ کے ہم جلاجل دیکھ کر

کارنامہ شاہِ دیں کا بارنامہ ہو گیا — محوِ حیرت کیوں نہ ہووے مردِ کامل دیکھ کر

مرح نامہ ۱۲ نامہ بیخ ۱۲

اِس لئے ابنِ علی کا ہو گیا مداح میں — مرتضیٰ بالیں پہ آویں وقتِ مشکل دیکھ کر

گوشۂ دل میں رکھا ہے توشۂ حبِّ علی
کیوں نہ مسکیںؔ شاد ہووے پہلی منزل دیکھ کر

بحرِ غم میں ہے سلامی ہر طوفان کچھ اور — شبل السجاد کیا دیدۂ گریاں کچھ اور

یاد آتے ہیں مجھے ابنِ علی سبطِ نبی — مجلسِ عشق میں درکار ہے سامان کچھ اور

دیدۂ روشن ہی مرا خاکِ قدم سے اُنکی
درد کی بات سُنا ای دلِ نالان کچھ اور

دیکھ سر نیزے پہ یوں کہتی تھی وہ رُبابو
ہم غریبوں کی مُصیبت کا ہی سامان کچھ اور

سُنتے تھے حشر میں خورشید قریب آویگا
سامھنے اپنے قیامت کا ہی میدان کچھ اور

رونے کی عابدِ بیمار کی آتی ہی صدا
گنبدِ چرخ میں ہی شورِ یتیمان کچھ اور

سُنکے آواز کو زنجیر کی رودِ وحشی طیور
کہتے تھے ڈھنگ نکالئے ہیں انسان کچھ اور

یوں صبا تختۂ لالہ سے کہی گلشن میں
دلِ پُر داغ ہی کچھ چہرۂ خندان کچھ اور

صبرِ ایوب ہی اور گریۂ یعقوب بھی ہی
واہ اِس بزمِ مُصیبت میں ہی سامان کچھ اور

پیرہن عابدِ بیمار کا ہی اشک سے تر
جوں رگِ ابر ہُوا تارِ گریبان کچھ اور

آستیں سُرخ ہوی دیدۂ خوں افشاں سے
اُسکی پوشش میں نظر آتا ہی دامان کچھ اور

شامِ غم دل میں ہی اور شام کے راہی بیمار
تھی سرِ راہ پہ وہاں شامِ غریبان کچھ اور

بی بیاں دیکھ کے عابد کو بہت روتی تھیں
تعزیت شاہ کی ہوتی تھی نمایان کچھ اور

ہاے کیا بولوں مجھے طاقتِ تقریر نہیں
آتش انداز تھی وہاں آہِ یتیمان کچھ اور

بیت بیت اُسکی جو دیکھو تو ہی بیت الاحزان
کیوں نہو خلق میں مشہور یہ دیوان کچھ اور

حال سجّاد کا بیخود کیا مجھکو مسکیں
دشتِ غربت ہی جدا سیرِ گلستان کچھ اور

لوح پر جسکی جبیں کے ہو لکھی آیتِ نور
دارِ فانی کو وہ کیوں کر سمجھے دارِ غرور

کربلا دشتِ بلا روضۂ رضواں ہووے
فی الحقیقت جو کہو حق کو یہی تھا منظور

مشہدِ سیدِ شہدا میں بنا اک گلشن
سیرگہ اپنی جسے سمجھے ہیں غلمان اور حور

اس گلستان کی ہے شان سے اعجاز عیاں
خلد میں نہریں ہیں اور اسکو تھا آب ضرور

سروِ آزاد ہے اس باغ کا ریحانِ رسول
پرورش جسکی تھی بنتِ شیرِ خدا کو منظور

اسکے مولود میں جبریل ہو آپ سے شریک
تہنیت ساتھ ہوئی تعزیت اسکی مذکور

شادی خانہ تھا غم و درد سے بیت الاحزان
فرشِ خاک کے وہاں تک تھے دُرِ منثور

زخم اس درد کا ہر اک کے جگر پر کاری
کیوں نہ ہو ابنِ علی اسکے تھا سینے کا سرور

رو رو یوں کہتی تھی خاتون رسول اللہ سے
تعزیت کون کرے اسکی جو ہم ہوویں دور

بولے سرور نکر اس بات کا غم ای بیٹی
تعزیت اسکی خداوند کو ہوگی منظور

رو دینگے اسکی مصیبت میں سدا جن و ملک
عرش سے فرش تلک اسکا الم ہو مشہور

یاد میں سبطِ پیمبر کے بکھرے روتے ہیں
باغِ جنت میں جو موجود ہیں حور و قصور

وے خوارج ہیں نہیں اس میں ذرا ریب کو دخل
روزِ عاشورا ہوا جنکے یہاں یومِ سرور

سخنِ حق جو تھا بولا گیا مجھ سے مسکیں
حق پرستانِ جہاں مجھکو رکھینگے معذور

صدف میں آنکھ کے میں نے کیا یہاں گوہر
ہے میرا اشک کو اُنست شریکِ بلبل سے
ہیرے آگے سرکار میں ہے صرف اِن کا
جواہرِ سخنِ شہ ہوئے ہیں معدنِ فیض
یہہ کس کے بحرِ معانی کا ہے خیال مجھے
ہُوا ہے نورِ نظر کس کے کان کا موتی
میں اسکو جان سے اپنی عزیز تر سمجھوں
خُدا سے مانگیے مسجد میں اسکے ملنے کو

بجائے بزمِ عزا ہیں مرے یہاں گوہر
طبق میں گل کے میں بھر دوں بگلستاں گوہر
فلک پہ دیکھو ستاروں سے ہیں عیاں گوہر
مدام جنکی ثنا میں ہے تر زباں گوہر
مری زبان پہ ہوتے ہیں اب رواں گوہر
نگہ کے تار میں منظوم ہیں یہاں گوہر
دُرِ نجف کا بتاویگا جو نشاں گوہر
بجُز خاکِ شفا میں ہے اک یہاں گوہر

میں جا کے شاہ کے دربار سے اُنھیں لایا
مرے سخن کے ہیں مسکین ثنا یگاں گوہر

بالِ ہما کا یارو دستہ ہوا ہے خنجر
جوہر ہیں اسکے مجھکو آتی نظر ہیں موجیں
داماں و آستیں سب خونِ جگر سے ہیں تر
خنجر من کو اب نبی کی اُمید کے خطر ہے
دریائے قدرتِ حق کرتا ہے مجھکو حیراں

دولت کا عاقبت کی مظہر ہوا ہے خنجر
دریائے غم کا دیکھو مصدر ہوا ہے خنجر
شریانِ دل کا میرے نشتر ہوا ہے خنجر
مجمر بنا ہے قبضہ اخگر ہوا ہے خنجر
میرے ولی کے حق میں کوثر ہوا ہے خنجر

تاثیر اثر دعا کی پاتے ہیں اسکے دم میں
تیغ اجل کا دیکھو ہمسر ہوا ہی خنجر

جاتے ہیں کربلا کو سلطانِ دیں خوشی سے
یارب یہہ کس نگہ کا دلبر ہوا ہی خنجر

فرزندِ مصطفیٰ اکو ابنِ خلیل سمجھا
ہاں علمِ معرفت کا دفتر ہوا ہی خنجر

شمرِ لعیں کا پنجہ ہی ہاتھہ میں قضا کے
قربانِ حق کا یارو مظہر ہوا ہی خنجر

تم خضر کو نہ بولو یہہ بات غم سے مرجا
فردوس کے چمن تک رہبر ہوا ہی خنجر

دیکھا ریاضِ گردن کیوں کرنے ہو وہ خرابی
مانندِ زلفِ پیچاں مضطر ہوا ہی خنجر

زہرِ نگاہِ قاتل ساری ہوا ہی اس میں
شرمندگی سے مسکیںؔ اب تر ہوا ہی خنجر

رحمت کے گلستاں کا آبِ رواں ہی شبیر
قالب میں مصطفیٰ کے مانندِ جاں ہی شبیر

روباہ طینتوں کے دل میں ہی ہیبت اسکی
صحرائے کربلا کا شیرِ ژیاں ہی شبیر

ماہی مراتب اسکے یٰسین و والضحیٰ ہیں
اولادِ حیدری میں صاحب نشاں ہی شبیر

نیزے پہ فرقِ انور قدرت کا ہی معمّا
نصرت کے بوستاں کا سرو رواں ہی شبیر

پانی اگر نہ دیوے ظالم تو کیا ہی پروا
یادِ خدا سے یارو اب تر زباں ہی شبیر

دنیا کی ہاں خرابی عقبیٰ کی ہی عمارت
لاریب مقتدائے اہلِ جناں ہی شبیر

مسکیںؔ فیض اس کا سجادہ میں سمایا

کشافِ سرِ حق و رازِ نہاں ہے شبیر

اِس مجلسِ عزا میں مسند نشین ہے سرور | آنکھوں سے عاشقوں کی مخفی نہیں ہے سرور

اُس شہ سوار کے خود مرکب بنے تھے احمد | آغوشِ مصطفیٰ میں یکتا نازنین ہے سرور

طفلِ شیر خوار شیریں پسر تھا شہ کا یہہ | اصغر کی دیکھہ زاری ہی ہی حزین ہے سرور

وُہ نجف سے اسکی بیعت ہوئی ہے محکم | نور آیۂ ہوفت کا نورِ ثمین ہے سرور

سجدے میں سر جھکایا کو جو شرف کو پایا | ہم پایۂ کمالِ عرشِ برین ہے سرور

شہ کا سفر یقیناً سرِّ الٰہ ظفر تھا | بچھڑ کے خلعان حق سے قرین ہے سرور

کہلو رہا ہے مسکین شیرِ خدا کی سیرت
زیبِ زمیں تھا مولا فرشِ زمیں پہ ہے سرور

فصل الزاء المعجمة

فرماتے تھے سیدِ ابرار ایک روز | پھولیگا اپنی خاک سے گلزار ایک روز

کھاویگا یوں جو غم شہِ مظلوم کا مدام | ہوگا تمام عابدِ بیمار ایک روز

ای اہلِ شام صبحِ قیامت سے تُو ڈرو | چمکیگی اپنے شاہ کی تلوار ایک روز

دو دن کی زندگی سے یہہ حاصل ہوا تجھے | پھٹکار ایک روز ہے اور مار ایک روز

ظالم سبک خیال نکر اپنے ظلم کو | ہے معصیت کا کوہ گراں بار ایک روز

چھوڑا ای یزید دوستی اہلِ حرم کی
خونِ جگر پئے گا غمِ سردار ایک روز

بیچے لوا احمد کے سبطِ نبی ہیں
پامالِ خلق ہوئے ستمگار ایک روز

دشتِ بلا میں جنکا ہوا تھا کسادِ قدر
ہو وینگی اُنکی گرمیِ بازار ایک روز

پیدا و گر سے جو تھا زمانے کا فتنہ گر
لیوینگے داد حیدرِ کرار ایک روز

مارا ہی جسنے سبطِ پیمبر کو ظلم سے
مارینگے اسکو احمدِ مختار ایک روز

لب خشک ہوں یزید کے ہل من مزید سے
کرتا ہی قہر حضرتِ قہار ایک روز

ہی آگ کا لباس ہوں بہرِ اشقیا
آتش ہی جنکا جبہ و دستار ایک روز

کوثر کا جام پاویگا در عینِ تشنگی
مسکین طفیلِ سیدِ ابرار ایک روز

قولہ ہل من مزید ۱۲
قطعت لہم ثیاب من نار ۱۲

کُھلتا ہی جس پہ فضلِ خدا سے درِ نیاز
رکھتا ہی اپنے فرق پہ وہ افسرِ نیاز

مقصود کا گہر جو ہی مطلوبِ عاشقاں
حق پوچھئے ہو تجھ سے تو ہی گوہرِ نیاز

سرورِ مرا جو سر کو جھکایا زمین پر
تب اُس سے سربلند ہوا منظرِ نیاز

ناز و نیاز میں ہی ترابطہ عارفو
دیکھو قبائے ناز کو تم دربرِ نیاز

سارے نیازمند ہیں اس پادشاہ کے
جو حق کے آستاں پہ رکھتا سرِ نیاز

ہیں ناقصاں غرور و تکبر میں مُبتلا
ہی سر کمال والوں کے افسرِ نیاز

ہی دل پہ میرے نقش عبادت حسین کی — پڑھتا ہوں یوں جو لکھو لکھے میں دفتر نیاز

آلِ نبی کے سر پہ فقیری کا تاج ہی — سرور ہیں زمانے کے با ایں فخرِ نیاز

نفرت ہی اہلِ بیت کو تاجِ غرور سے — زیبندہ انکے تاج پہ ہی گوہرِ نیاز

بے رنگ انکے سامنے ہی اطلسِ فلک — فرش زمیں سے جنکو ملا بسترِ نیاز

کفنی گلے میں پہلو میں یوں نقشِ بوریا — ہی سامنے فقیروں کے کروفرِ نیاز

کرتا ہی جسنے فرق امیر و فقیر میں — سرمہ ہی اُسکی آنکھ کا خاکسترِ نیاز

مسکین بوتراب کے معنی سے ہی عیاں — مولا علی کا نام ہوا سرورِ نیاز

ہی کس کے غم کا مجری باقی اثر ہنوز — رہتی ہی روز و شب جو مری آنکھ تر ہنوز

کب دیکھیں روضہ شاہ کا بے نصیب ہم — وہاں تک نہیں ہوا ہی ہمارا گذر ہنوز

کیونکر خبر ہو گنجِ شہیداں کے راز کی — خاکِ شفا ہوئی نہیں کحل البصر ہنوز

اکبر کی تشنگی کا ہی اُسکو سدا خیال — پیتا عقیق یارو ہی خونِ جگر ہنوز

اکبر علی کی کو شہادت کا تھا خیال — ای مومنو حسین تھا یہ ثمر ہنوز

اُس گلبدن سے جلوہ نما صورتِ رسول — روتے ہیں یاد کر کے جسے جن و بشر ہنوز

مسکین پر سوزِ غم امام ہی اثر

مجمر میں مہر ہے جو اسکا شرر ہنوز

فصل السین المہملہ

تشنہ لب ساقیِ کوثر ہے حلِ زار افسوس
پانی بھی غرقِ ندامت ہوا بسیار افسوس

جتنے بندے تھے پرستارِ خدا مارے گئے
ایک کا بدجو رہا باقی ہے بیمار افسوس

جسکی سرکار کے چاکر ہیں سبھی جن و ملک
ناقص انساں کو نہیں اس سے سروکار افسوس

ذرِ دریا اہانت سے ہوئے رو گرداں
جن کے دل پر ہے پڑا پردۂ پندار افسوس

وہ جو ہے راحتِ جاں نورِ نظر زہرا کا
اسکے رہتے ہیں سدا درپئے آزار افسوس

تیروں کی نی سے بدن پر تھا نیستاں پیدا
شیرِ حق کے لئے یہہ بات تھی درکار افسوس

حشر کے روز جسے روزِ جزا کہتے ہیں
آتشِ قہر سے ہو گرمیِ بازار افسوس

شافعِ روزِ جزا سرورِ عالم احمد
اپنے فرزند کے قاتل سے ہیں بیزار افسوس

دیکھہ اس تن کو ہوئی جسکی قبا خون سے لال
روتے ہیں غم سے بہت حیدرِ کرار افسوس

وہ جواب خاک پہ غلطاں ہے جوں دُرِ یتیم
جن و انسان کا تھا سرور و سالار افسوس

گل کی ڈالی میں بھی رہتے ہیں جوں طور سے خار
راستہ اسکی شہادت کا تھا پُر خار افسوس

آس پاس اسکے عزیزوں کی تھی دو اہرام
دل پُر خار تھا خارِ سرِ دیوار افسوس

قول سے جعفرِ صادق کے ذبیح اللہ ہیں
فدیۂ ابنِ خلیل اشرفِ ابرار افسوس

ہی دلیل اسکی کہ آیت میں جو ہی ذبح عظیم
ذبح کے وقت بھی پانی نہ دیا سرور کو

یہہ صفت کیش کی ہو کیونکر جو ہو پُر آز و ہوس
ہائے قصاب سے بدتر تھا ستمگار افسوس

سرنگوں غم سے ہو خامہ کیسے ہی مسکیں
کب لکھا جاوے مصیبت کا یہہ طومار افسوس

سلامی دردِ سرور کیوں نہیں بس
یہہ اک دارو ہی بہتر کیوں نہیں بس

بہت دیکھے ہو دنیا میں جواہر
پر اس آنسو کا گوہر کیوں نہیں بس

شمیم زلفِ سرور کا ہوں جویا
یہہ رشک مشکِ اذفر کیوں نہیں بس

اُجالا قبر کا ہو جسکو درکار
اُسے اک ماہِ انور کیوں نہیں بس

میں ہوں شبیرِ خدا کا دل سے طالب
زمیں کا مجھکو بستر کیوں نہیں بس

قیامت میں تصدق سے علی کے
مجھے اِک جامِ کوثر کیوں نہیں بس

ہوا میں غم میں شہ کے خاک بر سر
مرے سر پر یہہ افسر کیوں نہیں بس

اگر دوزخ کا ڈر ہی اپنے دل میں
تو آبِ دیدۂ تر کیوں نہیں بس

وسیلہ میرے بخشائش کا مسکیں
غم شبیر و شبر کیوں نہیں بس

فصل الشین المعجمہ

ہو منوّر آئینہ ہیں جسکے فضائل درپیش
وحشتِ غربت میں اسے محنت تھی درپیش

ہے کیا بولوں کہ جسکے لئے قرآں تھی دلیل
قتل کے واسطے لاتے ہیں دلائل درپیش

شہ نے رد رد کے کہا میں یقیں ابنِ رسول
اور دعوت کے میں رکھتا ہوں رسائل درپیش

جو ہے لاریب میں کچھ ریب تمھارے دل میں
دیکھو زہرا کے ہے مصحف کا حمائل درپیش

سلسلہ زلفِ سخن کا نہیں کیوں بے سر و پا
کیسی بیمار کے آتے ہیں سلاسل درپیش

جب اسیری میں ہوا شام کا راہی عابد
تھے نمایاں اُسے دوزخ کے منازل درپیش

جانشیں ہے شہِ مظلوم کا سجادِ حسین
کافرِ شام کے ہوتے ہیں مسائل درپیش

قلم انداز کی مسکین ہے بے شک یہہ مقام
شہ کی غربت کے نمایاں ہیں محامل درپیش

شہ کے غم کا ہے سلامی یہہ سمندر پرجوش
یاد سے اسکے ہے جنت میں بھی کوثر پرجوش

دل بیتاب میرا چشمۂ سیماب ہوا
اسکو کرتا ہے خیالِ رخِ سرور پرجوش

کرتے ہیں ابنِ علی مسجدِ نبوی کو وداع
کیوں نہ محراب ہو پر ماتم و منبر پرجوش

اشک کا تار میرا یار و رگِ ابر ہوا
مجلسِ شہ کی ہے دیوار حزیں پرجوش

تارِ گیسو سے ٹپکتے ہیں لہو کے قطرے
اس بیابان میں ہے نکہتِ عنبر پرجوش

شمعِ مجلس جو حیراں کی ہے اس بزم میں آج
روتی ہے سوزِ غمِ شاہ سے یکسر پرجوش

ہے سخن میں مرے مسکینؔ یہاں بحرِ الم
صدفِ دل میں مرے کیوں نہوں گوہرِ خونبار

ہے جسکو یہاں دیدۂ خونبار کی خواہش — درکار رہے تب سیدِ ابرار کی خواہش

حیرت مجھے اک بات کی اب بندِ زبان ہے — مجھکو نہیں اسواسطے گفتار کی خواہش

سرِ ابنِ علی حب دے مشکل ہوئی آسان — ہے بخشش مولیٰ کو گنہگار کی خواہش

ہو تارکِ دنیا وہ ہوئے طالبِ عقبیٰ — ابرار کہاں رکھتے ہیں مُردار کی خواہش

باسوزِ الم ساتھ ہے سرورِ علم کے — ہے پھول کو اک مطلعِ انوار کی خواہش

کیوں نام پہ اُس شاہ کے قربان نہوں ہم — جبریل کو ہے دولتِ دیدار کی خواہش

دنیا کے امیروں کو ہے دربار سے دربار — اب دل میں ہے دربارِ گہربار کی خواہش

غفلت میں کٹی عمر تو اب آنکھ کھلی ہے — اس واسطے ہے دولتِ بیدار کی خواہش

ہو خواب سے بیدار کرے ذکرِ الٰہی — دائم تھی یہی عابدِ بیمار کی خواہش

اس نرگسِ بیمار سے پوچھو تو کہے ہے — بیمار کو کم رہتی ہے بیمار کی خواہش

سجاد کے سینے سے لگاتا ہوں میں سر کو — ہے دل میں مرے مخزنِ اسرار کی خواہش

میں پیر کی صورت کا بھی رکھتا ہوں تصوّر — ازبس ہے مجھے مشرقِ انوار کی خواہش

یہہ شوق ہے اب خاک ملوں اپنے بدن کو — زنہار نہیں جبہ و دستار کی خواہش

کیوں خاک نہو اوڑھنا اور اپنا بچھونا
ہیں خاک سے پیدا ہوا اور خاک میں جاؤں

اس فرش میں ہے حیدر کرار کی خواہش
ہے دل میں مرے اک مہ رخسار کی خواہش

مسکین میں اس دشت میں کیوں خاک نہ چھانوں
نت مجھکو ہے اک گوہر شہوار کی خواہش

روضۂ شاہ میں ہے بلبل نالاں مدہوش
دیکھ انسان خبر لے کہ ہے حیواں مدہوش

ذوالجناح اپنی فراست سے ہوا بیخود خواب
کیا عجب ہو جو اس درد سے انساں مدہوش

ہیں ملک خستہ جگر سن علی اکبر کی خبر
قصر جنت میں نظر آتے ہیں غلماں مدہوش

ایک شیطان کا فتنہ کیا اصغر کو ہلاک
کیوں نہ اس درد سے ہو جاویں پری خواں مدہوش

تخت شہزادہ کا اترتا تھا ہوا میں بجدا
اسکے ماتم سے عجب ہو کیا سلیماں مدہوش

گھر میں اپنے یہ بلاتے ہیں مہماں کا خون
میزباں ایسا جو ہو کیوں نہو مہماں مدہوش

شاہ اسلام کی تشریف کئی اہل کتاب
حیف ہے غم سے نہو دیں جو مسلماں مدہوش

کر دیا بے خبر اپنے سے مجھے جلوۂ یار
چشم بسمل سا ہوا دیدۂ حیراں مدہوش

اب گلاب اس عرق پاک کا چھڑکو مجھ پر
مجھے فرحت سے کیا سیب زنخداں مدہوش

دل پہ کیوں اپنے نہو شعلۂ اور اک سے داغ
روضۂ شاہ میں ہے سرو چراغاں مدہوش

قید زنداں میں ہے یوسف ثانی اپنا
کیوں نہ اس غم سے ہو ارواح عزیزاں مدہوش

کس کی ہی تشنہ لبی میں اثرِ بحرِ الم | جامِ سرشار سے ہی مجلسِ حیران مدہوش

سرِ پرنور کو نیزے پہ جھا دل کہاں | شاہ کے درد کی تاثیر ہی اس میں مسکین | ہی عشق کی ہی اک سرو اداں مدہوش

کیوں نہوں بات مری سنکے سخنداں مدہوش

فصل الصّاد المہملة

ہی نامِ خدا عام اس احسان کی تخصیص | الفت میں نہیں شہ کی مسلمان کی تخصیص

لختِ جگر و اشک ہیں بحرِ غمِ شہ میں | اس بحر سے ہی لولو و مرجان کی تخصیص

میں ہیجِ تنِ پاک کا ہوں بندۂ مخصوص | ہی میری طبیعت سے ان ارکان کی تخصیص

وہ نعمتِ اسلام سے محروم رہیگا | جس گھر میں رہا کرتی ہی مہمان کی تخصیص

ثابت ہی کہ حیوان بھی ہیں درد سے رنجور | غم سے میر شہ کے نہیں انسان کی تخصیص

بیشک ہی وہی سبزۂ رخسارِ امامت | قرآن سے ہوتی ہی جو ریحان کی تخصیص

اس مرکزِ اسلام سے ہی دائرہ خارج | جب حبِّ علی سے نہو ایمان کی تخصیص

ہاں جعفرِ طیّار بھی اڑتے ہیں ہوا میں | زنہار نہیں تختِ سلیمان کی تخصیص

سودائے خط و زلف ہو دل کا سویدا | اس باغ میں ہی سنبل و ریحان کی تخصیص

ویا دیں ہیں فرزندِ علی راہِ خدا میں | سر دینے کو حاضر ہیں نہیں جان کی تخصیص

یہہ کام ہی مسکین رضامندیِ حق کا

روضے سے تیرے کیوں نہو رضوان کی تخصیص

سوزاں ہے آگ آتشِ ہجراں علی الخصوص — نالہ ہے برق آہِ یتیماں علی الخصوص

ہیں تشنہ لب تمام شہیدانِ کربلا — پژمردہ مُصطفیٰ کا ہے ریحاں علی الخصوص

عالم تمام سیدِ شُہدا کے درد سے — پُرخوں جگر ہے مُلکِ بدخشاں علی الخصوص

مسند امام کی ہے جو تاراج دشت میں — اوندھا ہوا ہے تختِ سُلیماں علی الخصوص

اکبر کی یاد سے ہے دلِ زار بیقرار — باغِ نبی کا سروِ خراماں علی الخصوص

تھے دام و دانہ اسکے خط و خال سے عیاں — صیادِ دل تھی زلفِ پریشاں علی الخصوص

دنداں تھے اسکے سلکِ گہر اور لب تھے لعل — رشکِ چمن تھا چہرۂ خنداں علی الخصوص

کیوں کر ہو مجھ سے اسکی فصاحت کا تذکرہ — سحباں ہے جسکے نطق سے حیراں علی الخصوص

اہلِ مدینہ اسکی تلاوت کے شائقین — تجوید سے وہ پڑھتا تھا قرآں علی الخصوص

صورت سے اسکے جلوہ نما چہرۂ رسول — سینہ تھا اُس کا مخزنِ عرفاں علی الخصوص

نازک بدن پہ اُسکے تھا جوشن بہت گراں — اور تشنگی سے حال پریشاں علی الخصوص

دیکھ اسکے اضطراب کو دشت و درِ کربلا — اہلِ جناں حزین تھے غلماں علی الخصوص

جب گر پڑا زمین پہ وہ ذوالجناح سے — پیغمبرِ خدا ہوئے گریاں علی الخصوص

کوثر کا جام اسکو دئیے سرورِ زماں — پُشت و پناہِ خلق و یتیماں علی الخصوص

ہی مجلس عزا میں نمودار شور حشر
طوفاں بپا ہی دیدہ گریاں علی الخصوص

اہل عزا کا دل ہی مصیبت سے چاک چاک
اور تار تار جیب و گریباں علی الخصوص

رو وینگے اس بیان سے ہیں جتنے مومناں
ہو وینگے بے قرار سخنداں علی الخصوص

مسکیں بہت سے روتے ہیں درد حسین میں
ہی دلربا یہہ روضۂ رضواں علی الخصوص

فصل الضاد المعجمة

تشنہ کامی کا ہوا شربت دیدار عوض
فقر و فاقے کا ملا دولت بیدار عوض

خوں چکاں جسم مبارک جو گل آلودہ ہوا
اسکے بدلے میں ہی رضواں کا گلزار عوض

پاؤں میں شاہ کے اس دشت میں جو خار چبھا
اسکے پاداش میں ہی اک گل بے خار عوض

روح و ریحان و وصال اور نعیم جنت
ایک سجدے کے لئے ہیں یہاں چار عوض

جام کوثر کا جو وعدہ ہی مسلمانوں سے
تیر باراں گئے اسکا ستمگار عوض

تشنہ کی تائید کا قسمت میں تھا فوز عظیم
اس نے امت کا دیا اب دیۂ خونبار عوض

شور محشر ہی مرے سر میں ہوا ہوں مجنوں
دشت محشر کا ہوا دامن کہسار عوض

ساتھ لیجاوں میں اس باغ سے نقد ایماں
شہ کے ذاکر کو یہاں ہی ہی درکار عوض

دل میں مسکیں ہی مرے روضۂ رضواں کی جزا

کیوں نہ دیں اسکا بھلا سید ابرار عوض

ہیں جسکے ورد حسن دو ملک بہرہ یاب فیض
زیبا ہی اسکے شان میں کہئے جناب فیض

ای اہل شام سمجھو کچھ اسکے کمال کو
آیا ہی اسکی زمین میں یہ اک آفتاب فیض

اعجاز ہے امام کے سر کے یہ دنگ ہوں
بتلا رہا ہی خلق کو راہ صواب فیض

بیہوش ہو وہ جو کوئی عشق امام سے
چھڑکینگے اسکے چہرہ پہ لا کر گلاب فیض

سبط نبی کا سر جو بدن سے جدا ہوا
دریائے فیض میں نظر آیا حباب فیض

عابد کے ہاتھ پاؤں سے زنجیر کھل گئی
فضل خدا سے ہو دیگا اب فتح باب فیض

ایسے کے آستاں سے جو ابن حسین ہو
کیوں کر نہ ہو ویں خلق خدا کامیاب فیض

مسکیں دعائے خیر سے تجھکو کرینگے یاد
یہ مدح نامہ شاہ کا ہی اک کتاب فیض

فصل الطاء المہملہ

اہل جفا کا دعوی مہر و وفا غلط
کوفے میں سب غبار ہے صدق و صفا غلط

واقع کا تھا خلاف جو مکتوب میں لکھا
البتہ چاہئے کہ ہوا یہ لکھا غلط

نقطہ تھا انتخاب کا آئینہ دار رشک
اسواسطے تھا مطلع مہر و ولا غلط

حقیقت امام کا انکار جو کئے
ای اہل شام ہو گئے روز جزا غلط

میں خاکِ پاے ظلِ الٰہی پہ ہوں نثار — اکسیر بھی دروغ ہے ظلِ ہما غلط

یہہ کیمیاے دولتِ عقبیٰ ہے دوستو — خاکِ شفا نہیں ہے غلط کیمیا غلط

جو خاکِ سُرخ گنجِ شہیداں کی خاک تھی — کبریتِ احمر اسکے مقابل بجا غلط

منبر پہ چڑھکے کہتا تھا کوفے میں ابن زیاد — ایسا سخن جو ہرزہ ہے سرتاپا غلط

بولا شقی یزید ہے اب حاکمِ زماں — بیعت امامِ دین کی ہے ناروا غلط

مولا کے جو مرید ہیں مسکین یوں کہیں
کردیویں اسکی بات رسولِ خدا غلط

دل جب سے ہے اس گوشۂ دستار سے مربوط — رہتا ہے سدا گلشن و گلزار سے مربوط

ہے پاؤں مرا بارکشِ دامنِ صحرا — کیوں کر نہو پیوستہ سرِ خار سے مربوط

محروم ہیں درگاہ سے ہم یار و سیہ بخت — رہتے ہیں سدا سایۂ دیوار سے مربوط

دل داغِ جدائی سے ہوا ہے گلِ لالہ — کیوں کر نہو اس نرگسِ بیمار سے مربوط

سررشتۂ کار اس کا سدا بے سروپا ہے — جب تک نہ سپاہی رہے سردار سے مربوط

اکسیر سمجھتی ہے غبار اسکے قدم کا — زنجیر بھی ہے عابدِ بیمار سے مربوط

شامت سے گناہوں کے نکل جاؤگے ساعی — ہو جاؤ جو اس مطلعِ انوار سے مربوط

کیوں کر تجھے آویگی نظر صورتِ دلدار — ہے آنکھ تری پردۂ پندار سے مربوط

مسکیں کے دل کو ہی اسی بات کی تسکین
بخشش مولا ہی گنہگار سے مربوط

فصل الظاء المعجمة

کیوں نہ فردوس میں ہو روحِ پیمبر محفوظ
آبِ کوثر سے ہوئے ساقیِ کوثر محفوظ

ہیں نادان نہیں کچھ اُنھیں فردا کی خبر
نظر آتے ہیں بہت آج ستمگر محفوظ

شامیاں جلتے ہیں اور پیتے ہیں وہاں ماءِ حمیم
آج فردوس میں ہیں اکبر و اصغر محفوظ

آشنا بحرِ شہادت کے ہیں گلرنگ لباس
کیوں نہ ہو زخم سے اب شیرِ غضنفر محفوظ

رنج دو دن کا ہوا عشرتِ ابدی کا سبب
باغِ رضواں میں ہیں سبطِ پیمبر محفوظ

آلِ اطہار کی مداحی سے ممتاز ہوا
کیوں نہ ہونگے مرے خویش و برادر محفوظ

فکر محشر کی مرے دل میں نہیں کچھ مسکیں
ساتھ لے اپنے مریدوں کو ہیں سرور محفوظ

فصل العین المهملة

ہووے گی سر کو مرے نکہتِ ریحاں نافع
دل کے خفقان کو وہ سیبِ زنخداں نافع

اپنی گردش سے فلک نے مجھے مفلوک کیا
کیوں نہ ہو اب نظرِ گنجِ شہیداں نافع

غم و ماتم سے ہوئے خونِ دل اور اشک بہم
مغفرت کے لئے یہ ہو گیا ساماں نافع

وصلِ معشوق ہی عاشق کے لئے یار و علاج
عشق کے درد کو کب ہووےگا درماں نافع

پنج ارکان سے جب پنجتنِ پاک ہوں کم
ایسا ایمان ہو کب ہمکو عزیزاں نافع

دل میں خورشیدِ قیامت کا بہت ہی ڈر ہی مگر
ہوویگا میرے لئے دامنِ سلطاں نافع

دلِ وحشت زدہ ہی تجھکو اگر شوقِ چمن
ہی ترے واسطے مسکیں کا دیواں نافع

سجدہ ہی مرے شاہ کا برہانِ تواضع
اس خاک میں ہی جلوۂ بستانِ تواضع

نسبت نہیں اس باغ سے کچھ باغِ ارم کو
سر ابنِ علی کا گلِ بستانِ تواضع

کیوں کر نہ بصیرت کو ہو درکار بصارت
ہیں دیدۂ و دل مخزنِ سامانِ تواضع

اس خاک میں پنہاں ہی مگر چرخِ سعادت
پہنچا ہی فلک تک سرِ ایوانِ تواضع

اللہ سے یہاں ہوتی ہی رفعت کی ترقی
کیوان سے عالی ہی کہیں شانِ تواضع

سنجیدگیِ وزن ہی موقوف بہ اسلام
ہی پنجۂ تسلیم میں میزانِ تواضع

میں اسکے کنارے پہ رہوں خاک سا مسکیں
آوے جو مرے ہاتھ میں دامانِ تواضع

فصل الغین المعجمۃ

لسِ دلی کے مرقدِ اقدس پہ ہی روشن چراغ
بلبلِ دل کو نظر آتا ہی جوں گلشن چراغ

صاحبِ تجرید کو پوشش سے یارو کام کیا
نام کی خاطر رکھا کرتا ہے پیراہن چراغ

شمع کہتی ہے زبانِ آتشیں سے خلق کو
کلبۂ تاریک میں اپنے کرو روشن چراغ

شمع قندیلِ فلک سے ہے سروکار اسکتیں
بینوا کے باغ میں خرمن کا ہے دشمن چراغ

کان گوہر ہے رہِ گیسوئے شبرنگ کا
مار کے حق میں رہا کرتا ہے شب کو من چراغ

نقشبندوں کے درِ دولت کا ہے دریوزہ گر
نور سے اپنے بچھاتا ہے جو یوں دامن چراغ

طاقِ ابرو کا کسی محبوب کے مشتاق ہے
اس لئے محراب کو اپنا کیا مسکن چراغ

اسکے سر میں ہے ہوا عالمِ بالا مُدام
معرفت کا ہو گیا اسواسطے مخزن چراغ

کئی ہزاروں دل اسی کے نور سے روشن ہوے
کیوں نہو اس آستاں میں فیض کا معدن چراغ

کیوں نہو برباد یکسر خرمنِ صبر و شکیب
مجھکو آتا ہے نظر مسکیں سرِ بےتن چراغ

پر درد مرا دل ہوا گلزار سے فارغ
ہوتا نہیں شہ کے گلِ رخسار سے فارغ

اس نرگسِ بیمار کو ہے دل سے میرے کام
بیمار بھلا کب رہے بیمار سے فارغ

ہے محوِ نبی اور علی یہہ دلِ غمگیں
نہ یار سے فارغ نہ مددگار سے فارغ

مثلِ گلِ صد برگ وہ صد پارہ نہوتا
ہوتا جو دل اس گوشۂ دستار سے فارغ

سر رشتۂ الفت میں برا زور ہے یارو
یہاں آج برہمن بھی ہے زنار سے فارغ

ہندو و مسلماں مرشاہ کے ہیں رام
تھاکر کے ہیں پرشاد میں تکرار سے فارغ

اس میں نظر آتا ہے اثر آتشِ غم کا
جب ہوئے غم کرتے ہیں تو ہیں عار سے فارغ

تفویض میں مولا کی کیا جب سے دل اپنا
محنت سے سبکدوش ہوا بار سے فارغ

عزلت میں قدم اپنا جو داماں میں کھینچا
گفتار سے بے فکر ہے رفتار سے فارغ

ہے ذوق تجھے راز خفی اور جلی کا
کب ہو کر رہوں اس مخزنِ اسرار سے فارغ

شہ رگ سے بھی نزدیک ہے محبوب خبر رکھ
ویران ہے وہ دل جو ہو دلدار سے فارغ

مسکیں بیش یک شمعِ شبستان کو دیکھا
خورشید ہے اس مطلعِ انوار سے فارغ

فصل الفاء

بوسہ گاہ مصطفیٰ پر ہے لبِ شمشیر حیف
آب خنجر پی رہے ہیں تشنہ لب شبیر حیف

بات سرور کی جو کہتے تھے کہ ہوں سبطِ رسول
نا مسلمانوں کے دل میں کچھ نہ کی تاثیر حیف

طوق گردن پر گراں اور بار غم سے دل ضعیف
عابدِ بیمار کے ہے پاؤں میں زنجیر حیف

انبیا و اولیا عاجز ہیں سب پیشِ قضا
کس سے ہو سکتی ہے یہاں تقدیر کی تدبیر حیف

نفس و شیطاں آدمی کے رہزنِ ایمان ہیں
مرشدِ عالم کو مارا ظلم سے بے پیر حیف

شہپر بال ہما تھا دم وہاں شمشیر کا
ملکِ عقبیٰ کی ہوئی اس طور سے تسخیر حیف

ایسی مٹی سے ہے جس میں خونِ فرزندِ بتول
روضۂ فردوس کی کرتے ہیں ہاں تعمیر حیف

ظالمان بے دین قید اور مظلوم عابد قید میں
الٹی ہوتی ہے زمانے میں یہاں تقدیر حیف

روبرو شبیر کے ہے پاس جسکے ذوالفقار
بزدلاں رکھتے ہیں اپنے ہاتھ میں شمشیر حیف

راکبِ دوشِ نبی بسملین تھا طفلی میں جو
ایسے سرور کی نہیں انسے ہوئی توقیر حیف

مقتدی افسوس تھے جسکے نمازی صف بصف
سامنے اسکے کھڑے ہیں رن کے غازی صف بصف

نا مسلمانوں ڈرو واللہ ہے خیر الماکرین
شیرِ حق سے مت کرو روباہ بازی صف بصف

ہو گئے غرقِ ندامت مصطفیٰ کی یاد سے
دیکھ اکبر کو دلیرانِ حجازی صف بصف

آئے جو ہیں مختار دو دو تن عاشقِ مولا ہیں سب
آ دینگے مقتل میں بآئینِ تازی صف بصف

آفریں ہمت پہ انکے ہیں خاصانِ خدا
روضۂ رضواں میں وہیں باسرفرازی صف بصف

عشقِ مولا کی ہے آتش انکے دل میں شعلہ زن
جاں نثاری سے ہیں صرف جانگدازی صف بصف

قاتلانِ سبطِ احمد کافراں قطعی ہوے
دشمنِ مرشد مریدانِ مجازی صف بصف

عشقِ دنیا جو نہ ہوتا دل میں اہلِ شام کے
کرتے وے ابنِ علی کی چارہ سازی صف بصف

مصحفِ رخسارِ سرور ہو گیا اس کا امام
تار میں گیسو کے پاتے ہیں درازی صف بصف

یاد رکھ بسملین اس دن کو کہ تیری نعش پر

سایہ اندازی کریں مومن نمازی صف بصف

فصل القاف

جو مجرائی ہیں گردش احوال کے عاشق
ہرگز نہیں رہتے ہیں زر و مال کے عاشق

دنیا میں بہت رنگ ہیں محبوب خلائق
ہم اہل محبت ہیں سدا آل کے عاشق

اس زلف گرہگیر سے باندھا ہوں میں دل کو
ہیں سالگرہ والے مہ و سال کے عاشق

ہے عشق کا سامان مرے ساتھ ازل سے
ہمسر رہیں کب آگے مرے حال کے عاشق

اک سرو روان زیر فلک اپنا ہے دلجو
ہیں کبک دری اسکے سدا چال کے عاشق

تھے دشت میں غربت کے وہ محبوب دو عالم
بستان شہادت گل اقبال کے عاشق

شاہوں سے زمانے کے نہیں کام ہے ہمکو
ہم سید شہدا کے ہیں احوال کے عاشق

ریحان محمد کا ہے سودا مجھے مسکین
ہیں لوگ جو خوبوں خط و خال کے عاشق

عابد بیمار کے دل پر ہوا آرا فراق
کس نے دیکھا ہے جہاں میں جانگداز ایسا فراق

وحشتیں دل کی بن آہو بن میں آتے ہیں نظر
یا الٰہی کس نگہ کے غم میں ہے صحرا فراق

نوح کے طوفان کی اس میں عجب تاثیر ہے
دشت غم کو اشک سے میرے کیا دریا فراق

اس کے سوزش میں نمایاں آگ ہے اک درد کی
آتش دوزخ کی خود منزل ہوا گویا فراق

اگ کا بستر ہی مجھکو خار ہے یہ پھول ہیں
الاماں وردِ زباں ہی جب سے میں دیکھا فراق

دوستی مخلوق کی ہی منشأ درد و الم
وصل ہی امروز اگر لاریب فردا فراق

کاروانِ اشک روز و شب ہی آنکھوں سے رواں
آتشِ غم کو کیا ہی منزل و ماوا فراق

دم بدم اسکے چلن میں اژدہا کی چال ہی
یوں ستاتا ہی دلِ مسکین کو مولا فراق

میں جب سے ہوں فردوس کے گلزار کا شائق
رہتا ہوں سدا دولتِ دیدار کا شائق

ہی وصل کی اک پھول میں سو گلشنِ امید
کیا کام رکھے باغ سے دلدار کا شائق

احمد کے لئے ارض و سما حق نے بنایا
مولا ہی میرا دیکھو پرستار کا شائق

عاصی کو کہو یاس کی صورت کو نہ دیکھے
ہاں عفوِ الٰہی ہی گنہگار کا شائق

یہہ کس کے لبِ بام سے یوں کام ہی مجھکو
درگاہ کا مشتاق ہوں دیوار کا شائق

کیا کام اُسے غیر سے گو شمس و قمر ہوں
بیزار ہی اُس مطلعِ انوار کا شائق

سینہ ہوا صندوق میرا دُرِ نجف کا
مولا نہ ہو کیوں مخزنِ اسرار کا شائق

ٹوٹیگی رگِ جان جو یک تار بھی ٹوٹے
رہتا ہوں میں اس زلف کے ہر تار کا شائق

دل اپنا ہوا ہی گلِ گلزارِ صداقت
شاید ہی کسی گوشۂ دستار کا شائق

سر رشتۂ الفت نے کیا مجھکو مسلماں
میں آگے رہا کرتا تھا زنار کا شائق

خدمت میں جو عظمت ہے مثلِ مشک ہے مشہور
طالبِ گل مقصود کا ہے خار کا شائق

بیماری کے بستر کا میں قیدی ہوا مسکیں
دل جب سے ہے اس نرگسِ بیمار کا شائق

فصل الکاف

سیدِ اصفیا اسلام علیک
سرورِ اولیا اسلام علیک

میں سلامی ہوں تیری درگہ کا
خلفِ مصطفیٰ اسلام علیک

میری مشکل ہو آپ سے آساں
ابنِ شیرِ خدا اسلام علیک

تیرے فضل و کرم کے ہیں محتاج
سارے شاہ و گدا اسلام علیک

دولتِ دیں مجھے عطا کیجے
کانِ لطف و عطا اسلام علیک

دردِ مزمن میں ہوں پریشاں حال
مجھکو دیجے شفا اسلام علیک

ہے مجھے آرزو حضوری کی
چاہتا ہوں لقا اسلام علیک

ہو شریعت کے آپ رکنِ رکیں
شمعِ راہِ ہدا اسلام علیک

ایسے تقوی کا کون ہے مظہر
سرورِ اتقیا اسلام علیک

فرش سے عرش تک ہے نام انکا
عابدِ بے ریا اسلام علیک

شہ کا مسکیں فقیر ہوتا ہے

کیجے شربت عطا سلام علیک

مقتلِ شہ میں بنا ہی دیدۂ حیران فلک | کیوں نہ ہو دیکھ نہر ہے یہ گردان فلک

قطعہ

ہی شفقِ خونِ جگر اور ماتمی اسکا لباس | دیکھئے اہلِ عزا کیسا ہے سامانِ فلک

گنبدِ سبط نبی اک قصرِ عالی شان ہے | فی الحقیقت جس پہ ہے قربان ایوانِ فلک

ہی زمیں کا اک ستارہ مطلعِ انوارِ حق | دیکھئے قدرِ زمیں اور دیکھئے شانِ فلک

ہی خدا کے فیض سے آنکی نظر قطبِ مدار | ہیں یداللہ پنجتن اور انکے ارکانِ فلک

رات کو مجلس ہی غم کی روشنی کا ٹھاٹھ ہی | ہیں نجومِ آسماں دیکھو چراغانِ فلک

کیوں نہ ہو سارے ملائک واقعۂ حسن بیقرار | موسیٰ و عیسیٰ بنے ہیں روضہ خوانانِ فلک

نشترِ غم ہاتھ میں اب حضرتِ عیسیٰ کے ہی | کیوں نہو زخمی مجو سینہ و جانِ فلک

عابدِ بیمار کے غم سے ملک بیمار ہیں | ہو گیا بیمار خانہ دیکھو ایوانِ فلک

گریۂ ابرِ بہاری ہی غمِ شبیر میں | رعد و برق آئینہ دارِ شور و افغانِ فلک

کیوں نہوں مسکین قائل اس سخن کے اہلِ حق
چشمۂ خورشید ہی اک چشمِ گریانِ فلک

ای دل تجھے وردِ شہ ابرار مبارک | یہہ خونِ جگر چشم گہربار مبارک

بازارِ خدا کے ہیں خریدارِ محمد
بازار مبارک ہی خریدار مبارک

ای اہلِ عزا ساقیِ کوثر کے کرم سے
محشر میں تمھیں ساغرِ سرشار مبارک

جس راہ میں ملتا ہی طلبگار کو مولا
ہوتا ہی مغیلوں کا بھی واں خار مبارک

نیرہ سرِ انور کا ہوا پایۂ معراج
احمد کی ہوی شاہ کو دستار مبارک

مجلس میں پڑھیگا جو ثنا شاہ کی جاکر
رفتار مبارک اُسے گفتار مبارک

ہووے تمھیں کونین میں ای اہلِ ارادت
سجاد کی عابدِ بیمار مبارک

مسکین جہاں وصل کی صورت ہی نمایاں
ہیں نیک علامات بھی آثار مبارک

ہی اشکِ گرم میں جو مرے چشمِ تر کی آگ
واقع میں ہی یہہ دوستو سوزِ جگر کی آگ

ظالم یتیم کے دلِ زخمی کو مت ستا
کرتی ہی شام روز کو آہِ سحر کی آگ

بدلے میں ایک خون کے لاکھوں ہوے تباہ
برقِ جہاں ہی یارو یہہ کس اثر کی آگ

اکبر علی شہید ہوے چشمِ زخم سے
پتھر کو پھوڑتی ہی یقیناً نظر کی آگ

آتش جو تیغ میں ہی جلاتی ہی عمر کو
خرمن کا برق ہوگئی یارو شرر کی آگ

بالش کو دیکھ کے کہتا ہی عندلیب
آرام کو جلاو مرے بال و پر کی آگ

یعنے پر بالش

یارب ہزار رشتۂ طولِ امل ہیں خاک
سلگی ہی روزِ حشر میں کس کے شجر کی آگ

ہی جلوہ گرد خانِ جولانہ کے داغ سے
دشتِ بلا میں سا گئی ہی کس ستم کی آگ

خاکِ شفا کی مل گئی اکسیر از قضا
بو تے میں میرے دل کے ہی اب سیم و زر کی آگ

خونِ امام اسکے بجھانے کو ہی ضرور
سُلگا رہے ہیں دشت میں دشمن خود شر کی آگ

سینے میں اسکے داغ ہی عشقِ امام سے
مسکین کیا بتاؤں میں جن و بشر کی آگ

فصل اللام

کیا ہی پیرہن اپنا قبا گل
گریباں چاک ہتا ہی سدا گل

جگر پُر خون ہوا ہی اسکا غم سے
علم پر شاہِ دیں کے ہی فدا گل

کھڑا ہی تعزیے کو شاہِ دیں کے
ہوا ہر شیمۂ صدق و صفا گل

اُسے سودا ہی بازارِ خدا کا
زرِ اپنا دے لیا حب و ولا گل

اگر خاکِ شفا سے بہہ اُگا ہی
ہوا ہی یوں جو صاحب کیمیا گل

خلائق ہین جہاں میں اسکے محتاج
دھرا ہی فرق پر تاجِ غنا گل توںگری

کیا خدمت بدل سبطِ نبی کی
تو سارے باغ کا سرور بنا گل

قدم پہ اسکے سر ہی بلبلوں کا
یہہ کس سُلطان کا چاکر ہوا گل

میرا دل باغ وجد کا ہی بلبل
خدا گل مصطفےٰ گل مرتضےٰ گل

ہوا مسکین مولا کا طلبگار
یداللہ سے ہوا اسکو عطا گل

ہوا بلبل سے گریان بیشتر گل | کیا ہی اشک سے دامان تر گل
ہی اسکو شوق بازار خدا کا | رکھا ہی ہاتھ مین اپنے جو زر گل
ہوا ہی خدمتی کس شاہ دین کا | بنا ہی خلق کا نور نظر گل
جگہہ اسکی ہی سر پر اس طرح سے | کرے ہی زندگی اپنی بسر گل
ہوا سرسبز اسکا باغ امید | یہہ کس کے فیض سے پایا ثمر گل
ہوا پرخون جگر تشنہ کے غم مین | سنا باد صبا سے جب خبر گل
کیا پرواز تا گنج شہیدان | مگر بلبل سے پایا بال و پر گل
جگہہ اسکو نہ دون کیون اپنے سر پر | بتاتا ہی مجھے سوز جگر گل
ہوا تخت روان اسکا بنی ہی | ہی کس سرور کا منظور نظر گل

ہی یہہ شبنم کی مسکین مہربانی
دکھاتا ہی جو دین لولو سے تر گل

غم سرور کے سوا غم جو ہوا اس دل سے نکال | خس و خاشاک جو کلفت کا ہی منزل سے نکال
اسکو دنیا کی ہوا و ذوق سے محروم کرے | دل مدہوش کو مست شاہ کی محفل سے نکال

صلح گل تیرے لئے چشمۂ دولت ہوگا
آب رحمت سے تیرے میں ہر اک دل سے نکال

پیروی عابدِ بیمار کی لازم ہے تجھے
دلِ بیتاب کو تشویشِ سلاسل سے نکال

شامیاں جہل سے سمجھے نہیں قدرِ سرور
اپنے تیں بہرِ خدا صحبتِ جاہل سے نکال

یا الٰہی مجھے ہے چاہِ زنخداں سے کام
مت مرے دل کو تو اس چشمۂ فاضل سے نکال

دل میں تیرے ہے جو اس نرگسِ جادو کا خیال
مرگ چھالے کو نہ زنہار تو منزل سے نکال
پوست آہو ۱۲

عرض مسکین کی بارانِ الٰہی سے یہ ہے
گلِ نرگس گلِ ریحان مرے گل سے نکال

درجِ احسان کے گوہر ہیں رسول اور بتول
برجِ ایمان کے اختر ہیں رسول اور بتول

فاطمہ کہتی ہے آمین مناجات کو سن
دافعِ محنتِ محشر ہیں رسول اور بتول

مشک کو شیرِ خدا کی دے پیاپی بھر دیں
یاورِ ساقیِ کوثر ہیں رسول اور بتول

دل ہوا فاطمہ کا مخزنِ سرِّ احمد
فضلِ رحمان میں ہمسر ہیں رسول اور بتول

باپ سید ہے ہوی سیدہ اسکی دختر
یعنے کونین کے سرور ہیں رسول اور بتول

کیوں نہ ہو معرفتِ حق کی ہدایت ان سے
مہرِ عرفان کے خاور ہیں رسول اور بتول

موجبِ آیتِ تطہیر یہی ہیں مسکین
طاہر و پاک و مطہر ہیں رسول اور بتول

شبِ عاشورے ہے صبحِ شہادت حاصل
ہے شبِ قدر سے جوں نورِ سعادت حاصل

تابعِ مرضیِ حق کیوں نہ ہے سرورِ دیں
سر کے دینے میں ہے بخشایشِ اُمت حاصل

آبِ خنجر پہ ہوا سبطِ پیمبر قانع
کیوں نہ ہو اسکو بھلا گنجِ قناعت حاصل

اہلِ دنیا کی محبت سے وہ کیا کام رکھے
مُلکِ عُقبیٰ کی ہوئی جسکو ریاست حاصل

مصطفیٰ خدمتِ حسنین کا رکھتے تھے خیال
حق کی طاعت سے جو ہوتی تھی فراغت حاصل

باوجودت ز من آواز نیامد کہ منم
کس ولی کی ہوئی ایسی ہے شہادت حاصل

دردِ سر کا ہے سبب مشغلہ اس دنیا کا
سر کے دینے سے ہُوا گنجِ سلامت حاصل

سر دیا شاہ نے دیں از سرِ نو زندہ ہُوا
واہ کیا خوب ہُوا اجرِ سخاوت حاصل

تنگ چشمی نہ کرو دوستو رونے میں یہاں
اشک کے قطرے سے ہو ویگی شفاعت حاصل

یوں رشتۂ دیں کے ہُوا نقشِ قدم سے ظاہر
خاک میں دشت کی ہے نقدِ کرامت حاصل

رشتۂ کونین کی سرکار کا وابستہ ہُوا
جب سے مسکیں کو ہے صدق ارادت حاصل

فصل المیم

دل میں ہمارے ہے غمِ ہجران یا امام
ہوتے ہیں آج آپ پہ قربان یا امام

[illegible]

حضرت نے اپنے بیٹے کو تم پر فدا کیا
قربان ہم بھی کیوں نہ کریں جان یا امام

میر و وزیر آپ کے محتاج ہیں سدا
دونوں جہاں کے آپ ہو سلطان یا امام

ایمان کیوں نہ لاویں تمھارے جمال پر
صورت تمھاری اپنا ہی قران یا امام

سر سے تمھارے شرعِ نبی کو قیام ہی
قائم ہیں تم سے دین کے ارکان یا امام

اُسکو نہیں ہی آگہی انجامِ کار سے
دل ہو گیا ہی اپنا پریشان یا امام

مُشکل کُشا کے آپ ہو فرزند جانشین
مُشکل ہماری کیجئے آسان یا امام

مسکین کو وصال سے تم بہرہ ور کرو
پھرتا ہی دشتِ ہجر میں حیران یا امام

ہی مظہرِ انوارِ خدا ماہِ محرم
دل سے میرے کیوں کر ہو جدا ماہِ محرم

اے سرورِ کونین تو محبوبِ نبی ہی
ابرو پہ تیرے ہووے فدا ماہِ محرم

عاشور میں ہم سُنتے ہیں اک شورِ قیامت
گویا ہی شبِ روزِ جزا ماہِ محرم [ہلال ۱۲]

آنسو کے عوض آنکھ سے بہتا ہی میرے خون
نشتر میرے دل کا ہوا کیا ماہِ محرم

ہم دولتِ دیدار سے ہوتے ہیں مُشرّف
لایا ہی مگر بالِ ہما ماہِ محرم [ہلال ۱۲]

ہی کونسے فیاض کی تاثیر یہ یا رب
سرچشمۂ احسان و عطا ماہِ محرم [ہلال ۱۲] [شہر ۱۲]

مسکین ان ایام میں مغموم رہا کر
ہی مصدرِ صد حُزن و بُکا ماہِ محرم [شہر ۱۲]

مُصحف کو شہ کے چہرے کے ازبر کئے ہیں ہم
صفحے کو دل کے عشق کا دفتر کئے ہیں ہم

بے درد زمانے سے کہدو کہ جان کو
جویائے دردِ سبطِ پیمبر کئے ہیں ہم

مجمر ہُوا ہے سینہ میرا غم کی آگ سے
دل کو جلا اِس آگ میں اخگر کئے ہیں ہم

چشمہ لہو کا بن گئی یہہ چشم خوں فشاں
دامن تمام خون سے اب تر کئے ہیں ہم

صنعت ہماری دیکھہ کے فصّاد دنگ ہے
نوکِ قلم کو اپنے بھی نشتر کئے ہیں ہم

جنبش ہمارے لب کی ہُوئی گوہرِ مُراد
کس کس کی پیروی سے سخن سر کئے ہیں ہم

لاریب بُرجِ فیض کا وہ آفتاب ہے
سبطِ نبی کو دین کا رہبر کئے ہیں ہم

محشر کی تشنگی کا کہاں اب خطر رہا
دل کو فدائے ساقیِ کوثر کئے ہیں ہم

پہنچینگے اِس وسیلے سے تا دامنِ حُسین
آنسو کو اپنے نذرِ پیمبر کئے ہیں ہم

یادِ علی کے فیض سے نادِ علی ہوئی
ہاں اِس دعا کو جوشنِ بکتر کئے ہیں ہم

مسکین اِس کتاب کا درجہ نگاہ کر
سلکِ گہر سے رشتۂ مسطر کئے ہیں ہم

گھات میں سبطِ نبی کے ہیں ستمگار بہم
یہاں دلِ زار سے ہے دیدۂ خونبار بہم

کیوں نہ تنہائی سے وحشت زدہ ہو شاہ کا دل
ہوئے پیوندِ زمیں جتنے تھے غمخوار بہم

خونِ دل پیتے ہیں اور خونِ جگر کھاتے ہیں
شہ کا غم کرتے ہیں دیکھو گُل و گلزار بہم

پہنچی اس درد کی تاثیر نباتات تلک
عشق کی آگ میں جلتے ہیں گل و خار بہم

کیوں نہو باغ میں اس سروِ رواں کے یارو
مژۂ چشم سے خارِ سرِ دیوار بہم

دائرہ خط کا بنا صفحۂ رخسار کے گرد
سطح سے ہوتا ہی دائم خطِ پرکار بہم

لبِ ہر زخم سے سُنتے تھے صدائے تکبیر
دمِ عیسیٰ تھا دمِ خنجر و تلوار بہم

عمر سب خضر کی اس بات کی غفلت میں کٹی
آبِ شمشیر سے ہی دولتِ بیدار بہم

زہد سے شاہ کے پیدا گلِ اقبال ہوا
ترکِ دنیا سے ہوئی گرمیِ بازار بہم

خط میں مضمونِ وفا دل میں تھا سامانِ جفا
حیف ہی جب رہے اقرار سے انکار بہم

دل میں ارمان ہی اور بند زباں حیرت ہی
رازِ سربستہ ہی گویا لبِ اظہار بہم

ہی وہ مسکین خداوندِ دو عالم بے شک
جسکے سرکار سے میرا ہی سروکار بہم

کس ولی کے آستاں سے ہو گئے مہجور ہم
خواب و خور سے رہتے ہیں دن رات جو بیدور ہم

شاہ کے غم میں جو دل ناشاد رہتا ہی مدام
فضلِ مولا سے رہینگے حشر میں مسرور ہم

وادیِ ایمن ہوا کس نور سے اپنا جگر
شعلۂ ادراک کو اپنے بنائے طور ہم

پردۂ دیدار میں ہی رحمت اُسکی جلوہ گر
ناظر اپنا ہی مربی کیوں نہوں منظور ہم

دید کا سودا امیر دل کا سویدا بن گیا
جب زمیں گیر ترین ہوتے ہیں تب منصور ہم

عشق کی غیرت سے رکھتے ہیں عزیزو رات دن
آنکھ کے پردے میں اپنے یار کو مستور ہم

غیب کے پردے میں ہی ای عارفو رد و قبول
دولت سرمدی اپنی ہووین جب مغفور ہم

شربت دیدار کا مسکین رہتا ہی خیال
غم سے اُسن جان جہاں کے جب ہین رنجور ہم

السلام ای عاشق دیدار مولا السلام
السلام ای ناظر عرش معلیٰ السلام

مصطفیٰ کے باغ دل کے تم یقیں ریحان ہو
السلام ای تازگی شاخ طوبیٰ السلام

اُنکا مولد مدینہ جس کا یثرب نام ہی
السلام ای سبزۂ رخسار بطحیٰ السلام

سروری ثابت تمہاری از حدیث مصطفیٰ
السلام ای والی فردوس اعلیٰ السلام

سرمۂ مازاغ تیری آنکھ میں حق نے دیا
السلام ای صاحب جاہ ادنیٰ السلام

ظالموں کے حال پر ہی تیری رحمت کی نظر
السلام ای صاحب حسن مدارا السلام

رحمۃ للعالمین کے تم ہی بے شک جانشیں
السلام ای پیر اخلاق مولا السلام

بندۂ مسکیں تری درگاہ کا ہی معتکف
السلام ای قبلۂ اہل تولا السلام

بادۂ عشق کے ہو جب کہ سدا جام سے کام
اُس کو کب ہو وے غم گردش ایام سے کام

جب سے ہی لعل لب اُن کا میری آنکھوں سے نہاں
رات دن ہی مجھے اُس شہ کے لب بام سے کام

عم البصر
... لغنی"

جب سے اس گیسوے شبرنگ کا سودا ہی مجھے
نہ سرو کار ہی یہاں صبح سے تا شام سے کام

عندلیبِ چمنِ عشق میری جان ہوی
بسکہ ہی دل کو مرے اس تنِ گلفام سے کام

جسکو اللہ نے فردوس کی شاہی بخشی
شاہ ہیو کب ہی اسے مملکتِ شام سے کام

اپنا صیاد وہی تسخیر میں دل کے استاد
نہ اسے دانے کی حاجت ہی نہیں دام سے کام

طعن و تشنیع خلائق کا نکر تو پروا
مردِ عاقل ہی تو رکھ اپنے سدا کام سے کام

شاہ پر اپنے کریگا وہ دل و جان فدا
جسکو رہتا ہی سدا دولتِ اسلام سے کام

کیوں نہ تدہین کرے گرم ہوا اس کا دماغ
نرگسِ مست کو ہی روغنِ بادام سے کام

دو جہاں اسکی عنایت سے ہیں مرہون مسکین
میرے مولا کو شب و روز ہی انعام سے کام

شہِ کون و مکان امامِ ہمام
سرورِ دو جہاں امامِ ہمام

کیوں نہو شہسوارِ دوشِ رسول
والیِ انس و جاں امامِ ہمام

گلشنِ رحمت اس سے ہی سرسبز
شافعِ عاصیاں امامِ ہمام

اس کا روضہ ہی کعبۂ مقصود
قبلۂ بندگاں امامِ ہمام

سیدی اسکو مصطفی سے ملی (سروری ۱۲)
میرِ باغِ جناں امامِ ہمام

اپنے نانا نبی کی امت پر
دل سے تھا مہرباں امامِ ہمام

سوے دار السلام ہی کربلا سے رواں امام ہمام

سر پُر نور سے کیا مسکین

کشف راز نہاں امام ہمام

فصل النون

نیر برج ولایت ہی امیر المومنین
گوہر بحر شجاعت ہی امیر المومنین

خانۂ حق میں ہوا مجروح تیغ ظلم سے
سرو بستان شہادت ہی امیر المومنین

قرص مہر و ماہ بھی حیراں ہیں اسکے فیض سے
مالک ملک سخاوت ہی امیر المومنین

آیت تطہیر کی تخصیص سے ممتاز ہی
زیب دامان طہارت ہی امیر المومنین

برق خرمن اشقیا کی ذوالفقار اسکی ہوی
صاحب اقبال و نصرت ہی امیر المومنین

کیوں نجف کی تختگی اس شاہ کو زیبا نہو
خسرو ملک ہدایت ہی امیر المومنین

خاتم الخلفا وہ ہی داماد ختم الانبیا
والی تخت خلافت ہی امیر المومنین

آفتاب اسکے لئے کرتا ہی مغرب سے رجوع
صاحب فیض و کرامت ہی امیر المومنین

کیوں نہو اسکی دیانت مشتہر آفاق میں
حامل بار امانت ہی امیر المومنین

کہتے ہیں مسکین اسکو مومناں حضرت امیر
لائق تاج امارت ہی امیر المومنین

رہ نمائے اہلِ ایماں شاہِ زین العابدین
شمعِ بزمِ علم و عرفاں شاہِ زین العابدین

قبلہ گاہ اُس کا تھا یارو اگر دوشِ رسول
وارثِ تختِ سلیماں شاہِ زین العابدین

کیوں نہو اُسکی عبادت مایۂ کشف و شہود
آفتابِ اوجِ احساں شاہِ زین العابدین

ہو گیا تھا پا بزنجیر اشقیا کے ظلم سے
شیرِ حق کا راحتِ جاں شاہِ زین العابدین

نام اُسکا ہی علیِ اوسط لقب سجاد ہی
حسن میں تھا ماہِ کنعاں شاہِ زین العابدین

منزلیں اُسکے طریقت میں ہیں مقصودِ خواص
رونقِ شامِ غریباں شاہِ زین العابدین

ای محبو پیروی عابد کی تم پر فرض ہی
غم میں تھا سرورِ گریاں شاہِ زین العابدین

جانشیں ابنِ علی کا ہی وہ مسکیں بالیقیں
کعبۂ اربابِ عرفاں شاہِ زین العابدین

جانِ احمد پہ جب نثار کریں
کیوں نہ ہم دردِ اختیار کریں

دردِ دل جب نہو تو ناقص ہیں
بندگی گو کہ ہم ہزار کریں

مزرعِ آخرت ہی یہ یارو
دانۂ اشک کشت کار کریں

آتشِ عشق سے جلا دل کو
اپنے سینے کو لالہ زار کریں

دستگیری سے عشقِ مولا کی
جیب و دامن کو تار تار کریں

حزن ہی دل سے جفت و طاقت طاق
کب تلک ہم سے انتظار کریں

مژدۂ سُرَّ مَن رَأیٰ گر
یعنے شاد شد آنکہ دید
بخت کو کیوں نہ ہوشیار کریں

خاکِ راہِ امام مہدی کو
سُرمۂ چشمِ انتظار کریں

مثلِ عیسیٰ بعینِ صدق و صفا
اقتدا اسکا اختیار کریں

فیض سے اسکے دل ہو رشکِ چمن
کفر کو توڑ کر بہار کریں

جب سے دیکھا ہوں میں لقائے حسین
ہو گیا ہوں بدل فدائے حسین

خاک ہونا ضرور ہی آخر
کیوں نہ ہو جاویں خاکپائے حسین

اشک سے اپنے آبیاری کر
باغِ ایمان ہی ولائے حسین

خضر رہتا ہی دارِ فانی میں
کس طرح سمجھے وہ بقائے حسین

سفرِ آخرت ہی اسکا سفر
عشقِ مولا ہی رہنمائے حسین

اسکی شوکت کو تنگ نگاہ کرو
بادشاہِ جہاں گدائے حسین

مومنو صبر اختیار کرو
دیکھو سجّادؑ کو بجائے حسین

گلستاں میں بغور ہنس سکیں
بلبلاں لوٹتے ہیں ہائے حسین

مہر و مہ دیدۂ سحر بھی روتے ہیں
غم سے ارض و سما بھی روتے ہیں

خاک پر دیکھ وہ تنِ بے سر
ہائے شیرِ خدا بھی روتے ہیں

شہِ کونین کی مصیبت کو
سُن کے شاہ و گدا بھی روتے ہیں

اکبر نوجوان کے غم سے
مصطفیٰ مرتضیٰ بھی روتے ہیں

دیکھ زاری کو عرش و کرسی کی
انبیا اولیا بھی روتے ہیں

اصغرِ تشنہ لب کے رونے کو
سُن کے آلِ عبا بھی روتے ہیں

اِس سفینے کا ہی خدا حافظ
درد سے ناخدا بھی روتے ہیں

دیکھ عابد کے ضعف کو مسکیں
اب شہِ کربلا بھی روتے ہیں

شیرِ خدا کا نورِ نظر ہے امامِ دین
خیر النسا کا لختِ جگر ہے امامِ دین

دُرِّ یتیم کہتے ہیں اُسکو خدا شناس
دریائے معرفت کا گہر ہے امامِ دین

پشتی ہے اسکے سر سے ضعیفوں کو روزِ حشر
اُمت کا مصطفیٰ کی سپر ہے امامِ دین

جڑ اسکی ہے زمین میں شاخ آسمان پر
باغِ نبی کا نیک شجر ہے امامِ دین

نُصرت سے اسکی اہلِ بصیرت کو ہے خبر
ماہِ مُنیرِ اوجِ ظفر ہے امامِ دین

مسکین کی نجات ہے حُبِ حسین میں
محبوبِ مصطفیٰ کا پسر ہے امامِ دین

چشمۂ ہدایت عرفانِ شاہِ مرداں
ہیں سارے اولیا پر احسانِ شاہِ مرداں

اے رہروِ طریقت مولا کی پیروی کر
ملتا ہے سالکوں کو دامانِ شاہِ مرداں

عقبیٰ کی بادشاہی اسکو خدا نے بخشا
نافذ ہے آسماں پر فرمانِ شاہِ مرداں

دریا دلی ہے اسکی مشہور دو جہاں میں
جبریل کیوں نہ ہووے مہمانِ شاہِ مرداں

یہ سیدہ نساء کی ہے وہ امیرِ عالم
نسبت رسولِ حق ہے شایانِ شاہِ مرداں

مثلِ خلیلِ رحمٰں وہ بت شکن ہوا تھا
طفلی سے جلوہ گر ہے ایمانِ شاہِ مرداں

حسنین ہو ویں اسکے میراب جان و دل سے
سر سبز کیوں نہ ہووے بستانِ شاہِ مرداں

مسکین کربلا میں آلِ نبی ہیں قیدی
کیوں کر نجف نہ ہووے زندانِ شاہِ مرداں

ہے علی پیشوائے اہلِ یقیں
شہ مشکل کشائے اہلِ یقیں

اور امام حسن ہے سبطِ رسول
سرورِ مقتدائے اہلِ یقیں

بعد ازاں حضرتِ امام حسین
قبلۂ رہنمائے اہلِ یقیں

زینِ عباد حضرتِ سجاد
صدرِ دولت سرائے اہلِ یقیں

مخزنِ علم جعفرِ صادق
صدق سے ہے ضیائے اہلِ یقیں

کانِ حکمت امامِ باقر ہے
شمعِ راہ آزمائے اہلِ یقیں

مرشد دیں ہے موسیٰ کاظم — گنج صدق و صفائے اہل یقیں
علی موسیٰ رضا امام زماں — مہر دانش فزائے اہل یقیں
ہے محمد تقی نقاوۂ خلق — دم سے اپنے بقائے اہل یقیں
اور محمد تقی ہے تقوے سے — سبب ابتدائے اہل یقیں
حسن عسکری کا وہ در فیض — خاک جسکی جلائے اہل یقیں
سرور دیں محمد مہدی — جسم سے ہے انتہائے اہل یقیں

ورد اثنا عشر کرے مسکیں
بندۂ بے ریائے اہل یقیں

بے درد و الم امت رہ سرور کی جدائی میں — یہہ درد ہے اک درماں مولا کی خدائی میں
سب چھوڑ تو جا وہ لگا پار اشک کا یہہ قطرہ — ہے قدر تمیں بے شک دنیا کی کمائی میں
ای سالک راہ حق پہچان سخن میرا — کریم ہے کانٹوں کی اس برہنہ پائی میں
امت کے گنہگار و قربان کرو دل کو — اس سر پہ جو رہتا ہے دوزخ کی رہائی میں
اس صبر کی نعمت کو احمد سے وہ پایا تھا — ایوب بھی حیراں ہے سرور کی سمائی میں
مشکل کی گرہ یا وہ کیوں کر نہ کھلے اس سے — مولا کا جو وارث ہے اس عقدہ کشائی میں

یعنی صبر ١٢

اب واقعہ خوانی کی مسکیں کو رغبت ہے

بلبل بھی چمن میں ہے اسی سر کی سودائی میں

ہے امام ہمام سرور دیں / سر انور ہے مہر خاور دیں

خون سے شہ کے آبیاری ہے / کیوں نہ آباد ہووے کشور دیں

درۃ التاج اسکے ہیں حسنین / سر یہ ہے مصطفی کے افسر دیں

نیزے پر جو نظر کرے سر شاہ / اسکو مشہود ہووے منظر دیں

دین اسلام کیوں نہ ہو محکم / مرتضی مصطفی ہیں یاور دیں

جو سمندر میں غم کے ڈوبیگا / ہاتھ میں اسکے آوے گوہر دیں

پردہ داری کرینگے عالم کی / وے جو ہیں پردہ دار بر در دیں

عارفوں کی نگاہ میں مسکیں

سر ابن رسول ہے سر دیں

سرمایہ دار دولت عشق خدا حسین / ہیں مرتضی حسین ہے اور مصطفی حسین

اے دوستو مدام کرو غم امام کا / ہے بالیقین شافع روز جزا حسین

ہوتے ہیں اہل شام خرابی میں مبتلا / ہوویگے فضل حق سے شہ کربلا حسین

باقی رہیگا اسکا اثر ہاں ابد تلک / روز ازل سے لائے ہیں خاک شفا حسین

یارو یہ سچ دوا ہے دل دردمند کی / خاک شفا کا نام نہ ہو کیوں عطا حسین

بے آب و نان راہِ خدا میں ہوئے شہید
وہ کیا ہوئے تھے چشمۂ صدق و صفا حسین

شیرِ خدا سے وعدہ تھا صبر و شکیب کا
اس وعدے کو وفا کئے نامِ خدا حسین

تن خاک پر ہے اور ہے نیزے پہ سر سوار
کیوں کر نہ ہو دیں سرورِ ارض و سما حسین

تڑپا رہا ہے دولتِ دیدارِ حق کا شوق
خنجر میں دیکھتے ہیں شہپرِ بالِ ہما حسین

کبر و ریا سے چاہئے بالکل بری رہیں
جاتے ہیں اب بہ بارگہِ کبریا حسین

از بہرِ حق نثار کریں کیوں نہ جان و مال
نامِ خدا یہ ہوتے ہیں دل سے فدا حسین

نیزہ سرِ امام کا ہاں مثلِ دار ہے
دارِ فنا سے جاتے ہیں دارِ بقا حسین

سر خاک پر ہے دل کا تعلق ہے عرش سے
رکھتے ہیں سر میں گوہرِ سرِّ خدا حسین

منصور کا سا بھید ہے نصرت خدا کی ہے
ہوتے ہیں کربلا میں جو یوں برملا حسین

مسکین مجھے بھی شوق ہے نت شہ کے ذکر کا
ہے تکیۂ کلام فقیروں کا یا حسین

فکرِ دنیا سے میرا دل کرو آزاد حسین
کیجئے بندۂ درگاہ کی امداد حسین

غم میں ہے سیدِ شہدا کے عجب کچھ تاثیر
اپنے غمخوار کا دل کرتے ہیں آباد حسین

جنگ کے روز نہ دیں دادِ شجاعت کیوں کر
مرتضیٰ شیرِ خدا کے ہیں اولاد حسین

ایسی مسجد جو ہو ہم پایۂ بیت المعمور
نقش سے اپنی جبیں کے کئے ایجاد حسین

آپکا نقش قدم بھی تھا وہاں نقش مراد — عازم عرش ہیں اب فرش سے دلشاد حسین

سر سے بھی کونسی برتر ہی کہو داود دہش — دیتے ہیں عشق خداوند کی اب داد حسین

صبر میں کوئی ولی ایسا بھی ہوگا یارب — ہو گئے ایوب زماں سہتے ہیں بیداد حسین

سر میر اندر خدا ہی جو ہو امت کی نجات — حق سے دن رات یہی کرتے تھے فریاد حسین

دین اس سر سے جو زندہ ہوا یوں از سر نو — لائے تھے عرش سے یہہ فیض خداداد حسین

سیکھے ہیں باپ سے یہہ طرز عبادت مسکیں
ہو گئے عابد بیمار بھی سجاد حسین

مجرئی دل بھی کم از ماہی بے آب نہیں — کون ایسا ہی جو اس درد سے بیتاب نہیں

خاک نقش قدم تھی اس دشت کی گرداب بلا — کوئی سر ایسا ہی جو جان کا غرقاب نہیں

سر کھلے آل نبی شام کے راہی تھے سوار — سایباں انکا بجز چادر مہتاب نہیں

ملک عقبیٰ کی ملی بادشہی سرور کو — کون کہتا ہی کہ یہہ شاہ ظفریاب نہیں

روز و شب ظلمت عصیاں کا ہی عالم میں ظہور — جب سے دنیا میں وہ خورشید جہاں تاب نہیں

جب سے دیکھا ہوں فلک میں محرم کا ہلال — ہی قلق دل یہ میرے شوق خور و خواب نہیں

ہاں نو میرے جگر کے لئے اک نشتر ہی — کونسا اشک میرا ہی جو وہ خوناب نہیں

ننگے سر برہنہ پا ہو گیا مثل مجنوں — سوز غم دلکو جلاتا ہی مجھے تاب نہیں

سرد مہری سے گئی ہے مرے خون کو جوش | مجھکو آرزوے قاقم و سنجاب نہیں
باغِ شہد نہو کیوں اسکے اثر سے سرسبز | آبِ خنجر کا بن آمیزشِ زہر آب نہیں
اپنی تروار پہ اے اشامیو مت ناز کرو | رنگِ شامت ہے نمایاں یہہ تب و تاب نہیں
دل تمھارا اگر اب بیضۂ فولاد ہوا | ابنِ زہرا کی مصیبت سے جو بیتاب نہیں
بھاری ہے درد سے پر جوش ہے سوز بھی ہے | اپنا سینہ بھی کم از معدنِ سیماب نہیں
ذبح کرتے ہیں ستمگر خلفِ حیدر کو | خنجرِ ظلم کم از دشنۂ قصاب نہیں

سر نگوں ہو قلم اپنا کہے ہے مسکین
کیا لکھوں ہاے کہ لکھنے کا مجھے تاب نہیں

کہے مبارز سے اپنے سر دیہی ہے گو اور ہی ہے میداں | کٹانے آیا ہوں اپنا میں سر یہی ہے گو اور ہی ہے میداں
جو راہِ مولا میں کام آوے تو میرے سر کی ہے سرفرازی | میں سبطِ احمد ہوں ابنِ حیدر یہی ہے گو اور ہی ہے میداں
لڑونگا حق پر لڑونگا حق سے رہونگا محبوب اہلِ حق کا | مجھے نہ سمجھو غم سے مضطر یہی ہے گو اور ہی ہے میداں
مری شجاعت ہے میری گواہی ملک ہے مورث اے عزیزو | نہ ادنیٰ سمجھو اگر یہہ باور یہی ہے گو اور ہی ہے میداں
سوارِ دوشِ رسولِ حق ہوں حسین سرور ہے نام میرا | ہوں برجِ رفعت کا مہرِ انور یہی ہے گو اور ہی ہے میداں
خدا کی درگہ کا ہوں نیازی تراب ہوں عارف ترا نمازی | کٹا دوں سجدے میں اپنا میں سر یہی ہے گو اور ہی ہے میداں

رکابداری میں شہ کی مسکین رہیگا تب تک جب ہے جان تن میں

تتبع اسکا گر ای سخنور ہی ہے تو اور ہی ہے میداں

مشہد میں جو پھولا ہے یہ شبیر کا گلشن
ہے روضۂ رضوان کی تصویر کا گلشن

بھی خاک کا ٹکرا جو ہوا تختۂ لالہ
ہے صید حرم سے کسی نخچیر کا گلشن

ہے دشت میں تن اسکے لہو سے گل آلود
فردوس ہے جس شاہ جہانگیر کا گلشن

ہیں بنت رسول اور علی اسکے نگہباں
ریحان سے ہے آیت تطہیر کا گلشن

کیوں نالۂ بلبل سے نہو شور ہر سو
لٹتا ہے کسی سرور دلگیر کا گلشن

پتے جو خزاں سے گرے سب برگ سفر ہیں
یا رب ہے کہیں ایسی بھی تاثیر کا گلشن

ہر حلقے سے اسکے ہے عیاں دیدۂ پرخوں
ہے پاؤں میں سجاد کے زنجیر کا گلشن

کامل جو صحیفہ ہے طریقت کا ہے گلزار
شاداب ہے تحریر سے تقریر کا گلشن

ہر گھر میں اسی شاہ کے شجروں کا اثر ہے
سرسبز ہے دنیا میں مرے پیر کا گلشن

شبیر کے صدقے سے یہ کیوں کر نہو دلکش
مسکین کا دیوان ہے کشمیر کا گلشن

ہے گنج خفی مخزن اسرار شہیداں
دیدار خدا مطلع انوار شہیداں

الفت نہیں زنہار انھیں نقد رواں سے
ہے گرمی خوں گرمی بازار شہیداں

بلبل میں عجب شور ہے اور گل میں عجب رنگ
پھولا ہے مگر دشت میں گلزار شہیداں

پاتے ہیں دمِ تیغ میں اعجازِ مسیحا
شمشیر سے رہتا ہے سروکارِ شہیداں

بیتاب اگر روے زمیں پر ہوں بجا ہے
فردوس میں ہے شربتِ دیدارِ شہیداں

جان اپنی نہ دیویں تو ہے مولا کو نہ پاویں
ہے نقدِ رواں دولتِ بیدارِ شہیداں

ہے گنجِ شہیداں میں سعادت کا خزینہ
ہے ظلِ ہما سایۂ دیوارِ شہیداں

کیوں اس شہید شہدا نہ ہیں سرورِ کونین
سردارِ دو عالم کے ہیں سردارِ شہیداں

جو انکا سلامی ہے وہ ہے صاحبِ اقبال
مسکین گہربار ہے دربارِ شہیداں

۵

مومن جو صداقت سے ہیں فرقان پہ قربان
جان اپنی کریں مخزنِ عرفان پہ قربان

دل بلبلِ نالاں کا سدا گلشن پہ فدا ہے
ہم احمدِ مختار کے ریحان پہ قربان

ہے اسکے لئے دوستو سرمایۂ تفریح
دل کیوں نہو اس سیبِ زنخدان پہ قربان

جوں چشمۂ خورشید نظر آتی ہے مجھکو
ہوتا ہوں میں اس چاہِ زنخدان پہ قربان

ان چار کا سودا ہے مجھے کیوں نہ ہوں میں
گیسو و خط و ابرو و مژگان پہ قربان

آنکھیں ہیں مرے شاہ کی میزانِ عدالت
دل جان سے میں ہو گیا اوزان پہ قربان

دریاے شہادت پہ میری جب سے نظر ہے
رہتا ہوں سدا نیچۂ مرجان پہ قربان

غلمان جو دیکھے ہیں وہاں سبطِ نبی کو
رہتے ہیں سدا روضۂ رضوان پہ قربان

سرور کی جدائی سے موا مرکبِ تازی	حیواں بھی ہوا صاحبِ احساں پہ قرباں
ہے سوزِ جگر دیدۂ تر سینہ پُرخوں	دل کیوں نہ ہوا اس دردِ سامان پہ قرباں

مسکین جو مشتاق ہیں گلزارِ علی کے
انصاف سے ہو ویں میرے دیوان پہ قرباں

کس زلف کا ہے شہرہ کیسی ہیں ئے زنجیریں	ہوتے ہیں مجنوں کی ہر تار سے تسخیریں
دل اپنا نگارستاں صورت سے ہے جاناں کی	اس ایک تصوّر میں کئی لاکھ ہیں تصویریں
ہے سجدۂ سرور کی تائید بڑی اس میں	مسجد کی زمانے میں ہوتے ہیں جو تعمیریں
ہاں صبحِ شہادت میں اک شورِ قیامت ہے	سنتے ہیں موذن سے کیا سوز کی تکبیریں
اے دیدۂ بلبل کی خونباری کو کچھ سوچو	پیدا ہے رگِ گل سے سرخی کی جو تحریریں
یہ کسکی تجلی کا ہاں شمعِ شبستاں ہے	گلگیر کی لب میں ہے اس بات کی تنویریں
منصوبہ نہ ہوتا تھا مسدود ز مقدر سے	ناچیز تھی تدبیریں کیسی تھی ئے تقدیریں
سینا جو کٹھن دیکھا اک جوش ہوا غم کا	موجوں میں تھی دریا کے اس خواب کی تعبیریں
ہاں قدرتِ باری میں ہیں سارو ولی عاجز	ہے صفحۂ دنیا پر اس رمز کی تسطیریں
مشہود ہوئی گردش کوفے کے رئیس سے	نقشِ قدمِ قاصد اس بھید کی تقریریں

ہوں آلِ عبا کا میں مسکین بدل مداح

ہیں پانچ میری خاطر فردوس میں جاگیریں

غنچے سے میرے دل کے ہی گلزار نمایاں
اور چاکِ جگر سے رخِ دلدار نمایاں

غفلت میں تیری عمر کٹی پر نہ پایا
اس خواب سے ہی پردۂ بیدار نمایاں

یوسف کے جو سودے کا تجھے شوق ہویدا
ہو گوشۂ دل سے ابھی بازار نمایاں

کیوں کر نہ کہوں مقتلِ شبیر کو محشر
ہوتے تھے وہاں احمدِ مختار نمایاں

تھا ہاتھ میں اس شاہ کے اک شیشۂ پر خوں
اس خون سے تھا غازۂ رخسار نمایاں

اس نرگسِ بیمار کو پاتے ہیں ہم اب بند
یارو نہ ہو کیوں دولتِ دیدار نمایاں

واللہ محمد کے اس آئینہ جبیں سے
لاریب ہوی صورتِ غفار نمایاں

اس شامِ غریباں میں ہوا چہرۂ عابد
خورشید سا اک مطلعِ انوار نمایاں

بستانِ شہادت میں ہیں اعجاز کو دیکھا
ہر خار سے تھا اک گلِ بیخار نمایاں

کس زلف کا ہے تاب میری جان میں سکیر
اس پیچ میں ہے عشق کے آثار نمایاں

دل میں جس درد و غم و ورد بلا کے پایا حسین
فدوی جاں نثار ہے کہئے اسے فدائے حسین

بحرِ الم کے موج میں نالۂ درد خیز ہے
حضرت سجاد سے ہوتے ہیں اب جدائے حسین

فیض سے اس شاہ کے ہوویگا صحرا چمن
دشتِ بلا ہے خوش نصیب جاتے ہیں کربلا حسین

چشمۂ آب بقا حق سے ملا شاہ کو
باغ امید مصطفیٰ خرم و شاداب ہے
بھید کچھ اکسیر کا اس میں رکھا ہے خدا
داغ محبت سے میں اسکو بنایا چمن

مت کہو تم فنا حسین بولیو ہاں بقا حسین
سرور کون و مکاں نام خدا ہوا حسین
خاک شفا کا نام ہے اہل یقیں عطا حسین
خانۂ دل میں میرے کیجے مقام یا حسین

مدح کہا شاہ کا لطف کا امیدوار
بندہ مسکین کو دیجئے کچھ صلا حسین

دل اور جگر ہمیرا پامال محن دونوں
آہو کو حرم کے ہاں یہہ مرتبہ شایاں ہے
حسنین کو احمد نے ریحاں جو کہے اسکا
ہم شکل پیمبر کو احمد سے ملاتے ہیں
گیسوے معطر ہیں کیونکر نہو مشک چیں
میں احمد و مولا کی الفت کو بتاؤں کیا
حسنین کی خوبی کا کب مجھ سے بیاں ہووے
سالار و علی اکبر اب بے سر و ساماں ہیں
محبوب الٰہی کی زلفوں کا میں عاشق ہوں

غمخانہ شہ دیں کے ہیں بیت حزن دونوں
آنکھیں میرے سرور کی ہیں شیر فگن دونوں
موجب یہہ ہے ای یارو رشک چمن دونوں
تھے باغ رسالت کے سرو و سمن دونوں
سجاد و علی اکبر آہوے ختن دونوں
یک جان سے جیتے تھے پاکیزہ و تن دونوں
تھے دُرِّ نجف کے آہ پرنور رتن دونوں
تھے خاک پہ وے غلطاں محتاج کفن دونوں
دل ہو گئے زنجیریں مثل رسن دونوں

کبری کو ہیں صغری سے ہم رنگ سمجھتا ہوں
گلزار میں عصمت کے تھے غنچہ دہن دونوں

ہاں گوہر غلطاں ہے اور لعل بدخشاں ہے
اعجاز سے رکھتا ہے مسکیں کا سخن دونوں

پنج تن سے ہیں زباں پر میری گوہر دو تین
جام بھر بھر مجھے دیں ساقیِ کوثر دو تین

شہ کے فرزندوں میں اکبر تھا پیمبر سا جوان
کاش اس زور کے ہوتے وہاں برادر دو تین

تین تیرا ہوئے کیوں کام تمہارا شامی
آئے ہیں بحرِ شجاعت کے شناور دو تین

یادگارِ اسد اللہ چراغِ رہِ خلق
معدنِ فیض و کرامت کے ہیں گوہر دو تین

داد خاتونِ قیامت کی خدا دیویگا
ہوونگے روزِ قیامت میں بھی محشر دو تین

کربلا کو گیا وہ یثرب و بطحا سے نکل
ایک خورشید کے ہیں دیکھئے خاور دو تین

ہائے اس کالب خنجر نے کیا کام تمام
بوسے جس حلق کے لیتے تھے پیمبر دو تین

بزدلو تمکو ہزیمت کے سوا چارہ تھا
شیرِ صفدر کے سے ہوتے وہاں جو یاور دو تین

شامیو ظلم کی ظلمت سے بچاؤ دل کو
دیکھو یہاں چرخِ ہدایت کے ہیں اختر دو تین

صبر اور شکر کے بعد از تھا عباد کا بیان
شہربانو کو وصیت کیا سرور دو تین

مجھے امید ہے مسکیں کو کریں خیر سے یاد
بیٹھگے ملکے جو مجلس میں سخنور دو تین

اشک کے قطرے جو یوں یہ سنگ گہر ہوتے ہیں
آلِ اطہار کے منظورِ نظر ہوتے ہیں

کربلا کا سفر اب دلکو ہوا ہے مطلوب
مردمِ چشم کے برگِ سفر ہوتے ہیں

جس کو جبریل نے جنت کا دیا پروانہ
اُسکے روضے پہ فدا جن و بشر ہوتے ہیں

باغِ احمد میں جس روز سے ریحانِ حسینؑ
گلِ ریحان سے تیر لختِ جگر ہوتے ہیں

شمرِ منحوس کا دل بیضۂ فولاد ہوا
دشت میں دیدۂ بوم اُسکے شرر ہوتے ہیں

سینۂ سبطِ نبی جب ہوا اسکی کرسی
پایۂ عرشِ بریں زیر و زبر ہوتے ہیں

لوگ خنزیر کو کہتے ہیں حیا سے عاری
بے حیائی سے ہم اُس شخص کے کافر ہوتے ہیں

برص کے داغ سے یہاں فیصلہ پاتا ہے فراغ
ہم بھی کافور سے حیران اثر ہوتے ہیں

ہائے زہراب میں خنجر کے تر از بہرِ نگاہ
سنگ بھی پارۂ تاثیرِ نظر ہوتے ہیں

لبِ خنجر لبِ احمد کے برابر کب ہو
سر زدہ اُس سے شرر اور اُس سے گہر ہوتے ہیں

بوسہ گاہِ لبِ خنجر ہوی گردن کی بیاض
مہر و مہ حسنؑ پہ فدا شام و سحر ہوتے ہیں

ماتمِ شاہ میں تسلیم کے ماتمی اشعار
اب عزاداروں کے منظورِ نظر ہوتے ہیں

غم میں امامِ دیں کے نہ روویں تو کیا کریں
مزرع میں تخمِ اجر نہ بوویں تو کیا کریں

محتاجِ انتظام ہے رشتہ نگاہ کا
اِس رشتے میں گہر نہ پرو دیں تو کیا کریں

محبوب حق کا نور جلالی ہے بانوا
محزون شہ کے غم میں نہ ہوویں تو کیا کریں

مقتل میں جا حسین رہے ہیں مصطفی کے
صبر و قرار ہم بھی نہ کھوویں تو کیا کریں

ریحاں سے اپنے بادۂ الفت کی ہے خمیر
مستِ غم امام نہ ہوویں تو کیا کریں

مسکیں جو شہ کے ذکر میں شب زندہ دار تھے
مرقد میں آج شاد نہ سوویں تو کیا کریں

اشک ہے نور نظر چشم ہماری روشن
ہے شب ماہ اب گہر چشم ہماری روشن

جب مدینے سے مرخص ہوئے شہ اہل حرم
سنکے کہتے تھے خبر چشم ہماری روشن

طفل اشک اپنا جو دامان میں شہ کے پہنچا
شہ کہے دست بسر چشم ہماری روشن

مجلس شاہ میں یہہ اشک رواں خون جگر
ہو گئے لعل و گہر چشم ہماری روشن

ملک عقبیٰ کے لئے چاہئے یہہ نقد رواں
وہ چہ خوش برگ سفر چشم ہماری روشن

قلعۂ دل کو میرے نرگس بیمار اسکی
کرتی ہے زیر و زبر چشم ہماری روشن

شہ کی مسند پہ جو عابد ہوئے سجادہ نشیں
کہتے تھے جن و بشر چشم ہماری روشن

آنکھ مسکیں کی ہے کس خاک قدم سے پرنور
واہ کیا خوب اثر چشم ہماری روشن

ہے غم کا دیا اس دل ویران میں روشن
جوں شمع و چراغاں کسی میدان میں روشن

عکس ماہ شب افروز کی تاثیر ہی یارو
ہوتے ہیں چراغاں جو بیابان میں روشن

ہی گیسوئے شبرنگ سے رخسار نمایاں
یہہ شمع درخشاں ہی شبستان میں روشن

جاتا ہی گہر اشک کا ماگرد غریبی
کیوں کر نہو اب شاہ کے دامان میں روشن

شمع رخِ دلدار جو آجاوے میرے ہاتھہ
میں اسکو کروں اپنی رگ جان میں روشن

تبلادے مجھے خضر جو منزل تو کرونگا
اس دل کا دیا چاہِ زنخدان میں روشن

جب آئیہ نور اسکی جبیں کی ہو میسر
میں اسکو کروں خانۂ ایمان میں روشن

غم عابد بیمار کا مجھکو کیا قیدی
یہہ قید ہوا گوشۂ زندان میں روشن

ہیں اسکو حقیقت سے یداللہ بنایا
ہی جان میری پنجۂ مرجان میں روشن

آنکھوں میں محبوب کی ہی اس شاہ کی صورت
یہہ شمع ہوی مجلس حیران میں روشن

ہملک درِ منظوم جو یہہ غیب سے پایا
کیونکر نہو مسکین کے دیوان میں روشن

باغ احمد میں مساوی ہیں حسن اور حسین
کیوں نہ ہمرنگ ہو ابِ سرو و سمن اور حسین

سالکانِ رہِ مولا کو نظر آتے ہیں
عشق کے دشت میں آہوے ختن اور حسین

مصطفیٰ کہتے ہیں ہی جانِ عزیز اپنی
کیوں نہ یکساں ہو محمد کا بدن اور حسین

نور ایمان سے ہی زندگی انکی قایم
ایک قالب ہیں دو اسلام کا تن اور حسین

مصطفیٰ جس پہ بیاں کرتے ہیں اسکی توصیف
ہیں خزف اور گہر اپنا دہن اور حسین

دوش احمد کا وہ راکب تھا نبی مرکب تھے
کیا قیامت ہے کہ صحرائے محن اور حسین

مصطفیٰ کہتے ہیں ریحان مرا ابن علی
ہائے کیا حال ہو سیلابِ فتن اور حسین

ماتمی کیوں نہو اس درد سے کعبے کا لباس
علی اکبر ہو محتاج کفن اور حسین

کامیابی میں تری ریب نہیں کچھ مسکیں
قبلہ و کعبۂ مقصد ہیں حسن اور حسین

بحرِ زخارِ کرامت کے ہیں دو گوہر حسنین
حق کے محبوب ہیں سبطین پیمبر حسنین

تشنگی انکی ہے سیرابی امت کا سبب
روزِ محشر میں بنا ہیں ساقیِ کوثر حسنین

انکی معصومی پہ ہے آیۂ تطہیر دلیل
مرتبے میں نہو کیوں مثلِ پیمبر حسنین

اسد اللہ کے واقع میں ہیں دو بازو
شافعِ روزِ جزا خلق کے یاور حسنین

فاطمہ بنت نبی والدہ انکی بے شک
اوجِ اقبال کے ہیں دو مہِ انور حسنین

کیوں نہ فردوس کو ہو ان کے قدم سے رونق
شہِ لولاک کے ہیں گوہرِ افسر حسنین

بہرہ ور کیوں نہ شجاعت سے ہوویں مسکیں
علم اور فضل میں ہیں وارث حیدر حسنین

شبیر اور شبر تھے گلعذار دونوں
باغ دلِ نبی کے تھے آبیار دونوں

منبر کے ماجرے سے ہوتا ہے ہمکو روشن
میدانِ دلبری کے تھے شہسوار دونوں

سبطین کی شہادت کرتی ہے دلکو بے کل
کیوں کر نہ کھو دیں اب ہم صبر و قرار دونوں

مومن کی آبرو کا موجب یقیں ہوویگا
یہہ اشک اور یہہ زاری روز شمار دونوں

کس زلف و رخ کے غم میں دایم و سرنگوں ہیں
لوح و قلم فلک پر ہیں سوگوار دونوں

حب و ولا کا ثمرہ یارو غم و عزا ہے
توشہ ہیں آخرت کے یہ برگ و بار دونوں

یہہ بیکسی غریبی سرور کی ہے قیامت
چھوٹے ہیں شاہ دیں سے یار و دیار دونوں

حسرت سے میری آنکھیں یوں فرشِ رہ ہوے ہیں
رکھتے ہیں کس ولی کا یہ انتظار دونوں

مسکین فرقِ اطہر تن سے جو یوں جدا ہے
فردوس میں ملینگے پھر ایکبار دونوں

اس مشربِ زاری کو جو آدم سے لئے ہیں
بخشائشِ حق شاہ کے ماتم سے لئے ہیں

پانی جو ہے نزدیک تو دوزخ سے خطر کیا
یہہ مسئلہ ہم دیدۂ پرنم سے لئے ہیں

کیوں کر نہو فردوس میں جاگیر ہماری
اس خانۂ عشرت کو ترے غم سے لئے ہیں

جو رات کو روتے ہیں محبانِ الٰہی
اس طرز کو وے دیدۂ شبنم سے لئے ہیں

کرتے ہیں نظر دیدۂ عبرت سے بہر چیز
تسلیم کو محراب کے ہم خم سے لئے ہیں

کوئی دم نہو ایسا جو نہو خوف و حکایت
ہم مجلس و ہمدم کو اسی دم سے لئے ہیں

لکھتے ہیں خوشی یہاں کی ہے عقبیٰ کی بسرت
نادان دلیل اس دل خرم سے لئے ہیں

مسکین جو مردان طریقت ہیں جہاں میں
اسباب طرب کو دل پرغم سے لئے ہیں

فصل الواو

مجرئی کس کے ہیں جبار کی تنویریں دو
صفحۂ دل پہ مرے خط ہیں تحریریں دو

کس پریرو کا ہے دیوانہ مرا یہ دل زار
زلف سے پیر میں اسکے پڑیں زنجیریں دو

مرقد شاہ بنا روضۂ رضوان ہوا
خاک سے دشت بلا کی ہوئیں تعمیریں دو

سروری ہر دو سرا کی ہے مسلم شہ کو
ایک سجدے سے ہوئیں دیکھئے تسخیریں دو

جسنے عاشور میں دو روزے رکھے نذر امام
دے گا جنت میں خداوند اسے جاگیریں دو

مار کر سبط پیمبر کو گئے غارت دیں
لشکر شام کو درکار ہیں تعزیریں دو

آیت ذبح عظیم اسکی تھی گردن پہ لکھی
گوش رد سے سجدہ میں تھیں شاہ کے تکبیریں دو

غم سرور کو بتاتے ہیں ہلال اور شفق
آسماں پہ ہیں خداوند کی تشہیریں دو

سر تھا آویختہ نیزے پہ بدن بر سر خاک
ایسے سردار کی افسوس تھیں تقدیریں دو

نور افزائے بصر اور بصیرت ہے یقین
واہ کیا خاک شفا کی ہوئیں تاثیریں دو

ابن حیدر کو جو مارا وہ نبی کو مارا
ایک تقصیر کے موجود ہیں تعزیریں دو

زینب اور بانو گوشہ دیکھہ کے دل میں کہا | کس کو سمجھاؤں کہ بیتاب ہیں دلگیر ہو

قبلۂ دل ہیں یہ مسکین نبی اور علی
چاہئے عرض کریں گور میں تصویریں دو

جسکی صورت سے نمایاں معنیِ قرآن ہو | کیوں نہ اس چہرے پہ اپنا جان و دل قربان ہو

جس کا سر جب مہرِ تاباں کربلا دشت میں | یا الٰہی حشر کے دن کیا کچھ اسکی شان ہو

جس نے سجدے میں رکھا سر اپنا ہنگامِ صلوٰۃ | دوستو روے زمیں کا کیوں نہ وہ سلطان ہو

تشنہ سبطِ نبی جو تھا محلِ قحطِ آب | کیا عجب اعجاز سے اک روضۂ رضوان ہو

خیمہ گہ اہلِ حرم کا ہو دیگا حرمین سا | یہہ زیارت گاہِ اہلِ الفت و ایمان ہو

مومناں جب دیکھیں مقتل کو امامِ دین کے | کیوں نہ انکے دل میں پیدا درد کا سامان ہو

کم نصیبی ہے جو اس روضے سے جا بازگشت | خاک دامنگیر ہو اور اشک کا طوفان ہو

سیدِ ملکِ عرب کی بندگی میں جو رہے | کربلا پھر ایسے کب عزمِ ہندستان ہو

ذائقہ ایمان کا دیتے ہیں جسکو غیب سے | غالب اسکے دل پر کب شوقِ کفرستان ہو

کیوں نہ اسکے آستاں پہ ہم رکھیں فرقِ نیاز | سر جدا تن سے ہو جس کا پایۂ ایمان ہو

شاخِ ایمان ہے نماز و روزہ و حج و زکات | پنج تن کے فیض سے سامانِ پنج ارکان ہو

صدقے سے آل نبی کے اثر ہیں یہ سحرِ حلال

کیوں نہ حرز جان و دل مسکیں ہر اک دیوان ہو

مصروف یادِ شاہِ شہیداں رہا کرو
مشغول سیرِ روضۂ رضواں رہا کرو

ضائع ہونے دیجئے غفلت میں زندگی
سبطِ نبی کے عشق سے گریاں رہا کرو

گلشن میں یارو نالۂ بلبل کو دیکھئے
باغِ نبی کی یاد میں نالاں رہا کرو

بلبل ثنائے گل میں ہے اور تم بصد ولے
ریحانِ مصطفےٰ کے ثنا خواں رہا کرو

خونِ جگر سے گوندھئے اک خاک سرخ کو
سرمایہ دارِ لعلِ بدخشاں رہا کرو

ظلِ ہما ہے سایۂ گیسوئے شاہِ دیں
باغِ عزا میں سنبلِ پیچاں رہا کرو

افسوس جو دل میں ہے افکار کا ہجوم
یارو گدائے گنجِ شہیداں رہا کرو

خاک انکے در کی رکھتی ہے ہاں گوہرِ مراد
تم خاکِ آستانِ کریماں رہا کرو

سمجھے اگر ہو کربت و غربت کو شاہ کے
دایم انیس گورِ غریباں رہا کرو

آتی ہے یہ صدا مجھے لوحِ مزار سے
منزل بہت کٹھن ہے ہراساں رہا کرو

گردو بدن کو شعلۂ ادراک میں نہاں
مجلس میں شہ کی صورتِ چراغاں رہا کرو

پاشاہ ہے جناب میں مسکیں کی التجا
دائم انیس گلبۂ احزاں رہا کرو

یارو شبیر کے ماتم کو غنیمت سمجھو
دم بدم ذکر کرو دم کو غنیمت سمجھو

شاہ کے لوگوں سے فرماتے تھے یوں ابن رسول　　ہیں چراغ سحری ہم کو غنیمت سمجھو

غم دنیا کا ثمر غفلت عقبیٰ ہوگا　　آل اطہار کے تم غم کو غنیمت سمجھو

دل کے آئینے سے ہے صورت دلدار عیاں　　ایسے ہمراز کو ہمدم کو غنیمت سمجھو

صبح کافور یہ ہے خندہ زن یہہ زخم کہن　　کب یہہ کہتا ہے کہ مرہم کو غنیمت سمجھو

گوہر دیدۂ تر گوہر افسر ہوگا　　دوستو دیدۂ پرنم کو غنیمت سمجھو

خواب غفلت کو کرو دیدۂ پر آب سے دور　　یارو اس ماہ محرم کو غنیمت سمجھو

دیکھو اک ماہ ہے اس مجلس پرغم کا چراغ　　جلوۂ شاہ کرم کو غنیمت سمجھو

بولتا ہے دل مسکین سخنداں سے
مدح سلطان دو عالم کو غنیمت سمجھو

غم خانۂ شاہ دیں کا اہل عزا سے پوچھو　　یارو سراغ گلشن باد صبا سے پوچھو

خوردے سے گل کے بلبل دل کھول رو رہی ہے　　اس بانوا کا معنی مجھ بینوا سے پوچھو

تن اس کا ہے مشبک نوک سناں سے حیف　　صید حرم کی حالت شیر خدا سے پوچھو

ہمشکل مصطفیٰ کا کیا ماجرا سناؤں　　یثرب کو جا کے یارو تم مصطفیٰ سے پوچھو

سجاد باخبر ہے رستے کے منزلوں سے　　احوال راہیوں کا اس رہنما سے پوچھو

اکسیر فی الحقیقت اے عارفو یہی ہے　　معنی کو کیمیا کے خاک شفا سے پوچھو

اس رمز کی مجھ کو کس سے ہو موشگافی
مولا کا جو محب ہے ہو وہ محبِ مولا
علی مرتضی ۱۲ — حق تعالیٰ

تفسیر انما کی آلِ عبا سے پوچھو
قصۂ غدیرِ خم کا اہلِ ولا سے پوچھو

حُبِ علی سے اُسنے دلکو کیا ہے مملو
مسکین کی ارادت اہلِ صفا سے پوچھو

مجرائی شہ کے در پہ جو صرفِ نیاز ہو
اقبالِ سرمدی سے سدا سرفراز ہو

الحاد اگر درست ہو کعبے میں مومنو
صیدِ حرم کا خون محلّلِ جواز ہو

تن خاک پر ہے اور سرِ پاک چرخ پر
محبوبِ حق سے کیوں نہ یہ ناز و نیاز ہو

سبطین کو خدا نے دیا ہے جو شرحِ صدر
سرِ شہادتین کا کشافِ راز ہو

یہ سر جو ہے فدا رہِ کبریا سے حق
فضلِ خدا سے پایۂ عُمرِ دراز ہو

پگھلا کے دل کو عشق میں میں شمع کردیا
تارِ نفس اس سے خلق میں سوز و گداز ہو

سمجھو یہ فیض ہے کسی گیسو دراز کا
جب سلسلہ کلام کا اپنے دراز ہو

سبطِ نبی کے سجدے کو جو نقشِ دل کرے
مسکین روز و شب اُسے شوقِ نماز ہو

مجلس میں شہ کے نقدِ محبت کو لیچلو
کچھ دسترس نہیں ہے تو رقت کو لیچلو

زادِ سفر ضرور ہے عقبیٰ کے واسطے
سُلطان دیں کے ساتھ ارادت کو لیچلو

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا

منظور تمکو گرمی بازار ہے اگر
محشر کے روز تشنگی مصیبت کو لیچلو

قطرے جو اشک کے ہیں جواہر ہیں بے بہا
دامن میں باندھ اپنی بضاعت کو لیچلو

نذرِ حسین آب پیاسوں پہ کر سبیل
تم روزِ حشر اتنی سخاوت کو لیچلو

یارو نمازِ ظہر ہیں ذکرِ حسین ہے
دارِ بقا میں ایسی عبادت کو لیچلو

تنہا بھٹک رہے ہو جو صحرا و دشت میں
سرورِ روانِ باغِ امامت کو لیچلو

یارو سفر دراز ہے اور راہ پر خطر
ہمراہ اپنے شاہِ ولایت کو لیچلو

مسکین کی مزار پہ خالی نجائیو
ریحانِ بوستانِ کرامت کو لیچلو

غم سے گرئے کو سر کرو یارو
اشک سے آنکھ تر کرو یارو

ہیں رسولِ خدا بھی مجلس میں
تم یہاں تک گذر کرو یارو

مزرعِ آخرت ہے برگِ سفر
لیکے عزمِ سفر کرو یارو

آج اکبر علی کا ماتم ہے
مصطفیٰ کو خبر کرو یارو

صبحِ محشر کا ہی اگر کچھ خوف
شب کو غم سے سحر کرو یارو

صفحۂ دل پہ لکھکے نقشِ امام
اسکو رشکِ قمر کرو یارو

بندۂ خاکسارِ مسکین

لطف کی تم نظر کرو یارو

فصل الہاء

اُمت کی بی بیوں کی جو زہرا ہی سیدہ
واقع میں سب کی قبلہ و کعبہ ہی سیدہ

یارب تو اسکی بیں چڑھا آسمان پر
شاخ اُمید باغ خدیجہ ہی سیدہ

شاہد ہمیر سخن پہ سراجِ منیر ہی
نور و جمال یثرب و بطحا ہی سیدہ

محنت سے آسیا کی ہوی رشک آسیہ
فرماں روائے چرخ معلّیٰ ہی سیدہ

پیغام انکا کیوں نہو روح الامین سے
مولیٰ علی کے واسطے اولیٰ ہی سیدہ

دامن ہی اُسکا مانِ اخیارِ مسلمات
ہاں بیکسوں کی ملجا و ماویٰ ہی سیدہ

شانِ نزولِ آیۂ تطہیر اُسی سے ہی
آل عبا کی قدوہ و زُبدہ ہی سیدہ

فقر و قناعت اور ریاضت میں نامور
ہاں شاہِ بوتراب کی زوجہ ہی سیدہ

مسکین اسکے فیض سے جنت بقیع ہی
والا مقام عالم بالا ہی سیدہ

اس زلفِ سخن کا میرے غمخوار ہی شانہ
یہاں پنجۂ مرجان کا درکار ہی شانہ

اُمید کی شاخ اسکی جو ہو سبز عجب کیا
یوں عشق میں گیسو کے گرفتار ہی شانہ

ہی زرد کبھو سُرخ کبھو اور کدھی سبز
مانندِ دلِ غمزدہ بیمار ہی شانہ

دل کو میرے اس زلف میں جسنے نہ دیتا ۔ انسان کا کیوں درپئے آزار ہے شانہ
ہوتا ہے گردش سنبل و ریحان سے جو مہجور ۔ کیوں کر نہ کہوں سخت گنہگار ہے شانہ
ہے گھات میں من چھین کسی مار سے لیجائے ۔ اس طرۂ طرار میں عیار ہے شانہ

سودائی اے زلف کا مسکین کی مانند
سودے کا محبت کے خریدار ہے شانہ

خاکِ شفا جو ہووے میری بصر کا سرمہ ۔ سمجھو لگا اسکو یارب خاصے اثر کا سرمہ
دوش نبی کا راکب ابن علی ہوا ہے ۔ اسکی قدم کی مٹی نورِ نظر کا سرمہ
اس چشم خوں فشاں میں رونے سے کچھ خلل ہے ۔ درکار کیوں ہووے لعل و گہر کا سرمہ
تاثیر جسنے پایا تکبیر اسنے کھویا ۔ کیا کام آوے اسکو یہ سیم و زر کا سرمہ
ہو وینگے کور باطن چھوڑینگے ہم جو اسکو ۔ ہے سرمۂ جواہر کس خاکِ در کا سرمہ
مقصودِ اعظم اپنا ہاں خاکِ کربلا ہے ۔ کب اصفہاں میں پاویں اس چشم تر کا سرمہ
ضعف البصر ہوا ہے رونے سے مجھکو بے شک ۔ آنکھوں میں میری دیجے یارو گہر کا سرمہ

وہ زلفِ عنبریں ہے میری نظر میں مسکیں
تجویز کیجئے اب مشک و اگر کا سرمہ

برعرشِ بریں یارو شبیر کا ہے شہرہ ۔ زمرے میں ملائک کے تکبیر کا ہے شہرہ

ہر حلقۂ آہن میں اک شورِ قیامت ہے
صد حیف یہہ عابد کی زنجیر کا ہی شہرہ

ظالم کو جھڑکتے ہیں قاتل کو پکڑتے ہیں
میدانِ قیامت میں بے پیر کا ہی شہرہ

جوں سبزۂ خوابیدہ جس خاک پہ ہیں سرور
اک روضۂ رضواں کی تعمیر کا ہی شہرہ

اس تیر ترازو میں میزانِ قیامت ہی
ہاں صیدِ حرم کے اب نخچیر کا ہی شہرہ

تقریر پہ ہیں میرے اب لوح و قلم شاہد
تدبیر کو مت پوچھو تقدیر کا ہی شہرہ

خورشید و قمر اسکے پرتو سے ہوے روشن
کس چہرۂ تاباں کی تنویر کا ہی شہرہ

ہر صبح نکلتا ہی شمشیر بکف خورشید
شمشیرِ علی کی یہہ تشہیر کا ہی شہرہ

جو صاحب حاجت ہیں آفاق سے آتے ہیں
اس گنجِ شہیدوں کی توقیر کا ہی شہرہ

شہباز حرا جسکی ہاں بند ہوی آنکھیں
کونین میں اب اسکی تصویر کا ہی شہرہ

انصاف جہاں ہووے تحسیں سے زباں کھولیں
اس بحر میں مسکیں کی تحریر کا ہی شہرہ

کیا کام مجھے آویگا افلاک کا سایہ
درکار ہی سبطِ شہِ لولاک کا سایہ

مانگا جو شبیر کو ہی صاحب اقبال
ہی ظلِ ہما شعلۂ ادراک کا سایہ

یعنی عاشق مولا ہو میرا خاک نشیں
مطلوب میرا ہی پدرِ خاک کا سایہ

تھا گھات میں اک ظلِ الٰہی کے جو بھوا
بوتراب رضی ۲
بیباک شقی کو گیا یوں تاک کا سایہ

پاک کو کیا آیت تطہیر کا پردا — ہے شمع محبت کو دلِ پاک کا سایہ
جب دشت میں عریاں تھا سرِ سیدِ کونین — چتر اُسکا بنا خیمۂ افلاک کا سایہ
آرام کا گوشہ جو کہو کنجِ لحد ہے — سب حال میں درکار ہے یہاں خاک کا سایہ

مردانِ خدا ترس کی خدمت ہے سعادت
مسکیںؔ نہ طلب کر کسی بیباک کا سایہ

روشن ہو جسے احمدِ مختار کا رتبہ — سمجھیگا یقیں سیدِ ابرار کا رتبہ
کہتے ہیں علی کو جو ولی حق کا بجا ہے — مولا پہ عیاں حیدرِ کرار کا رتبہ
دن فتح کے راکب تھے علی دوشِ نبی پر — کیا پوچھئے اُس مطلعِ انوار کا رتبہ
سینے سے لگے تھے نبی شیرِ خدا کو — بڑھتا ہے یہاں مخزنِ اسرار کا رتبہ
یارو نکرو فاش کدھی عیب کسی کا — حاصل کرو کچھ حضرتِ ستار کا رتبہ
ہم فرق نہیں کرتے ہیں مولا و نبی میں — یکساں ہے عزیز و گل و گلزار کا رتبہ
جب سے دلِ بیمار کو ہے اُنکی محبت — سمجھا ہوں کچھ اک نرگسِ بیمار کا رتبہ

ہے عفو کے بازار میں مسکیںؔ کی خواہش
غفار پہ ظاہر ہے گنہگار کا رتبہ

ریحانِ مصطفیٰ سے ہوا گلشن آئینہ — اعجاز لعلِ لب سے ہوا معدن آئینہ

جوہر ہیں اسکے ہائے ہیں فتح سکندری
ہوتا ہی کسکے چہرے سے یوں روشن آئینہ

دنداں سے شہ کے صفحۂ یاسین ہو گیا
سلک گہر سے کیوں نہو اب مخزن آئینہ

ہم سیر اسمیں کرتے ہیں اک اسم ذات کی
ہی پنجتن کے سامھنے اب اک تن آئینہ

حیراں ہوا ہی سامھنے تیر نگاہ کے
آہن ہیں اپنا کیوں نکرے مسکن آئینہ

صورت سے شہ کے چشمۂ الحیات ہی
پھیلا رہا ہی فیض کا یوں دامن آئینہ

جوہر ہیں ہم خیال کریں حلقہ زرہ
ہوتا ہی ترک چشم کا اب جوشن آئینہ

ہر برگ گل سے صورت دلدار ہی عیاں
مسکین اپنے دل کا ہوا گلشن آئینہ

مجرئی موقف سلام کو دیکھ
پایۂ کرسی امام کو دیکھ

غم دنیا نہ کھا کہ ہی فانی
دین کی دولت دوام کو دیکھ

گہر اشک ہیں نظر میں مری
سلک گوہر کے انتظام کو دیکھ

ہیں غلام غلام مولی ہوں
شان مولا کو اور غلام کو دیکھ

ذکر میں شاہ کے ہیں ہوں مشغول
رات دن میرے اہتمام کو دیکھ

اپنے مولا ہیں ساقی کوثر
دست مولا کو اور جام کو دیکھ

ذکر لا سیف سے نہیں خالی
تیغ مولا کو اور نیام کو دیکھ

خندۂ زخم دل اگر ہے پسند
کسی گیسوے مشکفام کو دیکھ

خط کا رنگ سیاہ قایم ہے
کشور حسن کے قیام کو دیکھ

ہے بناگوش سے جو زلف قریں
یک جگہہ صبح اور شام کو دیکھ

خرق عادت سے دلربائی ہے
مرغ صیاد سے تو دام کو دیکھ

نہیں صبح وطن پہ انکی نظر
کوری چشم اہل شام کو دیکھ

لذت درد پوچھہ دردی سے
زخم کے مت تو التیام کو دیکھ

درک کر اسکے رمز کو ہمسایہ
سرسری مت مرے کلام کو دیکھ

خط ریحان میں تو صفحۂ قرآن کو دیکھ
اپنے مقصود کے معنے کی بھلا جان کو دیکھ

تجھکو بیتاب کرے خواب پریشان اگر
سن مری بات کسی زلف پریشان کو دیکھ

ہے ید اللہ کی قدرت میں اگر شک سر مو
شاخ مرجان کو اور پنجۂ مرجان کو دیکھ

شہ کی درگاہ کا فدوی ہے ہوادار اگر
اسکے روضے میں سدا روضۂ رضوان کو دیکھ

ہند و خال نہو مصحف رخ سے مربوط
دار اسلام سے اب ربط مسلمان کو دیکھ

دردمندان طریقت ہیں محبان حسین
درد دل میں جو غنیمت ہے تو درمان کو دیکھ

ہوے دیدۂ دلدار کا رکھہ دل میں خیال
مرگ چھپاے ہیں سدا تخت سلیمان کو دیکھ

ماہِ کنعاں پہ مکشوف ہی اپنے چاہ کی قدر
چشم یوسف سے ذرا چاہِ زنخداں کو دیکھ

تجھ پہ قربان مری جان ای جانِ عالم
اپنے بسمل کے ذرا دیدۂ حیراں کو دیکھ

اگرِ مو االضیف ہو اچشمۂ ارشادِ رسول
عید قرباں ہی آج اپنے بھی مہماں کو دیکھ

تکرموا مہمان بکنید ۱۲

گنجِ عرفاں ہی جہاں جلوہ گر از فیضِ امام
گر نظرِ غور سے مسکین کے دیوان کو دیکھ

سبطِ نبی ہی شمعِ شبستانِ فاطمہ
صورت ہی اسکی معنیِ قرآنِ فاطمہ

راضی ہوئیں شہادتِ حضرت امام سے
اُمت پہ کس غضب کا ہی احسانِ فاطمہ

صحرائے کربلا نظر آتا ہی پھول بن
لوٹا گیا ہی جب سے گلستانِ فاطمہ

ہی چہچہے میں اسکے صدا واحُسین کی
بلبل ہوا ہی اب دلِ نالانِ فاطمہ

ہی مومنو یقین جگر گوشۂ رسول
شانِ نبی سے کم نہیں کچھ شانِ فاطمہ

طاقت کہاں بشر کو کرے آپکی ثنا
قرآن میں خدا ہی ثناخوانِ فاطمہ

جنت کی سب نسا کی ہی تنک وہ سیدہ
اُمت کے سر پہ سایۂ دامانِ فاطمہ

فقر و قناعت اور رضائے رضائے حق
عشرت سرا میں نعمتِ الوانِ فاطمہ

پہلو پہ فاطمہ کے جو ہی نقشِ بوریا
مسکن ہی شیرِ حق کا نیستانِ فاطمہ

یارو یقین مانو کہ ہی جنۃ البقیع
شبّر کے فراق میں زندانِ فاطمہ

حسنین آپ کے نام پہ قربان کیوں نہو
جانِ رسولِ پاک ہوی جانِ فاطمہ

فصل الیاء التحتانیہ

تسلیم اُسے جو بولا فردوس بریں بس ہی
تھے ملکِ رسالت کے سردار میرے نانا
تقدیر کا خط دیکھو رتبہ میرا ہیجا نو
مولا کی جدائی میں میں درد سے روتا ہوں
یہاں فقر کی دولت ہی یہاں گنجِ قناعت ہی
ہیں تارکِ دنیا ہوں میں طالبِ عقبیٰ ہوں
ہی دشت مقام اپنا دلبر ہی علی اکبر
ہم شکلِ پیمبر کی یہہ صورتِ رحمٰن ہی
مولا کی عنایت سے ہی بیل میری سرسبز
عابد کی عبادت سے معبود کو پہچانیں
ہم آلِ پیمبر ہیں محفوظ ہیں عصیاں سے
مولا کا میں وارث ہوں یہہ فرشِ زمیں بس ہی
اقلیم ولایت یہاں اب زیرِ نگیں بس ہی
سجدے میں جو پیدا ہی یہہ نقشِ جبیں بس ہی
اس اشک کے قطرے کا اک دُرِّ ثمیں بس ہی
جینے کے لئے یارو اک نانِ جویں بس ہی
پایہ میری رفعت کا ہاں عرشِ بریں بس ہی
صحرا ختن کا ہی اک آہوے چیں بس ہی
تصویر کے لکھنے کو کب مانی چیں بس ہی
اس بیل کے بڑھنے کو کب روے زمیں بس ہی
کیا اپنی بزرگی کو یہہ بات نہیں بس ہی
مولا کی حفاظت کا اک حصنِ حصیں بس ہی

اوروں کی نگر رغبت سب اپنے مریدوں کو
وہ اوجِ شجاعت کا اک نیرِ اعظم تھا

فرزند علی لیکن ہے وہ مرشدِ دیں لیکن ہے
اور برجِ شرف اس کا یہ خانۂ زین لیکن ہے

گر قطع امل مسکیں عقبیٰ کا تہیہ کر
آسایشِ دنیا کو اک دم بھی کہیں لیکن ہے

ارادت ہے مجھے شاہِ نجف سے
خلف ایسا کہ ہے انکا خلیفہ
نکلے ہیں دہن سے اسکے گوہر
مناقب سیدِ شہدا کی دایم
میں عاشق ہوں ہے مذہب عشق میرا
ہے تیرِ عشق میرے دل کا شائق
میں اس خورشید کا ذرہ بنا ہوں
وہ ہے اوجِ امامت کا ستارہ

لگایا دل کو میں انکے خلف سے
جو ہے آگاہ رازِ من عرف سے
کہاں نکلے ہیں موتی یوں صدف سے
پڑھا کرتے ہیں ہم شوق و شعف سے
لیا ہے یہ طریقہ میں سلف سے
جدا ہوتا نہیں اپنے ہدف سے
کہ جس کا نقشہ گھیرا ہر طرف سے
جو نکلا ہے یہاں برجِ شرف سے

کریں مسکیں کی مشکل کشائی
یہی ہے التجا شاہِ نجف سے

جلوۂ فیضِ خدائے ذوالمنن آئینہ ہے
دیکھئے جدا کے گھر کا چمن آئینہ ہے

ہی زرہ پوش اک جواں سرو رواں آہن میں ہی
وہ سراپا گلبدن ہی گلستاں آہن میں ہی

گلشن آلِ نبی تھا تیر باراں سے تباہ
کیوں نہ رو دے سنگ بھی رنگ خزاں آہن میں ہی

حضرت عابد کو جو دیکھا طوق اور زنجیر میں
یاد مولا سے کہا شیرِ ژیاں آہن میں ہی

صورت اسکی آئینہ اور دل مرا طوطی ہوا
دیکھئے ای سبز پوش روضہ خواں آہن میں ہی

کیوں نہ ہو شہدا کے دل میں آرزو شمشیر کی
دولت بیدار و نقد رواں آہن میں ہی

غافلاں دنیا کے عبرت لیویں موسیقار سے
درد سے کس شاہ کے شور و فغاں آہن میں ہی

آب میں آہن کے رہتی ہی نہنگ ذوالفقار
بیضۂ فولاد سے نکلی مکاں آہن میں ہی

کیوں نہ ہووے آئینہ معراج کے شاہ ناز کا
عکس سے گیسو کے پیدا اژدہاں آہن میں ہی

اسکے ابرو اور مژہ کے عکس سے روشن ہوا
تیر دلدوز اور زاغ بھی کماں آہن میں ہی

بات اس سے جو نکلتی ہی پتھر کی لکیر
خامۂ مسکیں گویا زباں آہن میں ہی

مجرئی ماہ منیر اس شمع کا پروانہ ہی
جس سے نورانی ہر اک روشن کا خانہ ہی

کس کے بحرِ غم سے پیدا پنجۂ مرجاں ہوا
جو عزا کی بزم میں زلف سخن کا شانہ ہی

ہوویگا فضل خدا سے قدوۃ التاج امام
قطرۂ اشک ای محبو گوہر یکدانہ ہی

دل ہی مینا چشم ساغر بادۂ گلرنگ عشق
گریۂ اہل عزا ہاں گریۂ مستانہ ہی

تلخ کامی ہے ہماری غصہ و غم کے سبب
خانۂ ماتم ہماری واسطے میخانہ ہے

دیکھتا ہوں عرش کو میں زیر خاک کربلا
بات سمجھو یوں نہ بولو یہہ سخن رندانہ ہے

جام بھر پانی کہاں ملتا ہے اب شبیر کو
وقت میں بھرنے کے لائق عمر کا پیمانہ ہے

مارنے سے شاہ دیں کے دین ہو کیونکر ضعیف
شام کا حاکم مگر اس سوچ میں دیوانہ ہے

شہدا کے سر سے کیوں نہو احیاء دیں
جان پر جو کھیلتے ہیں بازی مردانہ ہے

قصۂ شہدا ہے مسکیں جس طرح مشہور خلق
ہاں ملائک کی زباں پر بھی یہی افسانہ ہے

بھرتی دل میرا اب صورت شبیر میں ہے
رگ جاں میری اسی زلف گرہ گیر میں ہے

حق سے ہوتا ہے فزوں مرتبۂ اہل نیاز
سر جو ہے خاک تہ کونین کی تسخیر میں ہے

تن میرا خاک ہوا تاک سے پھر گرد وہ بنا
مین جانون کہ وہ کس شاہ کی تصویر میں ہے

ابن بشاشت سے نہو عرش کو جنبش کیونکر
مرتے دم سبط نبی سجدے کی تکبیر میں ہے

کیوں نہ تدبیر سے اب ہاتھ اٹھاویں سرور
عمر کٹنے کی خبر خانۂ تقدیر میں ہے

منتھی باتوں سے وہاں آب فصاحت ہی تنک
یہہ مزہ یار و بھلا کب شکر و شیر میں ہے

تشنگی شہ کے اسرار کا دھیان بن نہ سکا ان سے جواب
قوت ناطقہ وہاں بات کی تقریر میں ہے

دل میرا قیس ہوا غم میں سر گیسو کے
نخل امید یہاں دانۂ زنجیر میں ہے

شہہ انگنج رواں دیتے ہیں عقبیٰ کے لئے — ملک کا پایہ مگر گنج کی توفیر میں ہے

کیوں نہ انسان کو ہو ذکر سے اسکی تحقیر — رکن ایمان کا جس شاہ کی توقیر میں ہے

یاد مولا کا سبب ہو گئی سجاد کی ویل — بچۂ شیر خدا دیکھئے زنجیر میں ہے

چاہئے قبلۂ مقصود ہوا سکے سجاد — بندۂ نیک سا جد کی جو تعمیر میں ہے

سر جھکا جاتا ہے عابد کا بجائے تسلیم — طاقت بندگی اب طوق گلوگیر میں ہے

ماہ نو نشتر غم بنکے نمودار ہوا — فضل حق دیکھئے کس درد کی تشہیر میں ہے

چادر آیت تطہیر کا پروانہ گیا — کفر کی یاد سیاہی کسی بے پیر میں ہے

ہوں میں دریوزہ گر روضۂ رضواں **مسکیں**

بلبل طبع غنی گلشن کشمیر میں ہے

مجرئی سینہ ہے پرخوں اور دل افگار بھی — یاد آتے ہیں حسین اور عابد بیمار بھی

ہائے اس تن کو جو ہے محشر حامی خلق کا — وہاں تھا ہرگز میسر سایۂ دیوار بھی

کیا عجب اس غم سے روویں دوستو جن و بشر — کربلا میں رو رہا ہے ابر دریابار بھی

کون اب اصغر پہ کرتا ہے شفقت کی نظر — ہے کمال بیکسی میں سید ابرار بھی

سنگ خارا کا جگر پانی ہوا اس درد سے — جلوہ گر تھا ہائے اس دیدۂ خونبار بھی

کیا ہوا انسان کو الفت سے جو محروم ہے — ہے فغان و شور میں اس غم سے موسیقار بھی

شامیوں کی دوستی ہے سارا روہی کا نشان
اہلِ کوفہ کی غلط تحریر ہے گفتار بھی

جب مدینے سے ہوئے کوفے کہیں راہی امام
فاطمہ بے کل ہوئیں اور احمدِ مختار بھی

اس سفر میں تھی شہادت کی کشش اس شاہ کو
منع کرتا تھا عبث ہر فردی غمخوار بھی

تیر باراں محمدؐ کے چمن کی ہے بہار
بدر کی مانند یہاں پھولا ہے اب گلزار بھی

شمر جو ڈالی ہوئی زہر آب کی تاثیر تھی
آبیارانِ چمن تھے خنجر و تلوار بھی

عشق مولا سے رکھا کرتا ہے دل میں خار خار
یہ عجب گلشن ہے جس کا سرخرو ہے خار بھی

سر حسین ابنِ علی کا کعبۂ مقصود تھا
جائے کعبہ بنی اس پر سیہ دستار بھی

کام یہ مشکل ہے مسکین التجا کر شاہ سے
از طفیلِ مرتضیٰ آسان ہو دشوار بھی

مجرئی جو ہوسِ دولتِ بیدار کرے
چاہئے آنکھ کہیں ابرِ گہربار کرے

بحرِ عصیاں میں جو ہوتے ہیں غرق ای یارو
انکے بیڑے کو حسین ابنِ علی پار کرے

دل ہوا عابدِ بیمار کے غم سے بیمار
کون ایسا ہے کہ اب پرسشِ بیمار کرے

گھر میں اپنے کروں آراستہ میں بزمِ عزا
گل کی مانند خدا مجھکو جو زردار کرے

نوحہ خوانی کا میں بلبل کی طرح ہوں عاشق
سوز سے انکے خدا مجھکو خبردار کرے

روضۂ شاہ میں بسنے کا خدا سے ہے سوال
میری مژگاں کو وہ خارِ سرِ دیوار کرے

کیا تجلی کہوں اس مرشدِ کونین کی میں — کلبۂ تار مرا مطلعِ انوار کرے

گنجِ مخفی کے جواہر کا گہر سنج وہ ہے — سینۂ اہلِ صفا مخزنِ اسرار کرے

جسکی ابروئے عنایت کا ہے گوشہ فردوس — سَبَقِ رحمت کا سبق کیوں نہ وہ تکرار کرے

جامِ کوثر مجھے محشر میں ملیگا مسکین
مجھ پہ رحمت کی نظر حیدرِ کرار کرے

امام اپنا شہِ اقلیمِ دیں ہے — شریعت کا وہی رکنِ رکیں ہے

بلندی پایۂ تقویٰ کی دیکھو — کہ ہر دم تو بھی سر بر زمیں ہے

ہزاروں اولیا کا تذکرہ ہے — ولی ایسا زمانے میں کہیں ہے

شریک اسکا کمالِ بندگی میں — کہیں واللہ ہم ہرگز نہیں ہے

نکلتا ہے جو یوں دُرجِ دہن سے — سخن شہ کا مگر دُرِّ ثمیں ہے

کہوں کیا فیض اُس گیسو کا یارو — گُلِ سُنبل بھی اسکا خوشہ چیں ہے

رخِ پرنور اس روشن جبیں کا — نبی کے گلستاں کا یاسمیں ہے

یہ ہے مشہد رہ اک دوشِ نبی کا — زمیں ہے یا مگر چرخِ بریں ہے

میں منقل گوشۂ دیں کے کہوں کیا — بہارستان ہے یا گل زمیں ہے

مجھے ہے نحن اقرب کا تصور — یہ فرش ای عارفو عرشِ بریں ہے

جب سر رائے عقل رسا ہو
لہو اس کا زمین پر کب ہو پامال

کہیگا یہہ سخن کرسی نشین ہے
رسول اللہ کا جو نازنین ہے

سخن کا جو میرے قائل ہو مسکیں
حقیقت وان ہے مردود بیحیا

خورشید آسمان کرامت حسین ہے
ماہ منیر برج ولایت حسین ہے

سر دیکے راہ حق میں ہوا راہی بہشت
سرو روان باغ سخاوت حسین ہے

ہے گرد غربت اس رخ پر نور سے عیاں
در یتیم بحر شہادت حسین ہے

بار امانت اسنے اٹھایا بصدق دل
ہاں آفتاب اوج صداقت حسین ہے

دنیا کو چھوڑ دولت عقبی کیا قبول
فرماں روائے ملک دیانت حسین ہے

ہے امت رسول کا بیشک نگاہ بان
گنجینہ دار گنج سیادت حسین ہے

شامی ہیں ارذل انکو فضیلت سے کیا خبر
جان عزیز جسم شرافت حسین ہے

تفضیل اسکی آیت تطہیر سے عیاں
ہاں مستحق تاج شہامت حسین ہے

بازو سے اسکے زور ہے اب ذوالفقار کو
گویا نہنگ بحر شجاعت حسین ہے

بولو رئیس شام سے یوں صاف اہل شام
انگشتر نگین ریاست حسین ہے

مسکین دیکھ غور سے سنتے نیاز کو

[illegible]

ہاں آفتابِ برجِ سعادت حسین ہی

یہہ قطرہ آنسو کا کس کے غم میں برنگِ شبنم ٹپک رہا ہی
نہیں ہی فرصت کہ لیویں ٹک دم یہہ اشک ہر دم ٹپک رہا ہی

خیالِ خنجر سے زخمِ کاری لگا ہی دل میں ہی بیقراری
ہوا ہی ہیرا جگر جو پانی اُسی سے یہہ غم ٹپک رہا ہی

حرم کے اطرافِ نادواں میں ہوا ہی سیلِ سرشک جاری
لباسِ کعبے سے یا الٰہی یہہ کس کا ماتم ٹپک رہا ہی

یہہ کس کے صبحِ وطن کا یارو لگا تھا کافور زخمِ دل پر
دو لب ہو یوں خوشی سے خنداں کہ جن سے مرہم ٹپک رہا ہی

پیا ہی زہراب کس کا خنجر ہوا تر اس سے گلو ہی شہ کا
کہ چشمِ کافر سے تا باین دم ہنوز اک سم ٹپک رہا ہی

میں تیغِ سرور کی آبداری بتاؤں کیونکر ہی سخت مشکل
نہنگِ خونخوار اسکو کہیے کہ دم بھی پیہم ٹپک رہا ہی

نہیں ہی طاقت سخن کی مسکیں میں فکرِ سرور سے مضطرب ہوں
کہ تیر باراں کے دھیان میں بھی عجیب اک غم ٹپک رہا ہی

سرور جو پیمبر کے دبستان سے نکلے
بے طاعتِ حق کب وہ بیابان سے نکلے

دریائے غمِ شاہ سے مایوس نہ رہئے
کچھ اپنے لئے پنجۂ مرجان سے نکلے

کہتا ہی میری آنکھہ سے یوں ابرِ بہاری
ہائے کیسے جواہر ہیں جو دامان سے نکلے

بانو نے کہا شہر میں شکر ہیں بتاؤں
عابد ہیرا جب گوشۂ زندان سے نکلے

مہمان ہی بیتا ہیرا اب ایسے کے گھر میں
کافر کہیں اسکو جو یہہ جان سے نکلے

قسمت کا بدا یہہ تھا کہ ہو جاویں پریشاں
کیا آلِ نبی گھر کے بیابان سے نکلے

دل سید شہدا کا تھا آئینہ حیرت — روتے ہوئے کچھ دیدۂ حیران سے نکلے

مرضی تھی یہہ اللہ کی یا سبط نبی کا — اس جنگل ویران میں تبی شان سے نکلے

تھی فوج ملک سیدِ شہدا کے جلو میں — جنات بھی ہمراہ بیابان سے نکلے

اک تخت وہاں گلشن فردوس سے آیا — بیٹھے ہوئے شہ اس پہ سلیمان سے نکلے

کس شاہ کا یہہ روضۂ رضوان پناہی

مسکیں گل و ریحان ترے دیوان سے نکلے

صورت سے اپنی معنیٔ قرآن حسین ہے — فضلِ خدا سے سورۂ رحمان حسین ہے

لشکر ہے اہلِ شام کا مثلِ قطارِ مور — فرماں روائے ملک سلیماں حسین ہے

جس دل میں اسکا عشق ہے سبز کیوں نہو — یارو نبی کے باغ کا ریحاں حسین ہے

سر دیکھ اس کا نیزے پہ کہتے ہیں اہلِ دل — باغِ جناں کا سروِ خراماں حسین ہے

نقدِ رواں کو کیوں نکرے صرف راہِ حق — گنجینہ دارِ گنجِ شہیداں حسین ہے

ہے فیض اسکے نام میں آبِ حیات کا — عالم تمام جسم ہے اور جاں حسین ہے

چہرے کا اسکے خال بجائے کلف ہوا — اوجِ شرف کا ماہ یہہ تاباں حسین ہے

خاکِ شفا کے فیض سے ہو ہی آشکار — اعجازِ لبِ عیسیِ دوراں حسین ہے

ای اہل کوفہ تم پہ ہے اکرام اسکا فرض — کاذ سے جاکے بولو یہہ مہماں حسین ہے

معشوق مصطفیٰ کا وہ غمگین کیوں نہو
عرفاں سے اپنے عاشق یزداں حسین ہے

سبط نبی کا نوحہ بلبل سنا رہا ہے
آتش سے سوز غم کی گل کو جلا رہا ہے

سودا ہے اسکو شاید گیسوے شاہ دیں کا
سنبل کا دل جو یارو یوں پیچ کھا رہا ہے

آل نبی کا گلشن یوں کٹ گیا جو یکسر
قدرت کا اپنے دریا مولا بتا رہا ہے

دیکھو خلیل کے گھر ہے آج عید قرباں
مقبولیت کا درجہ غم کو بھلا رہا ہے

سبط نبی ہوا ہے مذبوح راہ حق میں
ابن خلیل اپنے سر کو بچا رہا ہے

قرباں کیوں نجاؤں اس شہ پہ جو بہمت
بار امانت حق جو سر پر اٹھا رہا ہے

نام خدا قوی ہے کس زور کا ہے عابد
گردن ہے زیر خنجر تکبیر کہہ رہا ہے

ایسا نہ بولو یارو کٹتا ہے رشتۂ جاں
طول امل کا رشتہ اسنے کٹا رہا ہے

پردے میں فضل کے ہے دیکھو یہ وصل مخفی
جاناں سے اپنی جاں کو عاشق ملا رہا ہے

افسوس یوں نسوچا کوثر کے ہیں ساقی
خون جگر جو شہ کو ظالم پلا رہا ہے

اب کھیلتے ہیں سر و جاں پر کہ جان عالم
خنجر کے آئینے میں صورت دکھا رہا ہے

جوہر ہوا ہے مظہر گیسوے عنبریں کا
اس دام دلکشا میں دل کو پھنسا رہا ہے

سختی سے اپنے دل کی سنگ فساں بنایا
ابرو کی تیغ اسپر یارو چلا رہا ہے

اعجاز کیا کہوں میں اُس کا کہ عاشقوں کو	اک دم میں مارتا ہے پھر کر جلا رہا ہے

زلفِ سخن کو دیکھو ہے تار اسکا نازک
پردے میں دل کا مطلب مسکین سُنا رہا ہے

صورت سے تیری جلوہ نما شانِ الٰہی	حجت ہے خدائی کی یہہ برہانِ الٰہی
اِس صحن میں میں پھول سے ریحان کو دیکھا	ہے عرشِ بریں دیکھئے ایوانِ الٰہی
کیا کروفر اُس کا کہوں اللہ رے حشمت	سرور ہے بڑے زور کا مہمانِ الٰہی
بستانِ شہادت ہوا سرسبز جو اُس سے	ہے تیر کی برسات میں بارانِ الٰہی
وہ گیسوے شبرنگ جو ہے خوبیٔ رخسار	ہے دل میں میرے شمع شبستانِ الٰہی
ہے کنگرۂ عرش میں آویزۂ گوہر	اِس شہر کا ہوا گوہر غلطانِ الٰہی
آدم کے بدن میں جو خدا روح کو ڈالا	سرمایۂ تشریف ہے یہہ جانِ الٰہی
لائق جو قفس کے نتھا اس روح کا طائر	پنجرے میں ہوا بند بفرمانِ الٰہی
ممکن میں جو ہے فیض یہہ ذاتِ حسن کا نمایاں	کشّاف ہے اس رمز کا عرفانِ الٰہی
عرفان کی دولت ہے مگر گنجِ سعادت	عارف کا ہوا نام سخندانِ الٰہی
بنانے سے ید اللہ کے تزئین ہے اسکی	ہے زلفِ سخن سنبلِ ریحانِ الٰہی
کیوں دشتِ بلا میں نہو خوف سفینہ	طوفان بنا نوح کا طوفانِ الٰہی

مشہد میں ترے سر کے ہے خون کا دریا
ہے موج زن اس بحر میں فیضانِ الٰہی

دیکھا جو اسے اسنے پڑھا سورۂ الانساں
تھا کس خطِ ریحان میں قرآن الٰہی

سر شہدا کا جو ہے طائرِ قدسی
وحدت کے چمن میں ہے غزلخوان الٰہی

پیراہنِ فانوس میں جوں شمع ہے روشن
تھا اس تنِ بے سر میں جو سامانِ الٰہی

کس عاشقِ محبوب کی یہہ شان ہے یارب
جو اس کا ثنا خواں ہے ثنا خوان الٰہی

ہے سیدِ کونین تری شان کا سردار
اس شانِ الٰہی میں ہے احسانِ الٰہی

سر رشتۂ تقدیر ہوا پاؤں کی زنجیر
عابد کا یہہ زندان ہے زندانِ الٰہی

مسکین تو کس شاہ سے پایا ہے جواہر
دیواں ہے تیرا مخزنِ عرفانِ الٰہی

قطرہ مرے آنسو کا ہے شائق پابوسی
دامن سے شہِ دیں کے کب اسکو ہو پابوسی

ہے شمع مرے گھر کی جس روز سے اک مہتاب
ہے پردۂ دل میرا ہاں پردۂ فانوسی

رخ زرد نہیں تیرا لب خشک نہیں تیرا
کیا نفع تجھے دلوے یہہ جبۂ سالوسی

دل آب نہو کیونکر عابد کا بھی اس غم سے
پانی کے نہ دینے میں اک خاص ہے کنجوسی

در صحن میں زنداں کے کیوں اشک نہ برساؤ
مکشوف ہے ہر ایک پہ سجاد کی محبوسی

طالع کے ستارے بھی اس باب میں حیراں ہیں
تھی شام کے لشکر میں شامت سے جو منحوسی

محفل میں یا شقی کی جب وہ سر گیا سرِ بروۓ | جتنے تھے وہاں حاضر کبھا روئی وکبھا روتی

سردارِ جوانانِ جنت کا ثنا خواں ہے
مسکیں کا لقب زیبا کیوں کر نہو فردوسی

ہم ماتمِ شبیر میں جیوینگے مرینگے | اِس درد کی تشہیر میں جیوینگے مرینگے

اِس زلفِ پریشان کو جو خواب میں دیکھے | اِس خواب کی تعبیر میں جیوینگے مرینگے

زنجیر جو عابد کی تھی یہاں دل میں پڑی ہے | اِس بات کی زنجیر میں جیوینگے مرینگے

محتاج جو ہیں اہلِ عزا باغِ جناں کے | وے شاہ کی توقیر میں جیوینگے مرینگے

ہے شہ کی محبت کو عبادت سے تعلق | ہم سجدے کی تکبیر میں جیوینگے مرینگے

احمد نے جو حسنین کو منبر پہ بٹھایا | اس عشق کی تاثیر میں جیوینگے مرینگے

اس چہرے کے مصحف پہ ہے قربان دل اپنا | قرآن کی تفسیر میں جیوینگے مرینگے

مولا کے مریدوں کو ہے عقبیٰ سے علاقہ | اس ملک کی تسخیر میں جیوینگے مرینگے

ہے گنجِ شہیداں میں مری دولتِ مقصود | ہم گنج کی توفیر میں جیوینگے مرینگے

ہاں حبِّ علی دولتِ ایمان ہے مسکیں
تصدیق کی تقریر میں جیوینگے مرینگے

سرور نہو کیوں اپنا طلبگارِ الٰہی | دربار ہے اک فیض کا دربارِ الٰہی

سودے میں محبت کے نہ کر جان کا پروا
پر گوہر مقصود ہے بازار الٰہی

غفلت سے نہ ہشیار ہو کیوں عاشق مولا
ہاں دولت بیدار ہے دیدار الٰہی

سمجھیگا جو اس بات کو ہے صاحب عرفاں
عالم کی مددگار ہے سرکار الٰہی

ہاں داغ سے لالہ کے پتا اس کا ملیگا
پھولا ہے جو دل میں مرے گلزار الٰہی

یوں مجھ پہ عزیزو کھلا اب رشتۂ جاں سے
ہر رشتہ کا اپنا سر و کار الٰہی

محبوب محمد کی میں کیا شان بتاؤں
ہے چہرۂ پرنور میں انوار الٰہی

دیوانہ ہے دل اپنا مگر کام میں ہشیار
سرگرم اسے پاتا ہوں میں در کار الٰہی

ہمت پہ نظر کیجئے ای اہل صداقت
دل عشق سے ہوتا ہے خریدار الٰہی

ایمان کی ہے حصن حصین خوف و رجا سے
جوں سد سکندر ہے یہہ دیوار الٰہی

میں اک گل بے خار کا مشتاق ہوں بلبل
ہر خار سے پیدا ہے یہہ گلزار الٰہی

درگاہ کا مولا کی اگر شوق ہے تجھکو
مسکین رہا کر تو پرستار الٰہی

شاہ دیں پر سر مرا قربان ہوتا کاسکے
صرف اسکی راہ میں نقد جان ہوتا کاسکے

وہ مہ انور ہے جس سے ایک عالم فیضیاب
نور بخش کلبۂ احزان ہوتا کاسکے

شہسوار ایسا جو تھا دوش نبی کا وہ سوار
جلوہ افروز دل ویران ہوتا کاسکے

وہ جناب پاک ہے جسکو اعدا تشنہ لب
مجلس احباب کا مہمان ہوتا کاشکے

معصیت کے بحر میں تھے شامیاں ہر چند غرق
آہ منظور وہاں کا وہ تھا طوفان ہوتا کاشکے

دشمن جانی پہ شہ کرتے ہیں رحمت کی نظر
لشکر جنات کو فرمان ہوتا کاشکے

یارو اس تیغ درخشاں سے جو مثل برق تھی
ملک سارا شام کا ویران ہوتا کاشکے

حلقۂ زنجیر عابد کی صدا سے یوں کھلا
کوئی مسلماں حاکم زندان ہوتا کاشکے

یوں کہا سجاد نے رو رو کے شہ کے ہجر میں
اپنے بھی اٹھنے کا یہاں سامان ہوتا کاشکے

دیکھ تنہا سید شہدا کو ظالم شاد ہیں
شیر حق وہاں عازم میدان ہوتا کاشکے

شامیان زرد رو محکوم ہیں شیطان کے
تختۂ صد برگ نافرمان ہوتا کاشکے

دیکھ کر دیوان مسکیں بولتے ہیں شائقین
اس نمط کا اک ترا دیوان ہوتا کاشکے

آنکھوں سے گہر نکلیں جب ذکر سلام آوے
مجلس میں پڑھیں مجرا جب اپنا امام آوے

عابد کی یتیمی کا مطلب جو لکھا جاوے
با گرد یتیمی ہاں گوہر سا کلام آوے

شہ فقر کی دولت سے سردار ہیں عالم کے
دولت کو بلاویں تو ہو شہ کا غلام آوے

لاشہ اسکے نواسے کی ہے بے سایہ لب
درگاہ میں حسین شہ کے جبریل مدام آوے

دریائے شہادت سے فردوس کو جا پہنچیں
کب شہ کے دہن تک ہاں یاں دولت جام آوے

اس روئے درخشاں کا ہے دل میں دیا روشن
تم دیر اسے مت بولو اسلام کی بستی ہے

رنگین لہو سے ہیں مریخ کے دونوں ہاتھ
کیونکر نگرے طوفاں یہہ تیغ دو دستی ہے

ہم مار شریعت کو برچھی سے گراتے ہیں
سمجھے ہیں نجات اسمیں کیا فہم کی پستی ہے

کس بادۂ گلگوں کی تاثیر ہے یہہ یارب
بلبل کے ترانے میں جو عشق کی مستی ہے

یوں سید شہدا کے اٹھنے سے کھلا **مسکیں**
بنیان شریعت کے گرنے میں درستی ہے

الفت کا نشہ کی رشتہ تجھ سے اگر نہ ٹوٹے
دامن سے شہ دیں کے تار نظر نہ ٹوٹے

بولے نبی یہہ لڑکا سرور دل ہے میرا
کٹ جاوے دل کا گلشن پر یہہ شجر نہ ٹوٹے

خاک شفا کا معنی عیسیٰ کے دم سے پوچھو
یہہ وہ دوا ہے یارو جس کا اثر نہ ٹوٹے

آنسو کے تیرے قطرے دیکھینگے شہ کا دامن
ہشیار ہو سیانے سلک گہر نہ ٹوٹے

عابد ہے یا الٰہی پھل شہ کی زندگی کا
لٹ جاوے باغ سارا پر یہہ ثمر نہ ٹوٹے

عابد کے در کا حلقہ کب ہووے خلق کا دل
زنجیر آہنیں کا حلقہ اگر نہ ٹوٹے

بیدست و پا کی مولا کرتا ہے دستگیری
پرواز کب کریں ہم جب تک یہہ پر نہ ٹوٹے

دلبند فاطمہ کا گڑے بدن ہوا ہے
مسکین ایسے غم میں کیا یہہ جگر نہ ٹوٹے

مجرائی کر نثار تو گوہر نے
دل کھول کر بہ چشم خوں فشاں
پر خوں بیاض گردن شہ دیکھتے ہیں ہم
دیر کہن میں شعبدہ پیر چرخ سے
افسوس کیا غضب ہے جو تھا جان مصطفیٰ
شامی تمام اکبر و قاسم کو دیکھ کر
مشہور قدیم ہے دم ذوالفقار کا
سر خاک پر رکھینگے جو رو میں شاہ کے

حاضر ہیں بزم شہ میں سخنور نے
نوک قلم میں پاوینگے نشتر نے
بنتے ہیں ملک شام میں خنجر نے
مصنوعی گر رہے ہیں ستمگر نے
آئے ہیں اسکے قتل کو کونسے گر نے
کہتے تھے آئے ہیں دلاور نے
آہنگراں بنا ہیں تکبر نے سے
زرد و مس میں دیاوینگے افسر نے

ہمسکیں صلہ میں رو رضوان تجھے
دیوینگے جام ساقی کوثر نے

نقل محفل میں جو اکبر کی جوانی ہوگی
موت شہزادے کی جو مثل سمر تھا یقین
ہوئے مذکور جو مجلس میں سراسر درد ان
مجلس شاہ میں ہے شمع کے دل میں جو آگ
عرض کرتی ہے شہ دیں سے کیا سوز و گداز

نوجوانوں کے لئے غم کی کہانی ہوگی
قاطع آرزوے عالم فانی ہوگی
کیوں نہ اس بزم میں اشکوں کی روانی ہوگی
بخت کی روشنی اشک فشانی ہوگی
جو زباں اسکی ہے وہ اپنی زبانی ہوگی

حوصلہ تنگ بیاں کا ہو جہاں اہلِ سخن
عشق ریحانِ عسمد میں ہوا ایسا وصال
دیکھیے روضۂ رضوان بنا معدنِ فیض
جاں نثاری کا ہو از غفرِ زاہد خواہاں

گلِ تقریر سے وہاں غنچہ دہانی ہوگی
سبزۂ خاک میرا اسکی نشانی ہوگی
اُس سے ہر لگ میں اب واقعہ خوانی ہوگی
مجھکو جنات سے اب اُلفتِ جانی ہوگی

دل میں اسکے ہی کسی نرگسِ جادو کا اثر
کیوں یہ مسکین سے یوں سحر بیانی ہوگی

ظالماں کرتے ہیں شہ پر جور و بیداد بھی
قیدِ ظالم سے جو چھوٹے عابدِ عالی مقام
پہلے وہاں صیدِ حرم پر بند پانی کر دیا
پیرِ گردوں کا دلِ ناشاد سے دیکھے جو ہم
غم کسی کا صفحۂ تاریخ پر ایسا نہیں
سروِ آزاد ایسا ہی محبوبِ درگاہِ خدا
جب سبطِ نبی پہنچا بسلامت شام میں
کیوں نہ ہم سینے میں یہ واقعہ اسکی کریں

کیوں نہ دل ایسا کرے شور و فغاں فریاد بھی
چھوٹیں قیدِ غم سے ہم دلکو کریں آزاد بھی
ہم سے اس تجویز میں حیران ہیں صیاد بھی
دل ہوا برداشتہ اور خاطرِ ناشاد بھی
بے خبر ہی اس سے یہ دیرِ خراب آباد بھی
رکھتے ہیں اس سے محبت قمری و شمشاد بھی
ہو شفقی دلشاد دیتے تھے مبارکباد بھی
قبلۂ مقصود تھا ہوتا ہے اب استجاد بھی

بحرۂ غم مگر لکھتی ہے مسکین یہ کتاب

پڑھتے دمِ [illegible] ہیں بھلی باتیں کردار اور اسکا بھی

کس سوزِ الم کا یہہ افسوس ترانہ ہے
گویا یہہ زباں میری آتش کا زبانہ ہے

اب نقدِ رواں یارو خازن کے حوالے ہو
سینہ میرے سرور کا تیروں کا خزانہ ہے

دیدار کے شربت کا پیمانہ شہادت ہے
زہراب میں خنجر کے مرنے کا بہانہ ہے

اس رنگِ الٰہی میں گلزار ہدایت ہے
تن پہ میرے سرور کے پوشاک شہانہ ہے

پیچیدگی خطے میں گردش ہے زمانے کی
مکتوب جو دعوت کا کوفے سے روانہ ہے

رشتے سے نگہ کے میں اک تار بنایا ہوں
دُردانہ اس آنسو کا تسبیح کا دانہ ہے

مشرب کو فقیری کے بانیٔ سے لیتے ہیں
مجلس میں فقیروں کے اب چنگ و چغانہ ہے

نے نواز ۱۲

آغازِ رسالت کا آخر ہے زمانے کا
لے بھو ہیں ہمیر کو کیسا یہہ زمانہ ہے

ہمسایۂ گیسو میں مرجاں سے کنگھی کو تراشا ہوں
اس زلفِ سخن کا وہ کیا خوب یہہ شانہ ہے

راہِ مولا میں دیا سر عاشق ایسا چاہیے
حق کی خاطر مر گیا وہ صادق ایسا چاہیے

شوق میں دیدارِ حق کی کربلا کو چل دیا
جان کا پروا نہیں تھا شایق ایسا چاہیے

سر کے دینے میں سر مو اسکے دل میں غم نہ تھا
امتثالِ امرِ رب میں واثق ایسا چاہیے

اولیا کے تذکرے میں ایسا پھر [illegible] نہیں
صالح ایسا چاہیے اور لائق ایسا چاہیے

اس درد کی بیتابی دیوان کو یاد گئی

گلزار محمد کا بستانِ الٰہی ہے — ریحانِ نبی بے شک ریحانِ الٰہی ہے

جو دوشِ نبی کا تھا اک وہ بیاباں میں — کس شان سے جاتا ہے کیا شانِ الٰہی ہے

برسات سے تیروں کی ہو سرخ بدن اسکا — ظالم اسے مت مارو یہہ جانِ الٰہی ہے

جو صاحبِ معنے ہو سمجھے مرے مطلب کو — حسنین کی صورت میں قرآنِ الٰہی ہے

جب تک وہ رہے زندہ رنجور رہے غم سے — عابد کا جو زندان ہے زندانِ الٰہی ہے

اس بے سر و ساماں میں اسلام کی قوت ہے — کیا نام خدا دیکھو سامانِ الٰہی ہے

خاطر شکنی اسکی ہرگز نکرو ظالم — آیا ہے جو یثرب سے مہمانِ الٰہی ہے

گلشن سے نکل بلبل جنگل میں بھٹکتا ہے — اس رمز کو پہچانو عرفانِ الٰہی ہے

ہاں حکمتِ ایمانی ہم دیکھتے ہیں اس میں
مسکین ترا دیواں دیوانِ الٰہی ہے

عزادارو کرو تم آبیاری — لٹکتی ہے مرے شیشہ کی سواری

گلِ ریحاں ہیں لختِ جگر ہے — مری آنکھیں ہوئیں ابرِ بہاری

صدا قمری کی کوکو سن رہے ہیں — چمن میں دیکھ سرو جویباری

نبی اور مرتضیٰ ہیں دل فگار آج — کہ ہے اکبر کے تن پہ زخم کاری

قیامت تک غم سبط نبی ہے | عیاں جیسے ہے اسکی سوگواری
نظر فردوس میں مکدر رہی ہے | خدیجہ فاطمہ کی بے قراری
میرا دل بلبل باغ عزا ہے | رہا کرتا ہے دائم محو زاری
ترقی پر ہے دائم سبزۂ خط | عجب ہے لعل لب کی آبداری

سمائی سید شہدا میں مسکیں
امیر المومنیں کی خاکساری

شہر علم نبی کا در ہے علی | علم عرفاں میں سب پہ ور ہے علی
عاشق رب ہے طالب مولا | ابی طالب کا جو پسر ہے علی
کیوں نہ اسے سے حیا کی شاخ لگے | باغ ایماں کا شجر ہے علی
اس سے ہے کامیاب در نجف | معدن فیض کا گہر ہے علی
اور اب اسکا ہی لقب زیبا | اپنی ہستی سے بے خبر ہے علی
لافتی اسکی شان میں وارد | ہاں شجاعت سے مشتہر ہے علی

خضر دین نبی ہے جادہ مسکیں
ہادی خلق و راہبر ہے علی

کاش اس تن بے سر پہ قربان ہو ہوتے | غم خانہ شہ کے ہم مہماں ہو ہوتے

یہہ جان اگر جاتی تھی عسر ابد اپنی — شہدا کی رفاقت میں جاں بحق ہوئے ہوتے
اس عمر دو روزہ کی حیرانی سے بچ جاتے — اس دشت بلا میں جو حیران ہوئے ہوتے
روضے سے شہ دیں کے ہم دور رہا افسوس — اس گلشن جنت کے ریحان ہوئے ہوتے

اس دولت دنیا کا انجام خرابی ہے — اس در کی گدائی سے سلطان ہوئے ہوتے
تھی نوح کی کشتی کو جس دشت میں بیتابی — ہم گریۂ ماتم سے طوفان ہوئے ہوتے
ہم راہ میں مولا کی کھوتے جو سر و ساماں — آرائش جنت کے سامان ہوئے ہوتے

آنکھوں سے اگر سکیں ہم خوں کو برساتے
دریاے کرامت کے مرجان ہوئے ہوتے

یہہ لخت جگر اپنا رنگ گل بستاں ہے — اس سینۂ پرخوں میں اک گل ریحاں ہے
پانی نکرو ظالم بند آل نبی پر تم — صحرا میں جو آیا ہے اللہ کا مہماں ہے
نسبت میری آقا سے کیونکر نہ زیبا ہے — وھاں جنگل ویراں ہے یھاں اجڑا گلستاں ہے
مجلس میں شہ دیں کی لیجاہیں جو تحفہ — یک سینۂ بریاں ہے اک دیدۂ گریاں ہے
اس آنکھ کے پردے کو آنسو سے جو دھوتا ہے — یہہ مردم چشم اپنا کیا پاک مسلماں ہے
سینہ تیرے عاشق کا داغوں سے بنا گلشن — وھاں بلبل گریاں ہے یھاں یک دل نالاں ہے
ہم صفحۂ گلشن میں تصویر تیری دیکھیں — یھاں سنبل پیچاں ہے وھاں زلف پریشاں ہے

میں غور سے جب دیکھا پانی کے عوض پایا
محروم نہیں کرتا تو بید کے تیں مولا

اس چاہ زنخداں میں اک جان عزیز اہی
مقصود کا سرمایہ اندیشۂ حرماں ہی

مسکین کے دیواں کی جب سیر کریں احباب
انصاف سے فرمادیں کیا روضۂ رضواں ہی

دیکھے ہو اگر ابر گہر بار کی زاری
معلوم کرو عابد بیمار کی زاری

لاریب ہی اس غم میں جو اشجار کا رونا
ثابت نہو کیوں گر در و دیوار کی زاری

آئینہ شبنم کو جو ہم غور سے دیکھیں
ہو جلوہ نما آب گل و گلزار کی زاری

یہہ درد و بکا موجب غفراں ہی عزیزو
ہی اپنی دلیل احمد مختار کی زاری

سرچشمۂ دریائے کرم دیدۂ تر ہی
رحمت کی علامت ہی گنہگار کی زاری

آدم مہ کنعان و بتول عابد بیمار
مشہور زمانے میں ہی ان چار کی زاری

جب شمع کے رونے کو میں اس بزم میں دیکھا
یاد آئی مجھے سید ابرار کی زاری

اعجاز بیاں کیا میں کروں شیر خدا کا
ہی نالۂ نی حیدر کرار کی زاری

جو عشق سبب زاری بلبل کا ہی مسکیں
جتلادیگا عارف کو گل و خار کی زاری

مدکا ریہاں قدم ہی نہیں دم سے کام ہی
اغیار سے غرض نہیں محرم سے کام ہی

یوں عکد سے چرخ فلک گیتی آشکار
ہستی مستعار بجائے غبار ہے
عشق امام کے جو ہیں مستاں انہیں کیھو
طالب ہوا ہے کسکی یہہ تیر نگاہ کا
یکبار سال بھر میں جو رویا تو کیا ہوا
فرصت کہاں ہے دیکھیں جو میر و وزیر کو
تاثیر اس میں ہو وے گی زہر نگاہ کی

مولا کے عاشقوں کو سدا غم سے کام ہے
بھلا دیئے اسکو دیدۂ پرنم سے کام ہے
نہ جام سے علاقہ نہیں جم سے کام ہے
صید حرم کو دیکھو نہیں رم سے کام ہے
شبنم سے پوچھو گریۂ پیہم سے کام ہے
مجلس میں ہمکو شاہ کے ماتم سے کام ہے
زہراب میں جو ہری کے اگو سم سے کام ہے

دفتر سے اہل درد کے اسکو نکال دیں
مسکین جسکے زخم کو مرہم سے کام ہے

جو درد کا طالب ہو درمان کو کب دیکھے
فرمان الٰہی کا پروانہ رہے جس کو
جو کفر کی شامت سے دشمن ہے پیمبر کا
جس دل میں نہیں الفت ریحان محمدؐ کی
ظالم جو قساوت سے اصغر کا ہوا قاتل
جو رہزن دیں ہو وہ غارتگر ایماں ہے

جاناں کا جو خواہاں ہو وہ جان کو کب دیکھے
وہ سبط پیمبر کے فرمان کو کب دیکھے
اسلام کو کب دیکھے ایمان کو کب دیکھے
وہ روضۂ رضواں کے سامان کو کب دیکھے
وہ حضرت مولا کے مہمان کو کب دیکھے
وہ حضرت زہرا کے قرآن کو کب دیکھے

وہ سید عالم کے احسان کو کب دیکھے	جو ماں کے شکم سے یہاں لایا ہی شقاوت کو

مسکین جو فاسق کو سمجھا ہی رئیس اپنا
وہ ملک امامت کے سلطان کو کب دیکھے

آل محمدی سے اک گلبدن پڑا ہی	صحرائے کربلا میں بے سر جو تن پڑا ہی
جنگل میں ابن حیدر اب بے کفن پڑا ہی	کعبہ لباس ماتم اس غم سے کیوں نہ پہنے
اصغر وہ شیر خوارہ پرخوں دہن پڑا ہی	پھل تیر کا کھلایا جب اسکو اک شقی نے
پتھرا گئی ہیں آنکھیں اب بے سخن پڑا ہی	وہ بلبل خوش الحان جو دلربا تھا جوں گل
دُرِّ یتیم کا سا یہہ صف شکن پڑا ہی	اکبر کو دیکھ بے سُدھ اس طرح شہ نے بولا
ملک بقا کا عازم ابن حسن پڑا ہی	قاسم کو دیکھ زخمی کہتے تھے رو کے شبیر
گیا دشت کربلا میں مشک ختن پڑا ہی	اس زلف عطر سا سے جنگل مہک رہا ہی
گلچیں نہ توڑ اسکو سارا چمن پڑا ہی	عابد کا پھول سا تن شہ دیکھ کہتے تھے یوں

یا مصطفیٰ محمد اس پر نگاہ کیجے
مسکین بیکسی میں اب بے وطن پڑا ہی

یہہ کمائی وہ ہی ہو جس سے رہائی اپنی	مجرائی ہی گہر اشک کمائی اپنی
درگہ شاہ میں ہو دیگی رسائی اپنی	عشق سے اسکے اگر آہ و فغاں ہو و بلند

ہوتے ہیں بے سر و پا سارے نبی اور ولی
اشکِ بلبل سے سلگ جاوے نہ کیوں آتشِ گل
ہے سروکار مجھے حضرتِ مولا سے مدام
اک اشارہ تیری ابرو کا ہی کافی تھا شاہ

جب بتاتا ہے خداوند خدائی اپنی
غمِ شبیر میں ہے نوحہ سرائی اپنی
روزِ محشر میں ہو کیوں کارروائی اپنی
اسکی تائید سے ہو عقدہ کشائی اپنی

مجھکو ہے اس درد سے محبت مسکین
بندگی حق کی ہوئی ناصیہ سائی اپنی

شبیر کی مجلس سے وابستہ اگر دل ہے
فرمان جو رونے کا قرآن میں ہے بھولا
غمِ سیدِ شہدا کا کرتے ہیں رسول اللہ
عابد کی مصیبت سے کیوں کر نہ ہو دل غمگیر
کیا شام کے لوگ اس سے آگاہ تھے یارب
وہ شامِ غریباں کا ہوتا تھا نہ تاباں
مولا کے جو طالب ہیں ہیں فکر میں عقبیٰ کے
اللہ بھی طیب ہے حسنین بھی طاہر ہیں

تو منزلِ اول بھی فردوس کی منزل ہے
ہنسنے کو تو سمجھا ہے آسان بہت مشکل ہے
خوشنودی مولا بھی اس درد سے حاصل ہے
یہاں ضعف کا غلبہ ہے وہاں فکرِ سلاسل ہے
تطہیر کی آیت جو فرقان میں نازل ہے
اس جنگل ویران میں حسنین کی محفل ہے
دنیا کے تشیں کا جو شوق ہے باطل ہے
مُردار کا دل یار و مُردار پہ مائل ہے

یا سید شہدا میں مسکین ہوں ناکارہ

والله تعالی
فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیرا

تجھ نام پہ ہاں قرباں اک جان ہی اور دل ہے

نازاں ہے عندلیب کی تاثیر کے لئے
میراثِ چمن ہے اسی میر کے لئے

کافی ہے ترک چشم کو اے سرو رعب
گردش تری نگاہ کی تسخیر کے لئے

اعجاز سے امام کے شامی ہیں بے خبر
تقدیر بھی ضرور ہے تاثیر کے لئے

اصغر کا حال جب سے ہوا نقش کالحجر
ڈھال ہو گیا ہوں میں ہمشیر کے لئے

مرقد سے شاہِ دین کے آتی ہے یہ صدا
بخشش ہماری چاہیئے تقصیر کے لئے

بیزار حسین سے ہو وہی ہے وہ بد نصیب
دوزخ کی بھی زفیر ہے بے پیر کے لئے

سختیٔ عذاب ۱۲

سگ طینتانِ شام کو ہتھکڑی ضرور تھی
سجاد مستحق نہیں زنجیر کے لئے

سیپارۂ کتاب کا ہے چارہ بین فیض
مولا علی ضرور ہیں تفسیر کے لئے

حسین کس سے ہو ثنا اہل بیت کی
قرآن یہاں ضروری ہے تقریر کے لئے

اے کاش ہم بھی ان کے قدم پر نثار ہوتے
باغ جہاں میں ان کے خدمت گذار ہوتے

راہِ خدا میں مرنا ہے عمر جاودانی
خرچ اس میں ہم جو ہوتے عالی وقار ہوتے

محنت کے فائدوں سے ہوتے اگر خبردار
کاہل کو اس جہاں میں راحت شعار ہوتے

مولا سے اپنی نسبت ہم بھی درست کرتے
نخوت کو چھوڑ دیتے اور خاکسار ہوتے

عشقِ خدا سے غافل خود بیں سدا رہے ہیں — بے اختیار ہوتے جب بے قرار ہوتے

دلدارِ بے نشاں کی الفت میں محو ہوکر — بے نام ہم جو ہوتے کیا نامدار ہوتے

دیتا اگر ہدایت ہمکو جنابِ باری — خوار و ذلیل ہوکر با اعتبار ہوتے

معراجِ مصطفیٰ کا اسباب تھا نمایاں — دوشِ نبی پہ سرور جس دم سوار ہوتے

خنجر کے آب سے تر ہوتا گلو جو اپنا — محسوب با شہیدانِ روزِ شمار ہوتے

سبطِ نبی ہے بے سر **مسکین** دل سے ای کاش
قرباں اسکے تن پہ ہم بار بار ہوتے

صفحۂ دل کے شاہ کی تصویر چاہیے — خونِ جگر سے سرخی کی تحریر چاہیے

دیوانہ ہوکے غم سے بھٹکتا ہے دل میرا — اس زلفِ مشکفام کی زنجیر چاہیے

جانِ فگار شوق میں سیبِ ذقن کے ہے — بیمار کے علاج کی تدبیر چاہیے

تائیدِ شرع کیوں نہو ریحانتین سے — ثقلین کی رسول کو تسخیر چاہیے

ہے میرے دل میں گنجِ شہیدوں کی آرزو — اس گنج کی جہان میں توفیر چاہیے

عاشور کی نماز جو پڑھتے ہیں مومناں — ان کا امام عابدِ دلگیر چاہیے

کوثر کا جام مانگیے شیرِ خدا سے اب — اصغر کے واسطے جو یہاں شیر چاہیے

ای شامیاں نظر کرو شانِ امام کو — اس شاہِ نیمروز کی توقیر چاہیے

مسکین کے کلام میں سحرِ حلال ہے
روضے میں شہ کے خوبیِ تقریر چاہیے

مجرئی سبطِ پیمبر کی ثنا خوانی ہے
حسنِ تقریر یہاں غیب سے ارزانی ہے

یہہ جو گلزارِ شہادت سے ہوا جلوہ نما
صبغۃ اللہ ہے اور رنگ مسلمانی ہے

مصطفیٰ عشق سے مولا کے بھی سرشارِ مُدام
سبب ذوق مگر بادۂ ریحانی ہے

اُس سے اک فیض کا سامان مہیّا ہوگا
ابنِ حیدر کی جو یہہ بے سر و سامانی ہے

کس قدر خون بہا ہو جو بنا ہے دریا
کشتیِ آلِ نبی دشت میں طوفانی ہے

لبِ خنجر میں خداوند رکھا آبِ بقا
عارفو دیکھئے کیا قدرتِ یزدانی ہے

تا قیامت وہ شہادت سے جو محروم رہا
زندگی خضر کی اسبابِ پشیمانی ہے

سُرخرو سامھنے اللہ کے ہے ابنِ خلیل
دشتِ غربت میں یہہ کس شاہ کی قربانی ہے

چاہتا ہے یہہ نہو صبحِ سعادت روشن
لشکرِ شام مگر لشکرِ شیطانی ہے

کیوں نہ زندانِ الٰہی کا ہمیں ہو خیال
ہائے اب عابدِ بیمار بھی زندانی ہے

لعلِ لب شاہ کا کیوں کر ہوا آئینۂ نطق
مجھکو مسکین اسی بات کی حیرانی ہے

بلبل کو جب سے نالہ و زاری سے کام ہے
گُل کو چمن میں ابرِ بہاری سے کام ہے

کیوں کر گلِ پیادہ بناوے دل کو وہ
دن رات جسکو شہ کی ہوا سے ہی کام ہے

گوہر پرو رہے ہیں جوئے تارِ اشک میں
آنکھوں کو میری سبحہ شماری سے کام ہے

سلطانِ ہمیروزر کو شاہی سے کیا غرض
کب جنتی کو مردمِ ناری سے کام ہے

فدوی ہیں جان و دل سے شہِ بوتراب کے
دنیا میں ہمکو عزت و خواری سے کام ہے

وعدہ جو شیرِ حق سے کیا تھا وفا ہوا
سجدے میں شہ کو شکر گزاری سے کام ہے

کاہیکو وہ نظر کرے اہلِ طرب پر
مسکین جسکو نوحہ و زاری سے کام ہے

شکر الحمد کہ ہم شہ کے عزادار ہوے
فیض سے درد کے اب خواب سے بیدار ہوے

عندلیب گلِ رخسار بنائے دل کو
گلشنِ یار کے خارِ سرِ دیوار ہوے

الفت نرگسِ بیمار ہے عینِ مطلب
اس لئے عشق سے اس چشم کے بیمار ہوے

چشمِ دل اپنی ہوی فضلِ خدا سے روشن
شوق اکسیر میں خاکِ رہِ دلدار ہوے

پانوں میں اپنے خودی کا تھا اندیشہ شدید
نکلے جب قید سے مولا کے طلبگار ہوے

اول و آخر و ظاہر وہی باطن بے شک
چار منزل سے فقیری کے خبردار ہوے

گنجِ مخفی میں نہاں تھے جو گہر بیش بہا
ان جواہر میں ہم اک گوہرِ شہوار ہوے

سرِ وحدت ہے تجھے عالمِ کثرت مسکین

اہلِ تجرید بسا اس باغ میں سہارے رہو

رخصت جو سفر کی لیا اس جانِ جہاں سے
ہیں چاہِ زنخداں کو بھرا شیرۂ جاں سے

ہمراہ تو کچھ تحفۂ درگاہ بھی لیجا
ہو لاوے ملتے ہیں جو جاہیں یہاں سے

سمجھینگے جو دریائے شہادت کی کرامت
الفت نہو زنہار انھیں نقدِ رواں سے

ادراک کرو پیروی سیدِ شہدا
اپنی ہی وصیت یہی ہر پیر و جواں سے

برسات میں تیروں کی عجب رنگ نکالا
ہی صیدِ حرم گلبدن اب تیر و کماں سے

اک سروِ رواں باغ نبی کا ہی پایا
شرمندگی ظاہر نہو کیوں آبِ رواں سے

جب یک دمِ آب اسکا ہوا روغنِ آتش
جلتا ہی عقیق آگ میں اکبر کے دہاں سے

ہی رنگ الٰہی کی کرامت یہی یارو
سرسبز ہوا یہ چمن اب بادِ خزاں سے

تائید سے سرور کی یہ کہتا ہی سخن گو
مسکیں کو علاقہ نہیں کچھ حسنِ بیاں سے

ہاتفِ غیب مجھے ایسی خبر دیتا ہی
نخلِ ماتمِ شہدا کا ثمر دیتا ہی

سروری اہلِ جناں کی اُسے دیتا ہی خدا
راہِ مولا میں جو انمرد جو سر دیتا ہی

پر شکستوں کو بھی پرواز کی طاقت دیگا
وہ خداوند جو جبریل کے پر دیتا ہی

غم کی محفل میں تو کر صرف زرِ دل مانندِ گل
عندلیبوں کو گلستاں میں زر دیتا ہی

شہ کی مجلس کا تو گر عزم اگر عاقل ہے
دُرِ مقصود تجھے دیدۂ تر دیتا ہے

اس شہادت کی بنا روزِ ازل ہے مگر
ہاے جبریل بھی احمدؐ کو خبر دیتا ہے

دیکھو سبطین کی ہمت کو تم از بہر خدا
ایک سر دیتا ہے اک لختِ جگر دیتا ہے

جسکو مسکین خداوند کرے نیک نصیب
نخلِ ماتم بھی اسے برگِ سفر دیتا ہے

تنِ بے سر سے سر بھی ملتا ہے
اپنا چاکِ جگر بھی ملتا ہے

قطرۂ اشک کو نہ گرنے دے
کہیں ایسا گہر بھی ملتا ہے

لبِ کوثر پہ مصطفیٰ سے آج
شبیرِ حق کا پسر بھی ملتا ہے

ہاے شبیرِ خدا سے جنگل میں
شہ کا نورِ نظر بھی ملتا ہے

وہ مجاہد جو کھاوے تیر کا پھل
اسکو برگِ سفر بھی ملتا ہے

کیوں نہ سبطِ نبی کٹا دے سر
دلبرِ سیمبر بھی ملتا ہے

اسکو جو ہووے غم سے خاکِ راہ
شاہِ عالم کا در بھی ملتا ہے

مغفرت مانگ شاہ سے مسکیں
اس دعا سے اثر بھی ملتا ہے

ہے چاکِ گریباں پہ نظر دیدۂ تر کی
مقصود ہے تسکین مگر لختِ جگر کی

تو آنکھ سے آنسو کو نکر خشک سُکھانے
مجلس میں بڑی قدر ہے اس سلک گہر کی

غم کھاتے تھے اور خون جگر پیتے تھے سرور
ہوتی تھی کمی دشت میں جب برگ سفر کی

گلشن کو جلا دل کو محمدؐ کے جلائی
سُلگی تھی وہاں آگ جو خنجر کی شرر کی

اکسیر جو پوچھو تو میری خاکِ شفا ہے
میں عاشق سرمست ہوں خواہش نہیں زر کی

کیا خوف مجھے طفلِ سرشک اپنا جو گم ہو
لیوینگے خبر شاہ میرے نور نظر کی

مسکین مرنے میں قیامت ہوئی برپا
تشہیر ہے احمدؐ سے شہادت کی خبر کی

دل آپ کا ہے مخزنِ اسرار یا علی
عشقِ خدا کے تُم ہو طلبگار یا علی

رویت تمہاری کعبہ و مصحف سے ہے شدید
طاعت ہے حق کی آپ کی دیدار یا علی

اصحاب میں رسولؐ کے مُمتاز آپ ہو
بازارِ مُصطفیٰ کے خریدار یا علی

نُصرت ہے تم سے دین کو اور کفر کو شکست
کہتے ہیں تمکو حیدرِ کرار یا علی

مُشکل کو انکی کرتی ہے آساں تمہاری یاد
دشتِ بلا میں جو ہیں گرفتار یا علی

حضرت امیر آپ کو کہتے ہیں اہلِ علم
مُرشد ہو آپ خلق کے سالار یا علی

مولا کی معرفت سے میرا دل ہوا آشنا
اُٹھ جاوے اپنا پردۂ پندار یا علی

مسکین بنوا کو ہے دونوں جہان میں

سرکار تمہارے سرو کار یا علی

حرزِ دل و جاں اپنا سدا نادِ علی ہے
ہاں راحتِ تن قوتِ روان یادِ علی ہے

دیکھو تو یہہ کیا درجۂ عالی ہے مُجو
سادات بنی فاطمہ اولادِ علی ہے

ہم شکلِ پیمبر کو کیا ظلم کا پامال
اب پیرِ فلک سے یہی فریادِ علی ہے

مرشد سے جو پایا وہی عرفان کمایا
جو فیض ہے مولا کا وہی دادِ علی ہے

آفت سے زمانے کی بچا اسکو الٰہی
یہہ عابدِ بیمار جو سجادِ علی ہے

مضمونِ شفاعت جو شہادت سے عیاں تھا
تسکین دہِ خاطرِ ناشادِ علی ہے

ہاں آلِ نبی سروِ گلزارِ جناں ہیں
یہہ بیل بگر گلشنِ آبادِ علی ہے

گنجینۂ حکمت نہو کیوں اسکا سفینہ
مسکین سخن میں جسے امدادِ علی ہے

اس مجلسِ عزا میں پیمبر کو دیکھئے
اکبر علی کے چہرۂ انور کو دیکھئے

سبطین گئے مقام کی ہے جستجو اگر
مسجد میں یارو رتبۂ منبر کو دیکھئے

خامس ہے پنجتن کا حسین ابن مصطفیٰ
اس شاہِ دیں کے خویش و برادر کو دیکھئے

اس تشنہ لب امام کا درکار ہے جو وصل
محشر کے روز ساقیِ کوثر کو دیکھئے

ای عارفانِ سیرتِ لعلِ لبِ رسول
شہ کے گلے پہ الب خنجر کو دیکھئے

دل بستگی خراب ہے قاتل کے تیر سے
شبیر خدا کے دوست تو بستر کو دیکھئے

آتا ہے شہسوار نبی ذوالجناح پر
اے اہلِ شام وارثِ حیدر کو دیکھئے

ڈوبی ہے جان اسکی تقاضے میں تیر کے
شیرے میں جان کے علی اصغر کو دیکھئے

مسکین ہے سلام کا مشتاق یا امام
لطف و کرم سے فدوی کمتر کو دیکھئے

پاکیزہ جواہر ہیں پڑے دیدۂ تر کے
منظور یقیناً ہے ہوں سرور کی نظر کے

میں تشنہ لبی شاہ کی کر یاد جو رو دیا
آنکھوں سے رواں قطرے ہو خونِ جگر کے

واقف نہیں زنہار میں لعل و گہر سے
شوقی ہیں زمانے میں بہت لعل و گہر کے

اے اہلِ جفا ترکِ وفا مت کرو زنہار
کیوں دشمنِ جاں ہو گئے زہرا کے پسر کے

دیوانگی اپنی ہوی سرمایۂ دانشر
ٹکڑے جو کیا شوق سے دامنِ تر کے

ہے شجرۂ امید نبی سید مظلوم
مشتاق ہیں دارین میں ہم اسکے کمر کے

میں جب سے سنا اس تنِ بے سر کی مصیبت
ٹکڑے ہوا اس دن سے میرے لختِ جگر کے

اے مومنو ہے شہ کا سفر مایۂ اقبال
شامی ہوے مغرور عبث فتح و ظفر کے

حمزہ کی سپر کو ہے شرف تیغ علی سے
بندے ہیں مسلمان اسی تیغ و سپر کے

جس روز سے پر خون ہوا جوشنِ اکبر
قوت میں ہمیں ریب ہے جوشن کے اثر کے

سالار کے سر میں ہے ید اللہ کی قدرت — مشکل کی گرہ کھلتی ہے تائید سے سر کے

خواہش نہیں اہل دول کی ہمیں مسکین
درویش ہو جب سے کسی شاہ کے در کے

اس ہادی زماں کا جس دم ظہور ہووے — آنکھوں کو نور ہووے دلکو سرور ہووے
عیسی نبی کو جسکی منظور پیروی ہو — اسکی جبین پہ بے شک احمد کا نور ہووے
نور ہدایت اسکا چمکے جو بحر و بر میں — کوہ گناہ عالم تب کوہ طور ہووے
جو اسکی خاک پا کا آنکھوں میں دیوے سرمہ — وہ طالب لقا (دیدار ۱۲) حور و قصور ہووے
اس کا ظہور کیوں کر موقوف ہو عزیزو — آنے سے جس ولی کے یوم النشور (قیامت قائم شود ۱۲) ہووے
دیدار اسکی بے شک دیدار ہے خدا کی — جو عاشق خدا ہو کب اس سے دور ہووے

از بس شعار تقوی ہے استوار اس سے
مسکین اسکا تابع صاحب شعور ہووے

بندے جو خانہ زاد ہیں حضرت امام کے — ارکان بالیقین ہیں دارالسلام کے
مولا کے عاشقوں کا شگفتہ جمال ہو — جس روز مثل خاک ہوں چہرے تمام کے
ہے درد دل حقیقت ایمان کی دلیل — بیدرد جو بشر ہیں مسلماں ہیں نام کے
شادابی اس گہر کی کہاں موتیوں میں ہے — گوہر جو اشک کے ہیں وہی اپنے کام کے

جس روز آفتابِ قیامت ہو دو ہو
ڈوبینگے بحرِ عرق میں سبھی اہلِ شام کے

نذرِ امام پانی پلاوینگے خلق کو
مشتاق ہیں جو حشر میں کوثر کے جام کے

آبادشہ کے سر سے ہیں سب خانۂ خدا
قربان کیوں نہ ہو دیں ہم اس اہتمام کے

دامن لہو سے لال گریباں ہی پُر گہر
باعث ہمارے دید ہیں اس انتظام کے

اس بندگی کا صدق سعادت کا ہے سبب
مسکین ہم غلام ہیں شہ کے غلام کے

گر جگر کو آب اپنے خوفِ محشر کے لئے
دیجئے تر چاہئے ہاں دامنِ تر کے لئے

ہو ویگا حل یہ معما والضحیٰ واللیل سے
شمعیں دو درکار تھیں حضرت کے منبر کے لئے

اس صغیری اور بزرگی کو مجمود دیکھئے
عرشِ اعظم سخت ہی بیتاب اصغر کے لئے

چشمہ رحمت ہو پیدا چشم گوہر بار سے
رو دیں جو اہلِ عزا ساقیِ کوثر کے لئے

تخت ہی حضرت نبی کا اور تاجِ مرتضیٰ
شامیاں لڑتے ہو کس کے تخت و افسر کے لئے

وارثانِ مسندِ احمد ہیں اولادِ بتول
ہے امامت نامزد شبیر و شبر کے لئے

اس محبت کے سبب کو جان و تن سے پوچھئے
مصطفیٰ حاضر ہو تھے رن میں اکبر کے لئے

خاک سے بنتا ہی یارو فرشِ خاصِ بوتراب
قاقم و سنجاب کب لائق ہیں بستر کے لئے

دیکھ مسکیں از طفیلِ فاطمہ بنتِ رسول

آیتِ تطہیر ہے اولادِ حیدر کے لئے

چہرے سے ترے نورِ خدا جلوہ نما ہے | دیدار سے بھی حسنِ لقا جلوہ نما ہے

تو سیدِ ابرار ہے محبوب نبی کا | سیرت سے تیری صدق و صفا جلوہ نما ہے

اس سر سے جو ہے نذرِ خدا بہرِ شفاعت | کیا فیض و عطا لطف و سخا جلوہ نما ہے

ہے خونِ جگر اپنی غذا جوں گلِ لالہ | یہ داغ میرے دل سے سدا جلوہ نما ہے

فرزندِ پیمبر کو ہے یہ خلق سزاوار | ظالم سے جفا تم سے وفا جلوہ نما ہے

دردِ شہِ مظلوم حقیقت میں ہے دریا | اس درد سے یاں عشقِ خدا جلوہ نما ہے

دریائے غمِ سبطِ نبی کیوں نہ ہو پر جوش | اس بحر سے یاں شورِ عزا جلوہ نما ہے

مسکین سمجھ اسکو تو احسانِ الٰہی | باتوں سے تیری حبِّ ولا جلوہ نما ہے

سر دو سے دمِ آخر تکبیر بھی ہوتی ہے | اسلام کے پائے کی تعمیر بھی ہوتی ہے

حکمت سے نہیں خالی اس شہ کا سفر کرنا | ہاں دولتِ عقبیٰ کی تسخیر بھی ہوتی ہے

سپنا جو کٹھن دیکھا اظہار کیا سب کو | اس خوابِ پریشاں کی تعبیر بھی ہوتی ہے

خونِ آلِ نبی کا آہ آسان سمجھے ہیں | تحریر بھی ہوتی ہے تقریر بھی ہوتی ہے

اس مردِ شرابی کو جو شہ کا قاتل تھا | تکفیر بھی ہوتی ہے تعزیر بھی ہوتی ہے

کیا کوہِ غم عابدِ دلکوب تھا افسوس
تیار جو صحرا میں زنجیر بھی ہوتی ہے

جو ساکنِ کوفہ ہیں خالی وہ وفا سے ہیں
اب ضربِ مثلِ یار و شمشیر بھی ہوتی ہے

روتے ہوئے بانو سے کہتے تھے یہی سرور
تقدیرِ الٰہی کی تدبیر بھی ہوتی ہے

اس چہرۂ تاباں سے جو نیرِ اعظم تھا
اب شام کی بستی میں تنویر بھی ہوتی ہے

لب ہلتے ہیں سر کے در آیات کو پڑھتے ہیں
اعجاز سے مصحف کے تفسیر بھی ہوتی ہے

میں خاکِ شفا کا ہوں مسکین بدل شایق
دنیا میں کہیں ایسی اکسیر بھی ہوتی ہے

سالکانِ راہِ حق کو چشمِ تر درکار ہے
عاشقِ شبیر کو خونِ جگر درکار ہے

گوہرِ اشکِ رواں سے آب و دانہ کیوں نہ لیں
مومنو اپنے لئے زادِ سفر درکار ہے

کب تلک یا شاہ طفلِ اشک یوں پامال ہو
فیض بخشی کی یتیموں پر نظر درکار ہے

بے سر و سامانی تن کا نہیں ہے کچھ علاج
شاہیوں کو ہاے اب سر در کا سر درکار ہے

ہیں جوانمردی میں اولادِ علی ضرب المثل
کب ہوں سر دینے سے لیکن پائے اگر درکار ہے

سخاوت ۱۲

چاہتا ہے دل میرا ہو شہ کی گنبد پر نثار
کیا کروں بے بال و پر ہوں مجھے پر درکار ہے

یوں زبانِ حال سے کہتی ہے اب خاکِ شفا
صاحبِ اکسیر کو کب سیم و زر درکار ہے

مصطفیٰ سے ہے بنا ماتم ابن علی
پیروی احمد کی اے حسن د بشر درکار ہے

اشک کے قطروں کو مسنگیں خون دل سے سرخ کر
تجھکو عقبیٰ میں اگر لعل و گہر درکار ہے

رباعیات

کچھ توشۂ عاقبت جہاں سے لیجا
گلزار بہشت کا اگر ہے جویا
فرزند نبی کا غم یہاں سے لیجا
رخصت اس چشم خوں فشاں سے لیجا

دنیا یہہ سرا ہے یہاں سے جانا ہوگا
جب نامۂ اعمال سنانا ہوگا
بدلہ بھی عمل کا اپنے پانا ہوگا
مقبولوں کا جنت میں ٹھکانا ہوگا

گر موت کو یاد دل سے تائب ہوجا
دایم دنیا کا تو طلبگار رہا
اور نفس بد اطوار پہ غالب ہوجا
اب حضرت غفار کا طالب ہوجا

نسبت معروف بحکم الثقلین ۱۲

قرآن کی تعظیم کا تبیان ہوا
امت غفلت سے بھول جب حکم رسول
عترت کے لئے نبی کا فرمان ہوا
(آل اطہار ۱۲)
دریائے جفا و ظلم کا طغیان ہوا

ولہ

شب ہائم

شب باش رہے سرا میں آنے والا
دنیا سے ہر اک شخص ہی جانے والا
سیر یگا جو دار و گیر محشر میں اُسے
ہی احمد مختار چھڑانے والا

دیوانہ کیا تجھے خیال دُنیا
پوشیدہ ہے تجھ پہ آہ حال دنیا
قاتل یہہ حریفوں کی ہے نورہ ہشیار
مردوں کی مطلقہ ہے زال دُنیا

آدم کے گناہ کو خدا نے بخشا
سو سال جو اُسنے غم سے رویا
وہ اک خطا تھی تیری تقصیریں ہزار
بے توبہ تجھے بخشینگے ناداں فردا

تدبیر میں زور کسی دانا کا بس نہ چلا
دارو میں طبیب کا بھی کچھ بس نہ چلا
جب دست و گریباں ہوا ایک اجل
بے خود ہو میں تیر گیا مرا بس نہ چلا

تو ماں کہا ہر اک کا صاحب رفعت
ورنہ پچھتاویگا بہت کر حسرت
قائل ہیں سب اس سخن کے اہل دانش
مسکین شنیدن سخن ہے گنج دولت

ہے شرع نبی تیرے لئے راہِ صواب
چھوڑیگا پسِ پشت جو تو قولِ رسول
ارشاد یہ کر عمل کہ حاصل ہو ثواب
از جانبِ پشت دیوینگے تجھکو کتاب
اعمال نامہ ۱۲

ہو ویگا تو اک روز نبی کا محتاج
سُنت کو کر اختیار بدعت کو چھوڑ
وہ السیا نبی جو ہے ہدایت کا سراج
بدعت ہے وہ کہتے ہیں جسے رسم و رواج

بد عہدوں سے الفت نہ رکھہ ای مرد رشید
ڈھونڈھہ اہلِ وفا کو اور رکھہ یہہ یاد
ورنہ تو اُٹھاویگا یہاں رنجِ شدید
اسپ و زن و شمشیرِ وفادار کہ دید

پند اپنا تو ضایع نہ کر ای مردِ غیور
جس بزم میں بے قدر ہو درِ شہوار
جو بات نہ چلتی ہو نہ کیجو مذکور
ہو ویگا سخن تیرا ہبا منثور
خاک پریشان ۱۲

مولا نے دیئے تجھے بلطف و احساں
از حکمتِ کاملہ دو گوش اک زباں
یعنے دو بات سنکے کہہ اک سخن
تا اہلِ ادب سراہیں تجھکو بجہاں

اقبال اگر چاہئے اور عمر دراز
ڈالے ہیں جو حکمِ شرع اپنے پس پشت
رکھ درگہ کبریا میں توفیق نیاز
قبلے کی طرف پشت ہی پڑھتے ہیں نماز

لبنی نہ رکھ اس طور سے جینے کی آس
بے یادِ خدا نہ رہ غنیمت ہے یہ دم
ہے طولِ امل کا رشتہ شیطانی وسواس
کر دیوے گی عاجز تجھے اوپر کی سانس

جنت میں ترے واسطے ہے قصرِ رفیع
مومن محشر کے ڈر سے مت رہ بیدل
اور فضل و عنایت کا ہے دریا بھی وسیع
غفار خدا ہے اور محمد ہیں شفیع

تو آلِ نبی کی ڈھونڈھ الفت کا چراغ
پہچان میر سخن کو اے روشن دل
ہے انکی غلامی تیری دولت کا چراغ
شبیر کا غم یقیں ہے جنت کا چراغ

ہر روز تو لا زبان پر نام اجل
اس دارِ فنا میں دیکھیگا تمامِ اجل

ای پیر اگر ہے موشگافی تجھ میں
بالوں سے تو پہچان لے پیغامِ اجل

فرزند دلبند آنحضرت
علیہ السلام [illegible]
ذکر [illegible] اللذات
الموت [illegible]

تا کی یہہ ہوا و حرص ای مرد دغل سر رشتۂ کار اپنا کر خدا کی تفویض	بیٹھی ہی تیرے گھات میں کئی دن سے اجل کٹ جائیگا تب یہہ رشتۂ طول امل
یہہ دارمحن ہی یہاں کی راحت معلوم دوزخ کے عذاب کو نہ بھول ای عارف	وحشت کی یہہ جا ہی جہاں کی انست معلوم انسانِ ضعیف کی ہی طاقت معلوم
کب زور تیرا یہاں تباوے کچھہ کام اس توشہ و گوشے سے جو حاصل ہی تجھے	بن فضلِ خدا کہاں چلاوے کچھہ کام جز توشۂ آخرت نہ آوے کچھہ کام
منعم ہی خدا صاحبِ فضل و انعام ہیں جتنے سلامی یہہ عزادار امام	ہی سب کے لئے مبدأ فیاض مدام پاوینگے جزا عمل کی واں دار السلام
یہہ مزرع آخرت ہی ای اہلِ کرم	ہر سبز کرو شاہ کا نخلِ ماتم

ای اہلِ صفا بقا ہی منزل اپنی
سایے میں رہینگے اسکے ہم بعد عدم

رکھہ خوفِ قیامت کے دل اپنا دو نیم
یہہ سکہ قلب تیرے منہہ پہ پھینکیں

کر پاک خباثت سے اسے مردِ فہیم
مقبول ہے مولا کے یہاں قلب سلیم

تو بندۂ خاکی ہے تیرا خاک وطن
مت چھوڑ اگر ہے عقل انکا دامن

ہے صبح قیامت کی بھی کافور و کفن
دیوے تجھے فردوس حسین اور حسن

شیطانِ لعیں سدا ہے اپنے ہمراہ
ہے ایسے عمل کے ساتھ امیدِ نجات

عصیاں میں گذرتی ہے میری شام و پگاہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ہے شرعِ نبی نجاتِ عقبیٰ کی راہ
ہوتے ہیں سیاہ نامۂ تریش رسول

جو پھیرینگے اس سے منہہ ہونگے تباہ
جو موسے سپید اپنے کرتے ہیں سیاہ

غفلت سے ہماری عمر سب گذری
سرگرم سرور و خندہ ہوتے گذری

یہاں شاد جو رہتے ہیں وہاں ہونگے ناشاد
خنداں ہونگے جنکی روتے گذری

غافل مت رہ سفر ہے تیرے آگے
اک منزل پر خطر ہے تیرے آگے
مت کر تو برائی ہے بھلائی اے امیر
اندیشۂ خیر و شر ہے تیرے آگے

اوقات ضلالت میں گنوانا کیا ہے
بادست تہی یہاں سے جانا کیا ہے
سرمایۂ آخرت کما لے عاقل
کر غور کہ اسلوب زمانہ کیا ہے

ہم جاہ و حشم کے طلبگار رہے
دنیا کی محبت میں گرفتار رہے
گذری سب عمر خواب غفلت میں آہ
آنکھیں جو ہوئیں بند تو بیدار ہوئے

مولا کی محبت میں ہے دولت تیری
ہے یاد الٰہی میں سعادت تیری
بس کر بس کر تو چھوڑ دنیا کا خیال
فردا ہے مضر آج کی غفلت تیری

دنیا کی یہ سب بہار لے لیں تجھ سے
عزت کا یہ برگ و بار لے لیں تجھ سے
اس ہستی بے ثبات پر مت کر ناز
یہ جامۂ مستعار لے لیں تجھ سے

بندوں کا وسیلہ ہے رسولِ عربی	پیدا نہوا نہو گا پھر ایسا نبی
خاطر اسکی خدا کو ازبس ہے مدام	بولا سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ
گر نقش دل اس سخن کو اے مردِ ذکی	ہو جاویگا توفیضِ تولا سے ولی
یارانِ رسول سے کر بے ادبی	ابرار ہیں ہمسوارہ تبرّا سے بری
گھیری ہے سدا گردشِ ایام تجھے	ممکن نہیں حاصل ہو یہاں آرام تجھے
پھرتا ہے تو دربدر خدا سے غافل	رہتا ہے شب و روز یہی کام تجھے
عقبیٰ کے سفر کی رکھئے تشویش تری	پہلو کے عدو سے مشکل اب آن تری (نفس امارہ ۱۲)
آفت سے بچا لو مجھے یا شاہِ نجف	ہے راہ بھری خطرے سے منزل ہے کڑی ۱۲
ناخوش ہیں ہمیشہ عمل سے مولا و نبی	درگاہ میں کرتا رہا میں بے ادبی
ہوں بندہ محروم میں باوصف اسکے	تکیہ ہے عنایت پہ زہے بوالعجبی
مرقد کو یہیں سے اپنے گلشن کرلے	اس خانۂ تاریک کو روشن کرلے

عشق لبِ لعل اور دُرِ دندان سے
ویرانے کو یک نور کا معدن کر لے

پاویگا تو صوفیوں کا مشرب مخفی
رکھتے ہیں یہ اپنے دل کا مطلب مخفی

از قولِ رسولِ پاک اے مردِ ذکی
رکھتے ذہب و ذہاب و مذہب مخفی

دیدارِ خداوند کا ارمان ہے تجھے
ہوتا تو کرتا یوں پریشان تجھے

بستی بستی پھرا تو قصبہ قصبہ
کچھ شہرِ خموشاں کا بھی دکھاتا تجھے

قطعۂ تاریخ من کاشف عفی عنہ

از تصنیفِ روضۂ رضوان
حضرت واصفم بطرز بگفت

از سرِ یادگار کاشف سال
نونہالِ غمِ امام بگفت

۱۲۸۴

الحمد للہ کہ کتابِ روضۂ رضوان من مصنفات و فرمائشِ جنابِ مکرمت مآب مولوی محمد مہدی صاحب واصف مد ظلہ العالی بتاریخ پانزدہم رجب المرجب سنہ ۱۲۸۵ ہجری روز شنبہ بحسنِ اہتمام غلام حسین صاحب منشی کالج کلکتہ در مطبعِ عظیم الاخبار واقع مدراس بتحریر و تصحیح اضعف داعین باقر حسین عفی عنہ از زیورِ طبع محلّی گردید